



Handwritten text, possibly a signature or initials, rendered in a dark, high-contrast style. The characters are stylized and difficult to decipher, but appear to be a mix of letters and numbers, possibly including '120' and '10'.



# حاجی بابا صفہائی



ملک پیر احمد پور تاج پور

موسن لال روڈ پیر پور مورنگیٹ روڈ

PRICE RS. 3/-



# حاجی بابا صفہائی

(برائے امتحان منشی فاضل - و - ایم اے پنجاب یونیورسٹی)

تصحیح و مقدمہ

۱۸۸۸

جناب آقا پیر بخش خان ایم اے ایف اے یو ایس

پرنسپل دارالعلوم اسلامیہ قادیان

میں

کتابت و تصحیح

مدرسہ دارالعلوم قادیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# تھیل

ان... طلباء کے نام

میں نے گزشتہ تیرہ سال میں تمہیں تسلیم دیا ہے

جو اپنی زندگی بہتر بنانے کے قابل ہو گئے

آقا بیدار بخت خاں ایم اے

درہ اللہ پور

# ضروری گذارش

کتاب حاجی بابا کا ایرائڈیشن میں نے صحیح شائع کرنے کی پوری  
کوشش کی ہے اور اس کتاب کے مختلف مستند نسخوں کو سامنے رکھ کر تصحیح میں مدد ملی  
ہے۔ امید ہے طلباء اس سے بیش از بیش فائدہ اٹھائیں گے۔

دارالعلوم السنۃ شرقیہ لاہور واقع باغ بیرون دہلی دروازہ میں نے ۱۹۳۵ء میں  
قائم کیا تھا اس طویل عرصے میں کم و بیش ۴۰ مرتبہ یہ کتاب میں نے طلباء انٹرمیڈیٹ  
کو پڑھائی ہے۔ جہاں جہاں کتاب کی افلاطیبا و دیگر تفاسیر نظر آتے ہیں۔ انہی کو تحقیق  
کیلئے میں پوری عرق ریزی سے کام لیتا تھا پچھلے پچھلے نسخے اسکی قیمت میں بڑھ چکا  
یقین واثق ہے کہ طلبہ وندقی فاضل کی بہت سی شکرت کو یہ صحیح کتاب حل کرنے  
کے قابل ہو سکیگی۔

فیصل مند

آفتاب پبلشرز سبھت خاں رام پور

دارالعلوم السنۃ شرقیہ لاہور



# کتاب حاجی بابا اصفہانی

## ڈاکٹر جمیس موئر کی زبانی

حاجی بابا اصفہانی میں مقیم تھا۔ تو اس نے اپنی سرگزشت طرز لوہ پ کی پیروی کرتے ہوئے لکھی۔ سو اسی پر تو قاتل کے مقام پر وہ بیمار ہو گئے۔ انہی دنوں ایک سیاح پر حیران پر سک ایران سے لوٹ رہے تھے اور وہیں مقیم تھے۔ جہاں حاجی بابا یہ معلوم کر کے کہ ایران سے کوئی آدمی وہاں آیا ہے۔ حاجی بابا نے ڈاکٹر صاحب کو بلایا۔ اور پھر اس سے علاج کرانا شروع کیا۔ اسے صحت کامل حاصل ہوئی۔ تو اپنی سرگزشت ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کی۔ ڈاکٹر علوم مشرقی کا ولادہ تھا۔ اسے یہ کتاب بے حد پسند آئی۔ اور اس سرگزشت کو لندن لے گئے۔ ان کی خواہش تھی کہ جمیس موئر نے اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا۔ پھر فارسی زبان میں اس کو حاجی شیخ احمد کرمانی نے منتقل کیا۔

یہ کہانی کہاں تک درست ہے؟ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ سرگزشت حاجی بابا اصفہانی کا کوئی ایسا قلمی نسخہ کسی کتب خانے میں موجود نہیں۔ جسے حاجی نے لکھا تھا۔ اس لئے جہاں تک واقعات کا تعلق ہے۔ یہ مانتا پڑے گا۔ کہ حاجی بابا ایک فرضی شخصیت قرار دیکر اس کی زبانی جمیس موئر نے ایرانی تمدن اور تہذیب کو نمایاں نمائش کی ہے۔

اس نے بین القوامی تعلقات کی کشیدگی سے بچنے کے لئے یہ کہانی گھڑا ہے۔ اور اصل کتاب فارسی زبان میں تھی اور میں نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کتاب حاجی بابا اصفہانی "انگریزی تصنیف ہے۔ اور اس نے فارسی ترجمہ حاجی شیخ احمد کرمانی نے کیا۔ جو ہمارے سامنے

## بصرہ

ایران ایک مدت تک روس اور برطانیہ کی سیاسی کشمکشوں کے لئے سمیٹان بنا رہا ہے۔ اس نے جب کسی پارٹی کا زور کم ہونے لگتا۔ تو وہ طرق و ٹہیل سے ایرانی تہذیب اور تمدن کو بزدنام کرنے کے درپے ہوتی ہے

کتاب حاجی بابا اصفہانی، ڈاکٹر جیمس مویر نے انگریزی زبان میں تصنیف کی۔ اور جہاں تک ممکن ہو سکا۔ ایرانی تہذیب کی خامیاں بے حد مبالغے کے ساتھ رقم کیں تمدن کے نقائص ہر ملک اور قوم میں موجود ہوتے ہیں۔ لیکن ان کو بڑھا چڑھا کر دکھانے سے سولے ان کی خاک اڑانے کے اور کوئی مقصد نہیں ہوتا۔

کتاب میں جو قصے واقعات کے رنگ میں یا جو واقعات قصوں کے رنگ میں پیش کئے ہیں۔ ان کا مطالعہ ہی ہمارے دعوے کے ثبوت کیلئے کافی ہے۔ اس نے اعلیٰ افسرول کے نام تجویز کرتے وقت بھی اپنا مقصد سامنے رکھا ہے۔ مثلاً

۱۔ حکیم مرزا احمق۔۔ شاہی طبیب کا نام

۲۔ نامرد خان۔۔ جلا د اعلیٰ۔

۳۔ ملاٹے نادان۔۔ قاضی۔

۴۔ مرزا فضولی۔۔ جس سے ملک الشعراء کے خطاب کا وعدہ کیا گیا تھا۔

کتاب سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ۔۔

(۱) ایران میں کوئی قانون نہیں۔ (۲) تمام عہدیداران حتیٰ کہ بادشاہ بھی خوشامد

پسند ہے (۳) رشوت کا بازار گرم ہے۔ معمولی ملازمین سے لیکر شاہزادگان اور

بادشاہ سلامت تک کا دامن اس گناہ سے آلودہ ہے (۴) اکثر ایرانیوں کے حرم

کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ اور بادشاہ کے اندرون خاندان بالخصوص بد اخلاقی کا مرکز تھے

(۵) ایران میں درویش اور قلت شدہ لوگوں کو دھڑیوں کوٹتے تھے (۶) عیاشی

کی کوئی حد نہ تھی۔ شبیہ حضرات منہ کے قائل تھے لیکن ایران میں منہ کو جو حیثیت

دیدنی گئی۔ وہ تہذیب سے بہت دور جا پڑتی ہے (۷) فوج میں تمام بزدول

اور قواعد جاننے والے بھرتی کئے جاتے تھے۔ جو اپنے سائے سے جی ڈرتے

بے متے اور پھولوں کی گرفتاری کی بجائے مظلوموں اور بے گناہوں کو گرفتار کر کے سزاؤں دینے  
 نئے وغیرہ وغیرہ ۛ  
 یہ بات تسلیم کی جاسکتی ہے کہ ان میں بعض نقائص جزوِ اذہاں موجود تھے۔ لیکن  
 جس قدر مہلت کے ساتھ اسے بیان کیا گیا ہے اور ان کے ثبوت میں جو قہقہے  
 گھڑے گئے ہیں۔ وہ بحد شرمناک ہیں۔

## زبان

مترجم نے زبان نہایت شیریں اور فصیح استعمال کی ہے پرانی فارسی کو ہاتھ سے دیکھ  
 جدید زبان نہایت خوب استعمال کی۔ کہیں کہیں استعارات اور تشبیہات کا  
 زور بھی دکھایا ہے ۛ  
 ہر جگہ شگفتگی اور ظرافت و امن تھا مے ہوئے ہے۔ اس کا طرزِ تحریر ایسا دلچسپ  
 ہے کہ اول سے آخر تک تمام پڑھ جلیٹے کیا مجال کہ طبیعت اکتا جائے۔ ترکی کے  
 الفاظ بکثرت مستعمل ہیں۔ مگر غیر مالوس نہیں آسان اور چھوٹے چھوٹے فقرات  
 نے کتاب میں جان ڈال دی ہے ۛ  
 دو تین مقامات پر مناظرِ قدرت دکھانے کے لئے مترجم نے تاریخ جہانگشاہ  
 نادر کے دو تین پیرا گراف چسپاں کر دیئے ہیں۔ جو اصل کتاب سے صاف علیحدہ  
 معلوم ہوتے ہیں ۛ

## کتاب حاجی بابا کے ایڈیشن

راجب شیخ احمد کرانی نے اس کا ترجمہ کیا۔ تو پہلا ایڈیشن ایڈیٹر اخبار جبل المتین  
 کلکتہ نے چھپا۔ مگر یہ بیان میں غلط کر لیا گیا۔ اور اس کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں ہوا۔  
 (۲) اس کا ایک ترجمہ آسٹریا شیرازی نے منہدستان میں قیام کے دوران میں کیا۔  
 جو ۱۹۲۹ء میں ممبئی میں شائع ہوا۔  
 (۳) آریانا ٹرسٹ نے ترجمہ کو وضع دے کر ایک ایڈیشن شائع کیا۔ جس کے

## حالت مترجم

نام شیخ احمد کرمانی بن احمد تخلص۔ رومی، دکن کرمان، سن پیدائش

۱۸۵۵ء

۱۱) شیخ احمد جب کرمان میں وارد ہوئے۔ تو ان کی ملاقات مرزا آغا خان کرمانی سے ہوئی۔ وہ ایک مشہور بانی تھے۔ ان کے ساتھ رہنے کے سبب انہوں نے بھی یہی مذہب اختیار کیا۔

۱۲) پھر ان دونوں نے ایران کی اصلاح کا فیصلہ کیا یا اس ظلم کا بدلہ لینے کی ٹھانی جو ان دنوں بایوں پر ہو رہا تھا۔ کہ یہ قسطنطنیہ گئے وہاں انہوں نے غیر ملکی زبانوں کی تعلیم حاصل کی اور کچھ مضامین وغیرہ رقم کئے۔

آغا خان کرمانی نے ایک اخبار اختر کے نام سے جاری کیا۔ مگر چونکہ ان کا قلم بے پناہ تھا۔ اسلئے ایران میں اس کی اشاعت بند کر دی گئی۔ انہی دنوں میں شیخ احمد کرمانی کی شادی مرزا سیملی شیرازی کی دختر سے ہوئی۔ جو صبح ازل کے نام سے مشہور تھے۔

ابھی یہ قسطنطنیہ ہی میں مقیم تھے کہ حکومت ایران نے ان کو گرفتار کر لیا۔ اور سازش کا الزام لگایا۔ ان پر مقدمہ چلایا گیا۔ لیکن جرم ثابت نہ ہو سکا۔ اور آخر کار سلطان نے ان کو بری کر دیا۔ انہیں پانصد تومان تاجان بھی ملا۔ بانی فرقہ کے مشہور لیڈر سید جمال الدین افغانی انہی ایام میں شہرت یافتہ تھے۔ یہ انکے پیرو ہو گئے۔ اور ایرانی علماء کے ساتھ کچھ خط و کتابت کر کے اتحاد عالم اسلام کے لئے کوشاں رہے۔ یہ خطوط پھیل گئے۔ اس پر انہیں سلطان ترکی کی وساطت سے گرفتار کر کے ایران لے جایا گیا۔

ابھی یہ راستے میں تھے سلطان ترکی کی طرف سے ان کی رہائی کے لئے سفارش بھی ہوئی۔ مگر ان دنوں نانتہ شاہ عبد التعلیم پیر باوشادار بن ناصر الدین قاجار ایک بابائی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ اس پر لوگ پڑاغ پا ہو گئے اور یہ دونوں ہتھیہ طور پر گورنر تبریز کے روبرو ذبح کر دیئے گئے۔ ان کی ہاتھیں کسی آنویں میں پھینک

# ڈاکٹر جمیس موٹر کے حالات زندگی

اصل نام۔ ڈاکٹر جمیس جٹان موٹر۔ اصل وطن فرانس۔ رہائش سوئٹزرلینڈ  
مقام پیدائش، عمر تالیف۔

یہ بمبئی میں جنس انگریزی سفیر ایران کا پرائیویٹ سیکرٹری مقرر ہوا۔ پھر  
جب ایران میں معاہدہ مکمل ہو گیا۔ تو ایرانی سفیر مرزا ابوالحسن کے ساتھ لندن گیا۔  
دورانِ قیام انگلستان میں اسی انگریزی سفیر ایران سر گورائوسے کا سیکرٹری مقرر  
کیا گیا۔

۱۸۱۲ء میں اسے برطانوی سفارت خانہ ایران کا اسٹارج بنا دیا گیا۔ اگرچہ یہ  
عہدہ عارضی تھا۔ مگر انہوں نے پوری تندہی سے فرائض مفوضہ انجام دئے۔  
۱۸۱۵ء میں انہیں انگلستان واپس بلا دیا گیا۔  
سفر نامہ روم و ایران۔ آرمینیا۔ ایشیائے کوچک و قسطنطنیہ انہی کی تصنیف

۱۸۲۲ء میں یہ میکو میں اسپیشل کمشنر مقرر ہوئے۔

اردو و فارسی پنجابی کے تمام امتحانات کی کتابیں

چلنے کا پتہ

ملک نذیر احمد پٹیالہ تاج بک پبلیشرز لاہور

لاہور

# حاجی بابا صفہائی

برائے امتحان فلسفی فاضل و اکمل سے پنجاب یونیورسٹی  
تصحیح و مقدمہ

از

جناب تقابید آر بخت خاں ایم۔ ایم۔ او ایل

پرنسپل دارالعلوم الشریعہ شرقیہ۔ لاہور

مطبوعہ

ملک نذیر احمد پبلسٹریٹرز۔ تاج پبلسٹریٹرز

موبن لال روڈ۔ لاہور

# شش

## عرضہ مخصوص

صورت کاغذ سیاہ ایسی پرچہ پرنٹ پر سبک  
 کہ بہ کثرت سفارت اسوج ریورنڈو کو کر قند  
 گروہین در اتنبول نوشتہ

(مقتدا کشیشاں پیشواے سفار در اتنا بول مطالعہ فرمائیں)

از سوس بریفیسے کہ شاید گردہ و دودش ہم در ذہن عالی نمائندہ و دانش نیز از خاطر مبارک  
 محو شدہ ہم ازینہ متوجہ خواہید شد دے سرگاہ بلو ح خاطر ملاحظتہ شود و العہدۃ علی قوۃ الحاقطہ شاہ  
 سال پیش ازین سیاہے اٹلیس گاہ بگاہ در مجلس اقاوات سرکار استفادتے سے نمود و منظور نظر  
 خاص گردیدہ بود۔ ہر گاہ از روئے تفات ملتفت شوید خواہید دانست کہ کیست و دریں  
 کتاب با کمال گستاخی دیباچہ اش را بنام نامی سرکار مطرز ساختہ البتہ در این صورت محفل  
 مطالعہ اس سے تو انید شد \*

در زمان حروغہ اوقات شریعت بہ تحقیق و تدقیق الف بائے مسامری مصریاں  
 مصروف دست تو ائمہ کنت کہ ہمہ و حدیث ترتیب در تنظیم در شاہواری محطوف بود۔ کہ  
 نوٹس نکرت عالی از پنجاہ معانی دامن اور در کنار آورده و اکنون بنام کتاب تومیائی  
 حقیقی "ہر ہمہ نکتہ نامی و باطن شمارہ حقیقہ جوہریاں گردیدہ است بارہا بدان اندیشیدم۔  
 کہ خلیہ "ہر ہمہ نکتہ تست نیست دقات مزیزی کہ باعث تضحیح شدہ۔ و بااں

مشاغل جہد بطویلات لاطالی مشغولاتاں نمودم - علی الخصوص در آن شب ہمتانی کہ در  
 سفارت خانہ اسوج برروسے صفحہ الوان والیبیدویم دودیرہ مبتطرہ وسیح وبا شکوہ  
 شہراستا نبول ونگر انرازاں دوختہ مسامرہ کہ درباب معیشت و اداب مکنتہ خارق الحداد  
 آنجا بیان آمد ہرگز فراموشتم نئے شود ۵

اگر تبکار سخنان آن شب جبارتے رود محذورم دارید کہ بحکم اہمیت موضوع  
 ہنوز ہم را در خاطر دارم و سے گفتید - ہنوز بیج سیلے درباب عادات در روم اہل شرق  
 چیزے توشہ کہ کیفیت راجحان نگاشتا کہ مفید فائدہ بحال بن بارشہ و در تحقیقت سیلے  
 عموماً در سفر ناہیلے خود مصدر دعوا بٹے بے بینہ و دلیل شدہ اند کہ سروین بیچک نال  
 ہا را با یک دیگر مناسبت وربطے نیست - بلکہ بشرح حال ذاتی خود پر داختر اند - رائے ماہ  
 دواین بود کہ در میان کتابہائے افسانہ کہ دریں باب نوشتہ شدہ بہترین ہمہ الف لیلہ است  
 کہ عادات و رسوم شرقیاں راجحانچہ باید محکم کہ وہ - ثبوتے بہتر ازین چہ - کہ موافق خود از  
 اہل شرق زمین است - سے گفتید - اگر چہ آن کتاب را بزبان فرنگی ترجمہ کردہ شدہ  
 زوائدش را بقدر امکان دور و بخالات مانزدیک ساختہ ایں ہمہ کم کہے ست کہ آن را بقصد  
 مگر ایں کہ سالہاد مشرق زمین ماندہ و با یالی آنجا امیزش کردہ باشد - پس جلدی ازال  
 کتاب را علی العیا کشوید - حکایت مرتلتہ در در آمدہ گفتید دریں حکایت سے گوید  
 (آمنہ) بجملے پر خوردہ اور اشارتے کردہ - و شمال باز نبیل خویش مہربمے اور نمودہ - تا بدرخانہ  
 بستہ رسیدہ و بر بنومر سے تر سما باریش سفید بلند در بار کردہ - (آمنہ) بے آنکہ لب بہ سخن  
 کشاید - نقدی ہشت وے نہادہ تر - آگشت - و بعد از دقیقہ چند شیشہ بزرگ شراب  
 ریحانی مبادرد - پس پدیں گونہ تحقیق فرمودید کہ عول مادت یاد عالمک شمالی ماندہ ایم - حی  
 وانیم - کہ در اکثر شہر یایش آشکارا شراب فروختن قدغن است و اگر شراب باشد وہ  
 نرود و سیال است دو آنا ہم ہمسلمانان را نہیں - - - - - خریدی بے سابقہ  
 ایں حکایت راجحانچہ چیزے ازال مئے نمند - بلکہ منتظر خوابد بود کہ از زیر کاسہ چیریں  
 آید - و حال ایٹیکہ دریں حکایت جہ گذار ہوش چیزے بیگری  
 پس من گفتہ - - - - - فرنگی خود اولہ - بقضتہ -  
 بلکہ کہ مشغل باشد بر انقلاب و تصالیف ایام نہ ندرگنی بیگی از یہں واقعہ آثار



دریادہ سیاست مدن و تہذیب منزل و قہر کل و تقویٰ نفس شان بقدر مقدور در تو فیہ مال و حب  
 مہاہ و جلال و کوشش و دندش و مناقب و غیرت آنچہ را کہ بر رفتار و کردار صورتی و معنوی  
 ایشان مدخلی نامہست شاید بہترین دست آویز آن باشد کہ وقائع و حکایتی بسیار  
 متعلق بطرز زندگی ایشان چندال کہ برائے اثبات اختلاف حالات و مراتب جملہ عتے  
 از ایشان کافی باشد فراہم آورد و پس ازالہ سرگذشتہ سازد۔ بایک دیگر مہربوطا تذکرات  
 (ذیل بلاس) التالیف حکیم لوساز کہ آئینہ احوال حقیقتہ و فرنگیان است ۶

شما منکر اعتقاد من بودید کہ امر سہ است محال و بہرگز یک فرنگی اگر چہ تبدیل دین  
 ہم بکنند چنانچہ دمیوودی مانوال بود جمع کردند۔ و خیرگی ہم دیدند۔ مانا سندیک مشرقی خاص  
 بد قالیق و نکات رسوم و عادات ایشان چنانچہ باید مختصر تواند شد و برائے تاکید و تقویت  
 مدعی آن بودید کہ نہ تربیت انسان و نہ ضرور زمان و نہ فضل و دانش بیچ بیکہ راہر کہ باشد  
 در بیچ امر ہر جا باشد۔ و در دانتن زبان استاد نے سازد۔ و بجائے ہمیش نے توں  
 گزارد ہر جمع بکنند با ذمہ در لغتہ از لغات تغیر اصطلاح یا آنکہ در حکمتہ از نکات صرف  
 و کوائف زبان خطائے فاحش خواہد کرد۔ آرسے اگر یکے ازالہ مشرق در ترسل و تأدب با سلیقہ  
 فرنگیان مالوف و مالوس گردد و سرگذشتہ زندگی خود را جزئی و کلی از آغاز تربیت تا انجام  
 عمر بتواند بطرز فرنگیان بنویسد۔ آن وقت جائے امید آن بہت کہ دامن مقصود ما بچنگ  
 آید ۶

تقدس آبا۔ من این سخنان را در گنجینہ خاطر محزون ہمے داشتم۔ و چوں مدت و  
 زمانے در مشرق زمین اقامت کردم۔ و دیدہ و سنجیدہ ہائے خود را ضبط نمودہ از امکان  
 این امر بیچ نومید نبودم۔ کہ در سے بیکے از شرقیاں برخوردارم کہ سرگذشتہ خود را چنانچہ باید  
 نوشتہ باشد۔ با اینکه بہ تربیت صحیح نقل کند۔ تا رشتہ بدستہ آید و فراہم آورد ہائے خود را  
 بدال و سلیقہ بہ صورت کتابیہ در آم۔ من پارہ رسوم و عادات اہل مشرق را کہ این قدر بنظر  
 عامہ فرنگیاں ناپسندے نماید۔ این قدر نامنکر نبودم۔ چہ آنہا را بہ ششم نسخہ ثمانی عادات  
 و رسوم ویرینہ خود ماں می نگریتم۔ فی الواقع کدام فرنگی این عبارات انجیل را کہ سے گوید  
 کسانیک۔ با من در یک وقت بہت بہرہ بردہ۔ فراموش تو اند کرد۔ عادات غسلا  
 خوردن اہل شرق۔ با دست۔ و ہمہ ہا سگی چندین تن را بایک دیگر از ایشان فرار گزتم۔ با اینکه

ہم کہیں میدانِ ندین میں وقت تمہارا گزار دو چنگاں نہا شتم۔ اما ہر گاہ با یکے از دوستانِ شرقی فدا  
 اخدم۔ وایں عادت کہ بسیار طبعی است بلکار بروم۔ خود را یکے از گویانِ زندہ عادات  
 ویرینہ و مداول صحیح کتابیکہ ہر روزی مابراں والبتہ است مے پنداشتم و چوں یکے از شتم  
 و دیگران ایران را می شنیدم۔ کہ آہ و نالہ کنان مے گفت چو خاک لبس کنم۔ نہ تنہا ایں تعبیر  
 متداول ایشان را مضحک مے شمردم بلکہ بے اختیار مطابقت و موافقت او بعبارة تورہ  
 بنظر مے آمد۔

جنابا۔ تسلیم دارم عادت اہل شرق تغیر پذیر نیست۔ وایں سخن از شما بمن یادگار  
 است۔ ولے ہر قدر تغیر پذیر نباشد۔ باز برائے اثبات ادائے مطالب خود میگویم۔ کہ  
 مانند نقوشِ سینہ آلات ہر قدر نیک ہم نگاہ داشته شود۔ باز ہم از کثرت استعمال در  
 جائے ازالہ فرسودگی و سائیدگی نمودار خواہد شد۔

اگر ایں را بہ عبارت اداتوال کرد۔ میگویم کہ درجہ محبت و مہربانی کہ در اہالی مشرق است  
 در غربیل یافت نئے شود۔ و بسبب ہمیں کیفیت من کار و کردار ایشان بخیلے شنیدنی دیدنی  
 دیدم۔ و از تاثیر آن شوقے در من پیدا آمد۔ کہ ایں معنی را بدیگراں ہم نغہانم۔ چونانکہ سیراج  
 چون منظرہ تیک بیتد۔ خواہ نقاش باشد یا نہ باشد۔ نیک یا بد نقشہ آں را میکشد تا بدیگراں  
 بنماید۔ من نیز از آنجائے کہ

در لیغ آدم از چہیں بوستاناں تہی دست رفتن بردوستاناں  
 با ایں تحفہ حقیر کہ تبرجائیش انظار فضلے در نزد یاران کردم۔ بہ غلور و العذر عند کرام الناس  
 مقبول معذرت مے خواہم۔ چہ سرم از سودائے ایں شوق۔ چنانچہ قیاس نتوال کردہ  
 بود کمال شادی و شغف ہر قیاس توانید کرد۔ کہ بعد از اندک زمان گفتگوئے با شما با انگلستان  
 برگشتہ دیدم دولت ما بفرستادن سفیرے بہ بازاریاں ایران ناچار شدہ و مرا بہر اسی آن نامزد  
 کردہ است۔ آنچه دلم و رطلبش مے شنفت یافت۔

ایران۔ چہ ایراں پایگاہ موہومے جاہ و جلال خاور زمین جائے گاہ شعلے نکل و  
 بلبل گہوارہ مردوی دردی۔ سرخونہ پاک رسوم و کیش اہل شرق چوں وصول آرزوئے کہ سلہا  
 سودا آں در وماغ مے پنجم۔ در حیر حصول بود نہ چنداں شاد ماں بودم۔ کہ وصفش در بیان  
 گنجد۔ ازاں ہمہ ممالک و مسالک کہ بلیتے بہ نیم۔ ہماں خیالے خواب مانند داشتم۔ و بدلان

جہتہ سفر خود را سفرے و استین سے پیدا شتم

عبر بردگر چه بگوئے تو ہوائے سفرم  
خبر از پاسے ندام کہ زمین سے سپرم  
بعبارت اخروی۔ مثل زن فرانسوی در حقہ صادق آمد۔ کہ خیالے نیس مبہم دوا ہی دولت  
کہ در وقت دو اعم التماس کرد۔ تا یہ بیکھاڑ دوستاں او کہے گفت۔ در ہندوستان است  
سلام برسانم عجیب اینکہ من دوست اور در داغہ امیدافریقا یافتم

خوابہائے مکہ میدیم نے کریم۔ ہمہ بہ حقیقت تغیر شد۔ چہ اگر ایران مرز بولے است کہ چہ  
در باب بلایع آثار طبیعت۔ و چہ در جاہ و جلال و مال و دولت ہالی آں ما ماندہ سائر اکتہ تصویے  
راستین نذال کرد۔ دلے در باب اخلاق و عادات و رسوم و آداب ایثاں سے تو اعم گفت  
درونیامر سے مانند ایرانیاں یا ہر اخلاق دیرینہ مختوم۔ و با فطرت آداب قدیمہ فطوریہ  
حتی ایں صفت در صورت و سیمائے ایثاں نیز مشاہدہ سے شود۔ چنانچہ از معائنہ و مقابلہ  
صورت ہالی امروز سے با صورت ہائے منقوشہ در دیوار۔ تحت جمشید۔ کہ گوئی امروز  
لندہ اند۔ مدلل و مبرہن است۔ سکا ایں نان فطیر از آن خمیر است۔ در آں ہمہ مدت اتقا  
در ایران صحبت شب منتاب۔ در ایوان سفارت خانہ (اموج) فراموش نکر دم۔ ہر گاہ  
حکایتے سے شنیدم۔ وقت سے کہ دم کہ یا تعلق و اختصاصے بعبادت مشرقیاں داروایۃ  
و اگر نقشہ بچن بندہ خود یافتہ دم۔ کہ رسوم و عادات ایثاں را نشاں میداد۔ بیاد سرکار  
سے افتادم۔ و ہوائے کتاب موبہ سے کہ شخص بومی موبہم بائیستے لوشتہ باشد۔ و سرگذشتہ  
کال یک ایرانی برائے من بائیستے بہنود۔ گاہ بگاہ آوے کشیدم

بزرگوار۔ زمان اتقامت خود را در ایران نے تو ائمہ گفت۔ کہ زمان سعادت بود۔ وہ ہر گز  
سناطرم نگذشت کہ من در میان مغیران نبی امہ سلیم یا بن ایرانیاں۔ کہ بادشاہان ایثاں  
ذمانوے ہمدرد زمین بودند۔ با ایں ہمہ زخندان لورہ کشیدہ فرنگان و لباسہائے دم  
پرستوکی دم۔ ہائشاں ہر گز زمینش ہمہ دور سے شود۔ چوں خطا بہ پاکسے است۔ دیرینہ  
دوست ہند پڑود۔ سے قومہ ست نئی کرد۔ ہر شہر و لندان و اثر و جام دیار نسبتے بکاخ و  
تصور دیرین بہن و در۔ سے یرت عاقبت وقت سے۔ از تحقیقات واقعی مشخون و جل  
نیرم زانش ہائے تیشہ پڑود۔ سے زبیر۔ سے محمد بابیت ایام آئیدہ مستغنی

بودم۔ وٹایا مانند ہمہ سیاحان دیگر دریا طین بدیں خوش دل بودم۔ کہ البتہ دیدہ و شنیدہ ہائے  
مرا بجز من کسے ندیدہ و شنیدہ است۔ و ہر آئینہ چوں بجایائے اطلاعات و تہننات  
من رو نما شود۔ بقدر کشف ستارہ تازہ در نظر ستارہ شناسان سوا سح اقوام و اہم نمود  
خواہد کرد۔

در زمان موافق و مساعدے از دامنہ کوہ۔ آفری طایغ دور از حد و خطر ناک در گذشتم و لے  
خواہش دارم۔ کہ ماجرای شہر تو قات را از روئے بندہ لوازی بدقت مطالعہ فرمایند  
چہ سبب تحریر این مراسلہ و انتشار این رسالہ۔ کہ مصحوب آل است۔ ہماں مے  
باشد۔

باختگی بے نہایت شب چہار دہم ماہی باد خدمت گار و دو تن چا پاروشاگرد چاہا  
بہ تو قات رسیدم۔ و نزدیکی چا پارخانہ شاگرد چا پارچیاں برائے اجازت تارک شام و جائے  
آرام۔ کہ مے دلگتند برائے مسافری مانند من خستہ و کوفتہ بہ ازالہ مژدہ نیست۔ برسم  
معتاد با آواز (خاطر من) با فریادے خارج از عادت بنائے ہائے ہو گذاشتند۔ و  
آنگہ مے خواستند۔ بچا پارچیاں۔ بفرمانت کہ بے لقمہ چربے یعنی فرنگی بالیشان مے برزد۔ ماہ از  
تیغہ تیز کوہ در غایت بزرگے مے تابید۔ و در روشنائی آل صدائے جارچیاں بجا یاں  
شہر مے چمید۔ بہ محض فرود آمدن از اسباب بیالاحانہ ام بردند۔ و بعد از کشودن سلاح  
و کندن بالاپوش و بر آوردن چکماہائے یک خردے پرپوش اطاق و رخت شب پوشیدہ  
قبوہ تندلی پوشیدہ۔ چپوق خوبے کشیدم۔ بعد ازاں پلوئے کہ بر بخش دارفتہ گوشت مرغ  
نیچتہ با ماستے ترش خوردم۔

در تدارک آل بودم برخت خوابیکہ برائے من روئے پشت بام انداختہ بودند روم۔  
بیکبار بیگانہ با کمال آشنائی داخل شد و در برابر من ایستاد۔ از وجناش دانستم ایرانی است  
و از لباسش فہیدم۔ در قطار نوکران است۔ اگر جائے دیگر در دیدہ بودم۔ از گفتگوئے با او  
خوش وقت مے گردیدم۔ چوں از شدت آمیزش با ایرانیان خیلے با آماں خودانی شدہ بودیم  
و نیز در خاک عثمانی کہ ماویز نیاس ہر دو در نظر ایشان از یکدیگر مردود تر و مغرور تریم۔ میل مرا  
بایرانیان تا اندازہ بیش نمودہ بود۔ کہ حای سوتہ در و سوتہ زونو۔  
از غمندی چہرہ اش کہ از روئے تشنہ بود۔ نمید۔ سخنے غم آمیزد۔ و بدنبیدہ بودم۔

گفت صاحب اربابی دارم۔ میرزا حاجی بابا نام از جانب دولت ایران دو استانبول کار پرکار بود۔ از آنجا برگشته و در راه ناخوش بستری افتاده است یک مہفتہ سے گذر رہا کہ در حق کدو سلسلے پہلو میں منزل گرفتہ۔ جیسکے فریغی اور احوالچہ میکند در عرض ہر ہر گش رساندہ است چوں شنیدے کے از ایران آمدہ بسیار دل خوش شد۔ خواہش دارو کہ ہرچہ زود تر ممکن شو۔ شمارا پدید۔ میگوید چارہ در دین ویدار کے است کہ از ایران آمدہ باشد و در آخر چنانچہ در آنجا ہارم نوکراں است گفتہ سے صاحب دیگر کار او بخدا مانده و بشما ہ

ہیں کہ نام حاجی بابا را شنیدم و انتم کیست۔ اگرچہ مدتے بود اور اندریدہ بودم۔ اما سے شناختم۔ از ہمہ چیزش خوشم میآید امید انتم کہ با اولی سفیر کے کہ از ایران بلند فرستادہ بودند۔ بہت مشکری ہمارہ رفتہ بود۔ بعد ازاں گاہ در پایگاہ عالی و گہے در منصب دانی۔ مانند سایر ایرانیان بہت و بلند دنیا را خیلے دیدہ و مسرور کہم زمانہ را بسیار چشیدہ عاقبت بنام کار پر داری از جانب شاہ بدر بار عثمانیش فرستادہ بودند ہ

باجہ خستگی بے فوت و دقیقہ از وقت ہماں لباس بالا پوش را بردوش انداختہ بچہ ہاش رفتہ۔ میرزا سے بیمار را دیدم نیم مردہ۔ بلکہ تمام مردہ۔ بلکہ تمام مردہ در حجرہ کوچک در رخت خواب دراز کشیدہ است۔ دل کو کراث در سیرامون او گد و آمدہ در اول آشنا تم بالو جوانے بود خوش شو۔ خوش رو۔ خوش اندام۔ خوش ترکیب۔ شاپہن بینی۔ گرو رخسار با این کہ ایں وقت سنین ہمرش از سر حد نیمہ روز گذشتہ بود۔ تازہ روئے و تیز نظر سے نمود۔ اور نیز بعض دیدم بناخت و از سیمائش دانتم کہ خیلے از دیدارم خرم و غرورند کہ دید۔ بالتجیر تے کہ خاصہ ایرانیان است بہ تعظیم پذیرفت۔ و با احترام و اعزاز گفت زہے طالع من کہ منتظر بودم۔ ملک الموت بقبض روحم آید۔ روح القدس بد میدان جان در بدغم آمد۔ گویا ایں قطعہ را شاعر در حق من فرمودہ است ہ

تو ایدوں یافتی مارا وگر نہ	چنین بودم چناں دور از سعادت
کہ جانم غوطہ تسلیم سے خورد	میان لچہ غیب و شہادت
کے در کام من نہاں چیزے	زلو میدی بجز لفظ شہادت
طیب از کایہ من عاجز شد ارچہ	بکار آورد انوار خدایت
ز تشریف تو من گشت معلوم	کہ روز حشر چوں باشد اعادت

بعد از اظہار شادی ہائے بے اختیار اندر پر سیدم حالت چہ و طبیعت کہ۔ از زوری  
چہرہ اش معلوم بود کہ مرعش از صغیر است۔ چون این مرض را در ایران خیلے دیرہ بودم۔  
سر و شستہ کلمے از معالجہ اس داشتیم۔ گفتم۔ غم مدار کہ شفاستے تو در دست من  
است ۛ

گفت۔ صاحب چہ جو حکیم اقل گمان کردم کہ در با گرفتہ ام۔ سرم دلد میگرد۔ چشمانم  
سیاہی مے نمود۔ پہلویم تیرے کشید۔ دماغ تلخ و بے مزہ بود۔ یقین داشتیم کہ سر رفتنے  
کشدے میرم۔ اما هنوز آل علامات باقی است و من نمرده ام۔ در ورودیدیں جا حکیم  
خواستیم۔ گفتند۔ دو حکیم دریں شہر است۔ یک یہودی و دیگر فرنگی۔ فرنگی را ترجیح  
داوم۔ اگر شاہم بودید۔ ہمیں مے کردید۔ باز خدا رحم کرد۔ کہ اس را ترجیح داوم۔ حکیم  
فرنگی آمد۔ گفتم حکیم ہاشمی۔ عالم بسیار خراب است۔ با کمال تمکین گفت۔ ما شاء اللہ  
متحیر با اوقات تلخ گفتیم کم ماندہ بمیرم۔ گفت انشاء اللہ۔ تو کراں خواستند۔ از حجرہ  
بیرونش اندازند معلوم شد کہ بیچارہ از زبان ما ہمیں دو کلمہ رامے داند و سوراخ استعمال  
آنها را ہم کم کردہ است۔ بملاحظہ اینکہ شاید با این خرمے در کار خود ماہر باشد۔ خود را  
بر دست او داوم۔ خاصیتے کہ از معالجہ اش بینیم این است کہ ہر روز بترے شوم ۛ  
میرزا را گذاشتیم تا آرام گیرد۔ کہ لازم داشت و خود بہ منزل برگشتیم از صند و تپہ  
دوانی کہ در خروجین داشتیم۔ مہل زبیتی ترتیب دادہ ہماں شبانہ با آداب تمام  
بوسے خوردندہ۔ بختیم ۛ

با دادن بدیدن دے رفتم۔ دیدم دو معجزہ کردہ است۔ چشمان میرزا کشودہ  
ورد سر فروکش کردہ۔ خود لو کرا نش مرا بہ نظر بقراط ثانی نگران سنے دانستند از عہدہ  
شکرانہ آل ہمہ مذاقت و چیرہ دستیم چگونہ بیرون آیند۔ دریں اثناء صوتے معجب  
و ہیئتے مضحک بنظر م آمد۔ چنانچہ از تعریف آل نمے گذرم۔ مردے بود عرض طولش  
یکسال با برداش سیاہ و انبوہ۔ ریشش نتراشیدہ و تنہ اش نہ خراشیدہ از قدم ناشانہ  
ترک۔ موزہ زر و درپا۔ قبائے دراز و دربر۔ شال ہزرگ در کمر۔ عصائے بلند و دست  
اما از شانہ بالا فرنگ۔ گردن بند و گردن گوشہ ہائے گریان پیرا من تا بدوش۔  
کلابے سگوشہ قاسچ مانند بر سر۔ سلام کرد۔ و با زبان ایتالی با من گفتہ گو و آرد۔ حد

کہ بعد از تعریف نیز از وہ پورم مددست آمد۔ و انتم شیادی است کہ دستے دیاتالیہ یا استانبول  
تسے برست دو سازی ریختہ۔ و آنگاہ در گوشہ آسیا افتادہ مردم را سے فریبد و طبعیہ  
یعنی ہر کہ بدستش سے اقتدے کشد \*

چوں برگذشت این جور مسافریں خیلے با مزہ سے شود۔ با او گرم گرفتہ تا محرم لادش  
شوم۔ اسم در ہمش با بگفت۔ امش چنداں دلاز کہ در یک سطرے گتجد و شمایش مصداق  
اینکہ \*

گرہ سال درگہ حکیم باشی باشی اذت الباقی و کل شیء ہالک

ادعایش اینکہ از دار الطب۔ ایتالیہ۔ با دستوری طبابت بیرون آمدہ و باتا بنول رفتہ  
از کثرت الارواح طبعیہاں در آنجی توانست ماند۔ با دالی تو قات بنام حکیمیا شگری بہ  
تو قات آمدہ ادعایش بنظر م ساختگی آمد۔ از اطلاع ذاتی و اعتمادش در بارہ بیمار حاضر  
استفسار نمود۔ دست پاچہ شد۔ آخر از جنگ بانی و دست و پا زدن عاجز شدہ۔ اقرار  
کرد۔ کہ در ایتالیہ خدمت حکیمے کرہم۔ و سررشتہ ام عبارت است از چند نقطہ بمعنی  
کہ از او شنیدہ ام۔ تا چوں بیمار غم ترک کرد و مسلمانند از داؤن جواز نامہ برائے دیار  
آخرت دغدغہ نہ پدیدندارم \*

انتم حکیمے چہ بیوی کہ دریں مدت ریشتہ نگیر نیاید۔ ترکان این قدر ہم زود باو دربار  
پہنبتند \*

گفت عجب آدم سادہ ہستی۔ ترکان چیز ہائے را باور میکنند۔ کہ طبابت کس پیشہ  
او معجزات و بار ہائے سے برند۔ کہ آدم کشتن نسبت باں جنات است و انکے من ہم  
دوئی با ایشان نمے دیم۔ کہ تاثیر ضرر داشته باشد \*

گفت حکیمے۔ بایر دوا داشته باشی۔ دوا ہائے تو کجاست و صحت؟

گفت مسائب۔ چند شیشہ شربت وارم و غسل واحد۔ رنگش مختلف و از برکت نان  
و آب در سامنہن حب بیچ تنگی سے کٹم۔ ایں است دواخانہ من پر سش عالم و جوایم  
یک نظر ما مشاء اللہ و انشاء اللہ است۔

پہنبتند۔ مگر زبان و آب نہ حب سے شود ساخت \*

گفت۔ روید و شد۔ پنپہ بڑے و ام است با آرد سے آلائم۔ و آنچہ برائے خواص

است۔ ماتد پاشایاں و آقا یایاں باورق نقرہ میا غلامیم۔ وہمگھاں بے تر شروئی و چین ابرو  
مے بلخند \*

بغزابت ایس مردو کار و بارش بسیار خندیدیم۔ ویرا نے وادول از خندہ وادول ہمائش  
کردم۔ اگر ترس طول مکتوب نبود۔ از تکرار گفتگو با سنے آل مضائقہ نہاشتم۔ تا شام ہم لذتے  
برید۔ من قدر سے دعا از صندوقچہ خود با و تعارف کردم۔ گفت ایں قدر دوا دادا سنے ہم  
اہل آسیاراکافی است \*

اما بیچارہ میرزا اور دست او نگذاشتم روز سے چند در "توقات" بازہ واز مسہل نسوق  
رنگ دروسے میرزا بجائے و خود بحال آمد۔ چنانچہ ظاہرہ جلے ترس وینے در بیماریش  
نماند و حالت رفتن پیدا کردید۔ گفتیم۔ میرزا۔ من ہم دیگر مرض سے شوم۔ و تورا بخدا  
می سپارم۔ بیچارہ درازا زحمات من نے دانست۔ چہ کند۔ گذشتہ از اظہار خجالتہائے  
زیانی۔ دست و پا سے کہ و تا بہ عطائے ہدیہ دستی کہ نیز قابل باشد دستِ خالی روانہ  
ام کند۔ تا ایں کہ در وقت و دواع مجرہ را خلوت کرد و دریں منط با من سخن گفت \*

صاحب۔ تو دوست کہنہ من بودی۔ باعث جیارت۔ ز۔ من شری۔ بشکر ایہ ہے  
کہ در بارہ من کردی۔ من چکنم کہ بجا کردہ باشم۔ از مال دنیا چیز سے ندارم۔ مدتے است کہ یک  
پول از مواجب دولتیم ز سیدہ و قبیل و جبے کو دارم۔ اگر منظر لم رساند خیلے است و آنگے من شما  
انگلیسیان را سے شانس ہم کہ چہستان پول نیست۔ و دریں مواد حرفت پول نزد شما یہودہ است  
اما چیز سے دارم کہ شاید در نزد شما وقتی داشته باشد۔ از وقتے کہ با شما انگلیزن معاشرت کردم  
دیدم شما ہا بسیار کنج کاؤ و خوردہ پڑوسید۔ ہر گاہ با شما ہمسفری کردم۔ میدیدم کہ کلی و جزئی حالات  
و کیفیات ممالک و اقوام را یادداشت کردہ در مراجعت برائے اطفال ہم شہر ہا یہ خود منتشر  
سے ساختید۔ یہیج باور سے کنسید۔ کہ من با ایرانی گری تقلید شما یا کردہ باشم۔ و در ایں  
مدت کہ در استان بول بودم۔ سرگذشت خود را از اول تا آخر عمر بطرز شما نوشتہ باشم۔ اگر چہ سرگذشت  
من سرگذشت مزیدی گنت ہم و یا کہ پایہ است۔ و نے شامل چندین وقتے۔ تھنا یا است  
کہ اگر در فرنگستان منتشر شود۔ البتہ تا اثر سے بزرگ بخشد۔ میخواہم اورہ بشما دہمہ ریاتین ہر انید  
ایں از شدت اعتماد سے است۔ کہ شما درم۔ و گرنہ بغیر از شما جسے نے دارم قبول سے  
کنید یا نہ؟



جنابا بحال تصور فرمائیے کہ ازیں مژدہ چہ قدر باید غور مند شدہ با تم۔ چہ مالک خزانہ  
شدم کہ با عتقاد شما مفید ترازاں بحال انسان چیزے نیست۔ و سالہائے سال من در اشتیاق  
تحصیل کمال بودم۔ زہے سعوت از شما چہ نہیں وقتیکہ اظہار امتنان سے نمودم۔ از شادی  
چشمائے جانے رائے دید۔ و ہر چہ من در گرفتار فتن ناز کو دم۔ چہ در ایں حال مناسب کمال  
سے دیدم۔ اور بدون نیاز نمود۔ چہ در انحال مقتضی ایں میدید۔

برائے الزام تمام بگریتم۔ گفت۔ من بایران سے روم۔ از التفات شاہ قاطر  
جمع نیستہ ساگر مر معزول سازند۔ و در میان نوشتہ جات من ایں کتاب را بہ بیند۔ شاید بچہ  
راستی و درستی کہ در مضامین و مطالب اورست خاصہ در آنچه متعلق بانگلستان است۔  
موجب غمانہ خرابی من شود۔

آخرا الامرتاب اسرار ہائے آنرا نیارہ با تالیف حاجی بابا بہ تمنائے خود واصل شدم۔  
آن تالیف موضوع ایں کتاب است۔ و چون اول بہ تشویق و دستور عمل سرکار بانجام ایں  
کار برخاستم۔ اگر چہ ویسا چہ آں را بنام نامیت مطرز نسازم بنام کہ سازم؛ چہ شود کہ از روئے  
شکستہ بالی سرے بمطالعہ آں فرود آرید۔ چہ خیلے کوشیدہ ام تا بطرز و مشرب اروپائیاں مطابق  
باشد و بمذاق ایشان موافق افتد۔

شہود زواید آں را از تکرار و مبالغات اہل آسیا حذف نمودم۔ اما بچہ بزرگی مباہرت  
تاریخی کہ در اوقات نقصا یائے آں میشود۔ تاریخ مالش چنداں بصواب مقرون بنا شد  
ازیں روز مسلک نگارشات شرقیانش عاری نخواہد یافت۔ اما من در بارہ آنچه ایں  
کتاب محتوی است میتوانم گفت کہ چون در ایران بسیار بودم۔ اگر مطالبش را با واقع مطابق  
سے بینم۔ اگر چہ مانند تالیفات فرنگیان کلیئہ مطالبش با صواب و حقیقت مطابق التعل بالنخل  
تصورہ شود۔ و سہ ہائے وقوف و اطلاع از احوال و عادات آسیائیاں چنانچہ باید و شاید کافی  
است۔ بعض از وقایع آں بنظر کسانیکہ محل وقوع واقعہ را ندیدہ اند۔ درست نمایند۔  
چنانچہ از وضع واقعہ معلوم سے شود۔ چنان واقعہ نباید واقع شود۔

ولے ہمیں نکتہ انتہا سے نمایم۔ دل اگر خانہ بسازد بسزالت تو سازد در میان ریش بلند  
سیا۔ و ریش تراشاں روپ۔ تا نازد کہ بہ سمہ با شتر اک تو نازد بسزالت خطا حاصلے است و باید  
باشد۔ یں است کہ ہر یک سگزدشت آں دیگر سے را نذیب سے کند چیزے کہ در نزد ایں

یک عیب و خطاست۔ در نزد آل دیگر نہر و صواب است۔ آنچه در ترسیال مقبول در نزد  
مسلمانان مردود است۔ مخالف اعتقاد سے ایشال حقیقتہً خندہ خیز و فرح انگیز است۔  
اس نکتہ یقینے است کہ ترسائے گوید نہ ہے شرف کہ من اُمت محمد و در جگر آں  
اُمت نیستیم۔ مسلمان بجز خود ہمہ را بخشن و ناپاک میدانند و با ایں عقیدہ استواری ست تا اینکه  
دستے از غیب بر ول آید و کارے بکنند۔ یعنی پر وہ ظلمت صوری و منوی را از چشم  
ہمہ بردارو \*

از ترس بزرگی حجم و طول سخن در باب دید و شنید ہائے خود با شارت اکتفا نمودم۔ ہر چه  
در ایں جلد مندرج است نگاشتنہً قلم حاجی بابا است و ہمیں سبب اور از مسلک خویش  
بیرون نہ روم۔ آنچه حاجی بابا در سفر خود با انگلستان در باب اخلاق و عادات انگلیزان نوشتہ  
بسیار نکات و دقائق سودمند را محتوی است۔ اگر دستورے باشد آں را نیز بصورتے  
کہ بصحت مقرون باشد ہر بیفزایم \*

مخدوما۔ معظما۔ من اکتول ختم سخن کنم۔ درینج کہ در بازگشت ایران شمار اورا در تانبول  
ندیدم۔ تا در سایہ افادات و نصائح سرکار ایں کتاب را مفید تر و ارزندہ تر سازم معلوم  
شد کہ باز در بیابان ہائے خشک و خالی در پے حقیقت مومیائی و کشف حروف قدیم  
مصر یاں میدوید۔ خداوند انشاء اللہ شمارا کامیاب و مرا چندان کامران سازد کہ از  
عہدہ التفات ہائے شمار آیم \*

المصحح

سید محمد شمس الحق ترمذی نلشی قاضی

لاہور

# گفتار اول

## در ولادت و تربیت حاجی بابا

پدرم - کہ بلائی حسن سیکنے از دلاکان مشہور شہر اصفہان بود۔ در ہفدہ سالگی دختر شخص شامی از ہمایگان دوکان خود را عقد کرد۔ اما زناشویش مبارک نشد۔ زنش ناآزاد آمد۔ و نیز او از صرافت و سے افتاد۔ در سایہ چیرہ دستی و شہرت خود چنداں مشتری خاصہ از بازارگانا پیدا کرو۔ کہ بعد از سی سال کا سبئی توانست دستگاہ خود را وسعت دہد۔ یعنی نہ نے دیگر گیر و دستختر صرافتے تو انگر را خواستاری کرو و مطلوب خود واصل شد۔ چہ مدتہا سر اورا بچواہش تراشیہ بود اونیز رو تکلیفش را توانست۔ پس بلاں خیال کہ اقلًا چند صباہے از دروسر زن اول فارغ شود۔ و در نزد پدر زن تازہ رہا نیکہ در بریدن کنار در ہم و دینار و روائے نقد نامسرہ بجائے سرہ مضائقہ نمیکرد۔ و در سنن شرع و آداب دنیاری و عوائے پایداری داشت۔ تقدس بفروشد۔ عازم کہ بلا شد۔ زن لوش در آل سفر ہمراہ بود۔ و من در آل راہ از تنگنائے نیستی بفرخانے ہستی قدم قدم۔ پیش ازین سفر۔ پدرم حسن دلاک تنہا بود۔ اما بعد ازین سفر بلقب کہ بلائی ہم لقب شد۔ از برائے خوش آمد۔ مادرم کہ مرا سخت بدیاریا و بد مرا نیز حاجی نامیدند۔ این نامہ با نیکہ مخصوص حجاج بیت اللہ است۔ در تمام عمر با من سے بود۔ و باعث عزت و احترامی چند بر من گشت کہ بیچ سزاواراں نبودم۔

پدرم پیش از سفر کار دکان خود را بیکے از بزرگ ترین شاگردان خود حوالہ نمود۔ اما بعد از مراجعت با گرمی بازار بیشتر از اول پس گرفت۔ و در سایہ نام کہ بلا و انظہار تقدس پریا علاؤ بر مشربال بزرگاناں پائے مایاں و دعوائے داران دین را نیز برکان خویش بکشود۔ چوں طلت غائی ز تریست من بہرت در کا۔ تیغ و نشتر بود۔ سیوادم ہائیتے منحصر بدست خواندن حمد سورہ نماز باشد۔ و لہذا ز مدونیت بہ تربیت اخوندی از مشربان پدرم نام زد شدم کہ در پیونے دوکان۔ در سبجے مکتب داری سے کر۔ و پدرم برائے تاکید در دین داری

خویش بقول خود سرش را قرۃ الی اللہ سے تراشید۔ اس اخوند مراد دوکان بدید۔ و سیاوش شکی  
 پدیم زحمت درس و مشق مرا لاینگاں بگردن گرفت۔ از مساعی اور سر و سال سواد کے پیکر کو دم  
 چنانچہ قرآن را روال سے تو اس تم خواند و خطے خوانا سے نوشتم۔ چنانچہ صاف سے تو اس تم خواند۔  
 ایام تعطیل را نیز بیچودہ نمے گذراندم۔ در دوکان پدیم بادی و مقدمات ہنر خود را بہ ضرب چوب  
 سے آموختم و در صورت از دو حامی مشتری سرچارہ داران و مشتریاں بہ تیغ من حوالہ سے  
 شد راستی سر تراشی من نوے از سر تراشی بود۔ مع ذالک بایشاں بکم تمام نمے شدہ  
 چوں بشارت زدہ سلگے رسیدم۔ بدشواری تخصیص سے تو اس تم داد و سک و تیغ رانی چیرہ  
 ترم یاد سخن دانی۔ در عالم تیغ رانی۔ گذشتہ از نرم تراشی سر و موزوں نہادن خطہ کیساں  
 زدن مورچہ پے و پاک برداشتن زیر ابرو و خوب پاک کردن گوش و سایر آرایش بیرون عالم  
 و در میان حمام نیز از مشق و مال و کیسہ کشی و صابون و کیفیت زدن و تویج شکنی کہ در طرف مشرق  
 متداول است کسے مثل من استاد نبود۔ وقتے کہ دست پائے مشتری را مشتری بندھے کر دم۔  
 و از روز سے انداختم۔ پشت و پہلویش را بباوشا پاشا پمشت و مال سے گرفتیم۔ آوازہ بند بندل  
 شنیدنی و دست و پنجه من دیدنی بود۔

از برکت نفس اخوند صحبت خود را مناسب کلام از اشعار شعرائے بانام حاصل از سخنان  
 شیخ سعدی و خواجہ حافظ نمکین و رنگین مینومدم۔ گاہ گاہ از مزہ عیسی نیز میگردم کہ بسائیر ہنر ہائیم  
 پیرایہ دیگرے بہت۔ از بس روئے مشتریاں را حریف و ظریف نادرہ دان و زردان را رفیق  
 مجرہ و گرا بہ دگلستان بودم۔

چون دوکان پدیم در پہلوئے کاروان سرلئے شاہ۔ و آنجا بیشتر از ہمہ محل از دو حامی بود  
 موعد گاہ ملاقات خاص و عام و مردم غریب و بومی شد۔ و گاہ سے بود۔ کہ مشتریاں بنا بخوش مزگی  
 و حاضر جوابی من از مزد معمول ہم چیز سے بیشتر سے دادند۔

در میان مشتریاں بازرگانے بود۔ عثمان آغئے بغدادی کہ مصاحبت مرا خوش  
 میداشت۔ چہ بہت معاشرت با ترکان اندر کے ترکی ہم بنجور میگردم۔ اس بود کہ سر تراشی  
 مرا بہ تراشی پدیم بااں ہمہ شہرت تریح میداد۔ اس مرد از دیار ہاکر دیدہ و گرا دیدہ بود چندان  
 با آب و تاب تو صیفا و تعریفہا نمود۔ کہ در من لشدت ہر چہ تمام تر آن سے سفر پدیدار  
 شد۔ و ہمہ در اس روز با در سفر سے دپیش آمد۔ و بڑ سے سیاہ و دستک نویندہ لازم

داشت۔ چوں کہ ہمارے ہر شیخ و معلم پر ہم بہ ہر اسیم تکلیف نمود۔ و چند ماں وعدہ ہائے  
چوب و شیریں داد۔ کہ تن در دادم۔ چوں با پنداریں راز در میان نہادم۔ بحکم فائدہ خود دین  
معنی راضی تھے شد۔ کہ بامید سودے و ہجوم با خطرے مجرم ترک شغل کردن کار عقل نیست  
اما عاقبت بواسطہ از دیاد و واجب و مہلا حفظ من عواقب بادعا تے بماندازہ دیک دستہ  
تیخ تانہ یادگارم داد و دل بچہ ایم نہاد \*

اما مادرم دین سودا سودنی دید و از دوری من نیک سے اندیشید و انگہ خدمت  
ستی در حق مثل من شدیدہ البقال خیر نے گرفت۔ اما چوں عزیم را جویم و خیر آئندہ ام را عقل  
دید راضی شد۔ و برائے اثبات مہر مادری۔ کیسہ نان خشک با درجے مویائی داد۔  
کہ این دارو انواع شکستگی و کوفتگی اندام و سائر علل و اسقام داخلی و خارجی را تافع  
و آرزوہ است۔ و ہم نیک سفارش نمود کہ در وقت بیرون رفتن از درخانہ رو بولیں  
بیرون رو تا بخیر روی و واپس آئی \*

## دستور ترجمہ فارسی

خواجہ سلیم احمد اختر بی لے <sup>انہا</sup> منشی ضل ایوب فیاض

ملنے کا پتہ

تاج بک ٹپو

قیمت  
۱۲

موبن لال روڈ لاہور

# گفتار دوم

دراولین سفر حاجی بابا و افتادین  
او بہ اسیری در دست ترکمانان

عثمان آقا بسودائے اینک پست بخارائی از مشهد بخود۔ وہ استانبول بہرود۔ عاتقا  
خراسان شد۔ اور آدمی فرض کنید۔ چہار گوشہ کوتاہ بالا۔ سر بزرگ۔ گرویش بمیان  
شانہ فرورفتہ۔ انہوہ ریش سیاہ و آبلہ رو۔ باہینی بزرگ داعمُ الترشیح۔ اینک صورت  
او۔ آتامعنی او مسلمانی بود پاک۔ مراقب طاعات۔ مواظب عبادات۔ رفتارش مرتب  
و منظم۔ در قعر زمستان ہم صبح گاہان در وضعی جواب لای کند و پارامی شست۔  
اگر چہ در مدت اقامت ایران بروز نمیداد۔ اما در باطن دشمن شیعیان بود۔ در عالم  
چیزے راز مدافض و دست ترمی داشت۔ بہر شب تالفود خود را در گوشہ امن نمی  
نہفت نمی خفت۔ و با آنکہ خود شرب پنہال مے خورد۔ آشکارا شراب خوار گال را  
لعن مے گفت۔ بایں ہمہ دلق و حلقش بجا۔ دیکش ہمیشہ در جوش و تلیانش مدام  
در غروش بود۔

در اقل بہار کارواں رفتنی بود۔ ما ہم بہ بیچ سفر پر داختم۔ عثمان آقا برائے خود  
قاطرے خرید۔ تو مند و پورفہ ہائے من یا لہائے کہ علاوہ بر من قبل و منقاع آبداری و خرت  
و پرت من ہم در بزرگ بندیش بود۔ غلامے داشت ہم فراش و ہمہ آتش پند ہم یاد۔ بچہتہ  
بار کردن و فرود آوردن بنہ۔ استرے ہائے او کو ایہ کرد۔ کہ علاوہ ہر او منرش را  
از لحاف و دوشک و بالش و تالی پاتش پزخانہ بر آں حمل نمودیم ہر استر دیگر نیز جفتہ  
یخندان بار کردیم۔ کہ بہت و نیست خواجه ہمہ در آن بود۔ دستہ ما بریں تمام

شب پیش از روز سفر عثمان آغا نے پیش بین از روسے پیش بینی کلاہ لیتے در زیر  
 حمامہ داشت بشکافت - و در میان پنبہ ہائش پنجاہ عدد اشرفی برائے روز تنگ گذاشت  
 و این را زراغیر از من و او کے منی دانست - بقیہ سراپہ خود را نیز در کسہاے چوبین سفید  
 در میان رختہا یہ صندوق نہفت \*

چول کار و ال حاضر شد - عبارت بود از دولیت نضر شتر و پانصد اسپ و استر - ہمہ  
 از امتعہ عراق گرانبار - مردم کاروان از بازارگاناں و توکنراں و چار واداران و یتیم  
 چار واداران کمائیش صد و پنجاہ نفر مے شد - بقدر پنجاہ نفر ہم زوار امام رضا نما افزود -  
 و در حقیقت کاروان ما از رنگ و روی اہل زیارت رنگ و بوی تبرک و طہارت پیدا کرد  
 چنانچہ ہمہ این سفر را نعمتے بزرگ مے شمردند - در اینگنہ حالات یراق بستن از  
 واجبات است \*

عثمان آغا کہ از آواز تفنگ زہرہ اش آب می شد - و از برق تیغ خواب بہ چشمش  
 حرام آں ہمہ یراق کرد - تفنگے بلند چپ و راست بشانہ بخلطاتی ساغری در زیر  
 بغل کیستہ کہ بی باد تہ یا و کیفہ با سے تہ بین و شاخ دمنہ و وزنہ و گلولہ دان در میان  
 دو پیشتو با شمشیرے بنیینج در کمر - غرق سلاز شد - من ہم ہماں سال و علاوہ  
 بر آں نیز ہ بندے تہ داشتہ - تا در میان بندہ و خواجہ فرتے باشد - غلام سیاہ نیز  
 با شمشیرے نیم شکستہ و تفنگے بے چھاق سیاہی لشار شد \*

بارے در روزے فیروز و ساعتے سعدان روز چادشان زوار از ہر گوشہ و کنار  
 با کوس و نقارہ آواز - تحویل الحجیل در انداختند - و با ما را بے لگاہ از دروازہ طاوچی  
 بیرون شدیم - در ہماں منزل اول ہماں مسح ہمہ با ہم آمیختیم - اگرچہ ہمہ با سلاح و سہلے  
 از اہل صلح و صلاح مے خودیم - من بواسطہ توسفرے از مشاہدہ آں حال تازہ بے اندازہ  
 خورسند - و نہ فرشتہ - ش دلی ہمیز زنان اسپ از جا برانگیختیم - و عثمان آغازین حرکت  
 ناخوشنود - و در - خوشنودی ہر من بناخت - کہ حاجی اگر تو بخواہی در این راہ با این  
 اسپ خرو و قوتی - بیچکہ بہ بدست بمنزل بخوابد - و با رفیقاں الفت را چنان گرم  
 گرفتہ - کہ در ہماں منزل آں سرا پارہ ترا شنیدم - و اگر بگویم بخواہ خود دستے بزرگ  
 کردم - دست کشتہ ما و از تربت سواری رنجیدہ و کوفتہ چول بمنزل رسید بحکم ہمارت

در جلگہ کی شمالی چٹان کا ملش کر دم کہ گفٹی مردہ بود زنده شد۔ بے چشم زخم بہ طهران رسیدیم  
برائے استراحت خود۔ و چہار پایاں و بعد و ہمراہاں افزودن وہ وزہ در آنجا سیارہ مدیم  
منازل خطرناک پر دور نمود۔ قبیلہ از ترکمان باخنی سر راہ مشہد را بیدہ بودند۔ و در  
ہماں روز ہا بر سر کار دے ریختہ۔ مال شاں را بہ یغما بردہ۔ مردوم را بہ اسیری گرفتہ بودند  
ازیں خبر و وحشت اثر ہم و ہراسے در میان کاروانیاں افتادہ۔ ہمہ سرا سیمہ کہ دیدند۔ علی  
الخصوص عثمان آغا کہ سخت از بیم جان آب درویش بخشکد و کم مانکہ از سر سردائے  
پوست در گذر دسا ما بہ مفاد سے (چوں راہ حرم باشد سہل است بیابا بنا) و آنگہ از  
استانول خبر آمدہ بود کہ پوست برہ بسیار گران است۔ ایں بود کہ طرف امیدش بر بیم  
غالب آمدہ ۛ

در طهران و لواحق آں از چند روز باز چاؤش ہوائے ہمراہی ما جمع آوری زوار شہول  
بود۔ جمعے کثیر بما افزود۔ دے گنت کہ باید شکر نمائید کہ بادستہ من زور معنی ندر شہید  
دیگر جائے ترس نمائید چاؤش گناہش بہ گردن از سے گوید۔ روز سے در راہ مشہد  
سرترکمانے مردہ را بیدہ بود۔ و ازیں روی بہ پردلی و کم ترسی معروف شد۔ ہیتش  
ہیب و کسوتش غریب۔ بلند بالا فرخ شان۔ رولیش از آفتاب سیاہ و سوختہ رخسار ہا  
بر آمدہ۔ چشم ہا فرورفتہ بجائے۔ بیش مانند بڑہ در چاند اش دو سہ موئے نیز پیش  
نمود۔ ہوائے اینکہ ہم کس بدانتا کہ : بیچ نمے ترسد۔ زہ در بر۔ خود بر سر گوش  
پوش آئینس تا بدوش شمشیر بستہ۔ ش۔ با جفتی پیشتو در کمر۔ سپرے از پوست  
کہ گداں بر کتف نیزہ پر ہم دار و دست۔ ہماں با قضا و بلا مبارزت می نمود۔ و جہز  
سے خواند ۛ

پیل کو تاہ کتو نہ با : وئے لرداں میند  
شیر کو تا کتف۔ سر نہ بچب مرداں میند  
ز قضا ہائے قدر۔ و جہز ہاں میند  
ہر اقسا سے کتف۔ و جہز ہاں میند

اپشما ہم بہ نمودیاں پر۔ ز قضا و بلا مبارزت می نمود۔ و جہز ہاں میند  
در بیروں۔ سینہ بندو پارڈ سے۔ ہماں با قضا و بلا مبارزت می نمود۔ و جہز ہاں میند



ذوالجناح تھریٹھ حسبے بود \*

چاؤش یا اس یا لو آنقدر خود ستانی و شاہ اندازی کرد و ترکماناں را استخفاف  
 و استحقاق نمود کہ عثمان آغا اور احمد زینعی و جوشن کبیر شمر و۔ و با توکل تمام دل بہ ہمہ پیش  
 سپرد و میگفت رچہ باک از موج بحر آں را کہ باشد لوح کشیباں اکما پیش دو ہفتہ از  
 نوروز فریوز رفتہ نسیم عنبر شمیم بہار از فر فرور دین مژدہ رنگین آورد۔ بقیۃ السیف  
 بہن و شتا اگر سند و ناشتا روی بہ ہزیمت نہاد۔ توران زمین چین بہ ترک تازی جنود۔ قرآن  
 نامیہ بہ تصرف قزلباشی گل در آمد غارت گراں محن چین و یغما نیاں دار الملک گلشن سر  
 پودستین کشیدند۔ ترکان تنگ چشم شگوفہ فوج و صحرائشیناں ریامین دستہ دستہ  
 فرمان بری سلطان بہار را اختیار کردند۔ ترکماناں کاغ پسیہ مانند بادریہ بہ فرار شد  
 قیاق حاضر بلاق گشتند۔ برد العجز و سے رد العجز علی الصدر کردہ بد آنجا تاخت  
 کہ عرب نیزہ را انداخت۔ چاؤشان چکاوک و ہزار در راستہ بازار باغ و گلزار۔ بہ  
 آواز بلند صدائے خوش باش در انداختند \*

ہمگانیم ز ایران صفا ہر کہ ز اہل صفاست خوش باشد  
 مایز بعد از ادائے نماز آوینہ در مسجد جامع در شاہ عبد العظیم جمع شدیم و فردائے  
 آل سوتہ بالعرۃ و فریاد چاؤشان کہ  
 نائر مشہد رضا ہستیم ہر کہ ز اہل رضاست خوش باشد  
 پیروں رفتیم \*

اولیاً نے نمک زارا ز آب و گیاه بے آثار پیش آمد۔ کہ نزدیکہ را از اں نورے  
 و نہ دل را از اں سردیے۔ آل بیابان بے آب و گیاه را با منازل کو تہ کو تا ہمہ بودیم  
 چوں نزدیک آبادی میر سیدیم بالقافلہ برے خوردیم۔ چاؤشان پیشاپیش مینا خند و  
 با محبت گہنائے جان گزاد و نقارہ ہائے کہ از قزو سہائے زین ایشال آویختہ بودند  
 نواختند \*

در میان کاروان مذکورہ روز کہ ترکماناں بود۔ و شب ہمہ شب فکر ایشال ہر چند  
 در پریشانی نہ ہمہ ہمزوت بودیم و در ترس از ایشال ہمہ کیسل۔ اما بادل گرمی کثرت باران  
 و پاپشت بندی مینت ز دریاں۔ بہر لاف مردی و مردانگی مے زدیم \*

کہ کہ ترکمان تابی بنگرہ  
 گراو مرو ما مجلد مرو انگنیم  
 جلال مروی و پڑہ دلی بنگرہ  
 دراد شیر ما مجلد شیرا و ژ نیم  
 کہ یکسو وود تا بخارا و بلخ  
 سہم اتفاق می گفتیم کہ تو را سجدا بگذار کہ بیایند۔ اگر ہزاراں ہزار باشند یاری امام سخا  
 یکے از ایشان سرزندہ بگور سخا ہر برد \*

عثمان آغا نے ماہنامی چنانچہ میدانی۔ خود را باخته بود۔ و از ہماں کہ لڑہ ہر استخوانش  
 افتادہ۔ اما اونیز مانند دیگرال از لات و گزاف باز نہ استاد۔ و در ظاہر چنان ظہار  
 مردانگی سے خود کہ ہر کس سے شنید میگفت در تمام عمر قصاب ترکماناں بودہ است چوں  
 چاوش خود ستائی ہائے او بدید۔ بداعیہ اینکه چرا باید غیر او خود ستائے باشد۔ بروت خود  
 را تا بنا گوش تہابید کہ حرف ترکمان زدن با دم شیر بازی کردن است \*

دینار مودہ و لیری خود بخوش مبال ندیدہ دشمن خود را کمر بکینہ مبندہ  
 در مقابل ترکماناں اہر منے مثل من می باید۔ قولہ تعالیٰ الْحَبِیْبَاتُ لِلْحَبِیْبِیْنَ  
 شغال بیستہ ما ز ندراں را ٹگرو جزہ سگ ما ز ندراں

اما باید دانست کہ عَزْوَدَةُ الْأَوْقَعِ امیدوار سے وحیل المتین سلامت عثمان آغا سنی  
 گری او بود و سے پنداشت کہ از استشقار بنام خلیفہ ابو بکر و عمر از چنگ ترکماناں  
 خواہد رست۔ ایں بود کہ برائے تَشْبِیْہَہِ بَقِیْمِ دستا سے سبز بطریق امیران و شرفائے اہل  
 بیت بر سر و بچیدہ و سر و وضع خود را مانند اہل تسنن آراست۔ اما خوانندہ میدانند کہ نسبت  
 او بپوشمبزش از نسبت قاطر سواری خود بشرافت بیش بود \*

روز سے چند برس منوال قطع مسافت نمودیم۔ تاروز سے چاوش شیر دل با کمال وقار  
 و معقولی پیش آمد کہ سے یا لان الیغا۔ گاہ ترکماناں اغلب ایں منزل است۔ باید چشمہارا  
 کشود و دست و پارا جمع کرد۔ و پراگندہ نہ رفت۔ اگر خدائے شکر وہ قضاے روئے  
 نماید باید دست از جان شستہ پانڈاری کرد۔ مبادا خوف و ہراس را در دل خود راہ دبید۔  
 کہ کار تمام است۔ ازیں سخن بود بہوت عثمان آغا نے شیر افکن فروشت۔ اول  
 کارش اینکہ اسلحہ و آلات ہزار ہا زبرد خود کلبشود و بہ تنگ پشت قاطر بست پس ایں  
 بہ بہانہ قونج آغاز نالہ و آہ گذاشت۔ چوں مردم از نیال شجاعت نمائی و مقاومت

دیادشمن و دنگد شتند خود را بعباسے فرخ در پھید۔ و با چہرہ عبوسے۔ استغفر اللہ گویاں سچہ  
شماراں بہ نزول قضا و بلا تسلیم شد۔ و تہنگے پشت گرمی او پچاؤش پہلواں بود کہ از جلا سبنا  
میایکی از خطر حزد و تعویذے چند بہ بازو سستہ گفت کہ اینہا طلسم تیخ بندی و تیر بندی  
است و یا اصرار تمام میگفت۔ بہر کہ از این قبیل طلسمات با خود داشته باشد۔ روئین تن است  
تیخ و تیر بد و کار گرنے شود۔ بلکہ بہ زندہ و اندازندہ بر میگردد۔ مگر اینکہ مردم تیخ و تیر  
ہم طلسمے ازین گونہ بستہ باشند۔

چاؤش روئین تن با دوسر تن دیگر از دلاوراں قدرے پیشاپیش کارواں بزرگ  
دار رواں۔ گاہ گاہ برائے اظہار شجاعت و جلاوت اسپے تاختند۔ و نیزہ ہا بر  
ہوا سے انداختند۔

عاقبت از اسچہ ہمے ترسیدیم بر سر آمد۔ اولاصداے تفتنگی چند بلند شد۔ بعد  
ازاں گرد و غبار روی ہوا را تیرہ و تار کرد۔ پہلہ و ولولہ غریبی بر خاست کہ نزدیک  
بود پردہ گوشہا را بردرد۔ از ہول و ہراس ہمہ بر جائے خشک ماندیم۔ زنگہا پرید۔  
زہر باورید۔ گویا حیوانات ہم مثل انسان آں دا ہمہ را دریاقتند۔ کاروانیاں بیک  
بار ماتند کجھکھاں باز دیدہ اول باطراف یک دیگر حلقہ زدند۔ اما چوں سرو کلاہ ایلخاریاں  
نمایاں شد۔ اوضاع دیگر سال گشت۔ بے آنکہ تفتنگے خالی شود۔ و تیغے از خلاف برآید  
سلاحداران ماتند جو جگان کبک بریں سوئے و آں سوئے پر آگندہ شدند۔ پارہا گھنٹند  
و پارہ از پارہ افتادند۔ جسے بے صدا گریہ میکردند۔ جمعہ بافغان فریاد برے آوردند  
کہ یا امام غریب ہا بہ فریاد غریباں برس! دستگیری کن! دستگیر شدیم۔ چاؤش کہ میگفت  
شخاں ماتند ران را سگ ما ز ندن میگید و در اول کار چناں نا پدیدار گشت کہ ہیچ کس را از او خبر  
نشد۔ چارواداران تگہا را گھنٹند۔ و ہارہا را ریختہ استوراں بگر میخندند۔ بیک تیرباراں ترکان  
کار ماتماہ شد۔ پس بر کاروانیاں تاختند۔ مردم را بستہ بارہا بکشوہ بتاراج پرداختند۔ در  
چند دقیقه مالک اموال و نفوس بسیر گردیدند۔

عثمان آقا دآں یہ و در در میان نگہ ہائے بار بردی خمزیدہ بود۔ بہ منتظر کہ چہ بر سرش  
آید۔ ناگاہ ترکمانی نمون ہیئت و عفریت صورت بخیاں اینکہ آں ہم لنگد ایست۔ و نبالش  
گرفت۔ و بر روئے بنص نیر۔ و چوں زمین عباس را آورد۔ لگدے سخت بہ پہلویش

لواخت کہ بے دولت قزلباش قالیق قول اول کیل۔  
 بیچارہ عثمان ازہول جاں ترساں ولرزال شروع کرد۔ پہلنت برشیمان ورحمت  
 برسنیاں فرستادن بلکہ براس شیبوہ دل ترکماناں رازم سازدا اما ترکمان ملعون نہ بنام  
 علی رحمتے ونہ بنام عمر فاختہ خواند۔ آل ہمہ لعنت ورحمت بہدر رفت ازروسے  
 احترام بجز دستار بسز۔ و برائے ستر سعادت جہز پیراسن و وزیر جامہ ہرچہ داشت ازوسے  
 بستاند۔ عبائے امیر اداش راجم دساں حال ترکمان دیوشال باشلوارش در برابر وٹے  
 دربر کرد۔ آمدن بر سر من۔ لباسم بجد کش نے از زید۔ زحمت نہادند۔ ورسایہ میں بے اعتنائی  
 دستہ تیغ و لاکیم نیز بجا ماند و بجا شد۔ اما من بید دولت قزلباش رافضی قالیق قول  
 الخ بودم۔

ترکماناں بعد از ترک تازی عنانم اسرار اقسیم کردند۔ مارا چشم بستہ بر ترک اسپاں بنشانند  
 و ہمہ روز برانند۔ شبانگہ در میان درہ خلوت برائے استراحت فرود آمدند۔ روز دیگر وٹیکہ  
 اذن چشم کشودن دادند۔ خود را در جائے دیدم۔ کہ بغیر از چشم ہائے تنگ ترکماناں کسے آنجا  
 باران دیدہ است۔

بعد از ملے چندیں پست و بلندی بے آباداتی در انجام برشتے پہنا در رسیدیم کہ آں  
 سرش بدار آخرت سے پیوست۔ و تا چشم کار میکرد۔ سیاہ چادہ بود و نیمہ دگلہ ورمہ آں  
 وقت دانستم کہ :-

بہیں وادی است آں بیابان و در  
 کہ تم شد در او لشکر علم و تور

# گفتار سوم

## افتادون حاجی بابا بدست ترکمانان وبکار آمدن اسباب دلاکی او

تقسیم اسرار از یک جهت بخیر واقع شد کہ من و عثمان آغا با ہم صحبتہ ترکمانی دیو سیکر افتادیم کہ ذکر خیرش رفت۔ اسم این مرد "ارسلان سلطان" و سردار اولین قبیلہ بود۔ کہ در فرود آمدن از کوه بدال رسیدیم۔ چادر ہائے آن قبیلہ در سایہ درہ عمیق بر کنار آب رواں و از کوه ہا اطراف آہا جدا بخا زیزاں۔ و سر پا صرا گاہ ہا از گاؤ و گوسفند و سائرمواشی مالا مال بود۔ مادر آخجا ماندیم۔ و سائرمہرداں و ہمراہاں اور دست تراز مادر میان قبائل پراگندہ ساختند۔

چون چشم چشیاں قبیلہ از دور بہا نناؤ۔ با آواز ہائے بلند شادی و غمی بخیر یاد قدم اسیر آوردن۔ و تماشائے اسیراں۔ از خمیر ہا بیرون تاختند۔ و سگال بر شہم و پیلہ از دیدن ما بیگناہا پیارس و محرم پر داختند۔ چنانچہ کم ہانہ بود۔ کہ مارا پارہ پارہ سازند۔ زن سرگردہ کہ اولی گد بان "سیگفتند۔ چون دستار سبز عثمان آغا را کہ تا آن گاہ معقول مایہ حرمت و اعتبارش بود۔ بدید۔ برنگ او فریفتہ بہ اشتیاق تمام از سرش برداشت۔ دلی کلاہ لہہ را کہ گنجینہ پنجاہ اشرفی بود۔ بر جائے گذاشت۔ از شوم بخت زن دیگرش بعنوان اینکہ تکلمتوی جہاز سترش لبش از نہ مے سازد۔ و در زیر قلتاق نتہ نرمی لازم داشت۔ بطبع کلاہ افتاد۔ عثمان آغا برائے بقائے بقیہ دولت خویش۔ بر سر چہاں خیلے کوشش کرد۔ و لے سودے بخشید۔ کہ نہ زمین میداستم داؤ کہ در میان آن چہیت۔ رنگ بر بود و در گوشہ پاید۔ و میان کہنہ پد پہا اندخت۔ و در عوض کلاہ کہنہ قلیاتی بر سر او نہا دیاں کہ ہنہ مرہ۔ یک سے بود کہ پیش از ما اسیر و از اندوہ بیمار و ہلاک شدہ بود۔

عثمان آغا بالاکہ صاحب مروہ - بحکم مصلحتی سے دست برداری صاحب منصب  
مروہ یعنی منصب شہر پالی نامرود شد و مراد خدا شن کر دے کہ زیادہ است و بی ترک نام  
و بعد در شک جہانگاہ در آوردن میا ہی کر دیدیم -

ارسلان سلطان بر اعلان تفریق و سفر و راستی با اہل الیہ خود کہ بیشتر  
رفیق سفر او بودند کشید - و بیگے بزرگ پوختہ شد - و گو سفند سے دست برداری کرد  
مردان و خیمہ و زنان در خیمہ دیگر - اول طعام را مردان خوردند بعد زنان زمان  
و باقی را یہ چوپانان - و فضلہ غائبہ و چادیرہ چوپانان را بما و سگان العام دادند -  
من با نذریش تمام از دور پوسے کشیدم - چه از اول اسارت تا آنکہ اوقاتے حاجے  
مخروہ بودم - ناگاہ ز نے اشارہ کرد و در پشت خیمہ بنشانند - و دوری پلوی با پارچہ و نوبہ  
در پیشم نہاد کہ این العام کہ با تو است - میگوید - دلہم بیار مجال تو سے سوز و غم مخور خدا  
بزرگ است - و بے آنکہ جواب شکر گزاری از من نشنود باز پس رفت -

آل روز را مردان با بیابان شجاعت و چگونگی سفر - و کشیدن تو تون - و زمان  
بنواختن دفت و ترا نہائے گوناگون بسر بردند - من و بیچارہ عثمان در گوشہ اسارت بزانو  
فکرت - من از نشاندہ لطف کہ با تو امید دار و سودا ہائے خام سے ختم - و او از ہر چیز فریاد  
آہ سرد از جگر بڑ در دے کشید - من برائے دلداری او اما یہ ہودہ سے گو کشیدیم کہ اسے  
مرد تو کل و تقویض از شعرا اسلام و ایمان است - اندوہ ملار - خدا کریم است - اما او با مالہ  
و آہ از بخت بد خود در شکایت بود کہ تو را بخدا دست بردار - راست است خدا کریم است  
اما برائے تو کہ نہ دینار سے داری - و نہ صاحب خیمہ نہ برائے من کہ خانہ ام چنان خراب  
شد - کہ دیگر آبادی پذیر نیست ہمانا ہمہ اندوہ او از فوت منفعت پوست سجا را بود - کرتا  
دینار آخر حساب میکرد - و آہ بے حساب میکشید -

بارے زمان وصال دینار کشید - فردائے روز دیگر اور با پنجاہ شتر بچرا گاہ فرستادند -  
با تہدیدے شدید و اکید - کہ اگر از ہنہی کے خون در آید گوش و بینیت خواہیم کند - و قیمت  
اولا بسر ہمایت خواہیم افزود - آخرین نشاندہ سستی من با او در برابر چادیرہ او برابر جہانہ  
شترے بنشاندم - و سرش را با کمال نرمی داستادی تبراشیدم این منہ نمانی برائے تدبیر  
آئندہ ام خیلے بکار خود رفتی الغور ہر کہ را سرے بود برداشت و تبراشیدن دیدہ - این

آوازہ بنوادی بگوشش ارسلان سلطان رسیدہ موانجواست۔ و سرتش کہ از زخم تیغ و تبر  
 سر امر بردہ و تپید بود۔ عرضہ نمود۔ کذا کہ در تمام بجز مقرر حق ششم چینی یا تیغ جلاقتی یعنی  
 اشہ ہائے رومتایاں ندریہ بود۔ در دست دلاکے چلاک ما نند من خود را در بہشت  
 انگاشت۔ دستے بسر الید۔ و با آں ہمہ گودال ہا و مخا کہا ہراں ساخت و پر داخت  
 بیالید۔ و گفت حاجی راستی تو در روزہ زاہ از زیر پوست رفتہ۔ بخدا کہ ہرگز دست  
 از سر تو بر ندرم۔ تو را دلاک باشی خود کردیم۔ ہر سر بہا کہ باشد آزادت سازم اقیاس  
 کن کہ ازیں سخن چہ بر من گنہ بشت۔ اما بروئے خود نیاوردم۔ در دل بدیں خیال  
 کہ اگر در اولین فرصت از ایں خدمت استعفا کنم۔ نامردم۔ و در ظاہر اندر روئے  
 سپاس گذاری نمود۔ دیدہ و منمش بوسیدیم۔ بارے انیس شبان و روزی او شدیم  
 و ہر چہ در دلش بیشتر جلد سے کردیم۔ و پلائی خود از اں خدمت دوزخی ہا ہمہ یا سی  
 کہ سے دانستم۔ امیدوار تو را استوار توست کردیم۔ ازیں روی و بر و اسارت بمن  
 از دیگران کمتر کارگر شد۔ و چنداں درد و رنج و اندوہ را در نمانم یا فتم۔

# حل دیر عجم

انرا

مولوی شہید محمد صاحب نیم۔ اے

دئے پتہ۔ قیمت۔۔۔

تاج بک پبلیشرز موسیٰ لال۔ ووڈ۔ لاہور

# گفتار چہارم

## بیخیاں دن حاجی بابا و بلوچن کلاہ عثمان آغا و بہ تصرف اوردن پنجاہ اشرفی

برائے پیش بردن خیال گریز اولین مصلح نظر مائیکہ کلاہ پنجاہ اشرفی را پچنگ آرم  
 ادا ریخ کہ اور از ان کلاہ بر وارد در گوشت چادر خود انداختہ بود بے رنگ و بوئے  
 شبہ۔ آں را از آنجا بلوچن و شوار بلکہ مجاہد نہ نمود۔ تا اینکه در سایہ تہرت و ملاکی در  
 نزد مردان آبروئے پیدا کردم۔ اما با نژاد نہ در کاسے نہ ششم۔ اگر چه بعد از دوری  
 پلو جائے امید فاری بود کہ بانہ با من گرم تر گیرد۔ اما چنان نہ بہ خمیہ اورا ہے  
 داشتم۔ و نہ بہ خمیہ سائر زنان می نمود و سستی بود۔ از جانب او بنار و از جانب  
 من بہ کیا از آنہم از دور ازیر روی نتیجہ کار چندان نہ نمود۔ از لطافت بزدانی  
 اینکه ترکمانان را از رسوم شہریاں آنقدر نہ برشتہ بہت۔ و میداند کہ ولاکات یازن  
 نوے جراحند گذشتہ نہ کار تمام خون کوفتین۔ و از ان کشیدین شکستہ بندی ہم از دست  
 نشان بر می آید۔ این بود کہ بالودہ خود زیادتی خون در نہانت۔ و کس نہ و من فرستاد۔  
 کہ خون میتیان گرفت یا نہ بہم ہا بہ قدرت پرستے بلوچن کہ ہا مال جاہ بہت آویز  
 خرابی شمر دم۔ چہ شب و روز تسمہ درو۔ و نہ بہ اوم۔ کہ آگہ چاقو بہا بہ بہاریت  
 من کس نیست سیکے از ریش سفیدان پیدا نہ و نہ نہ منیمی ستند و حکمہ کرد کہ در فلان وقت  
 ہسکر بیدوز در تخت الارض بہت۔ و نہ بہت۔ نمران مرتضی و زہرہ واقع۔  
 خون گرفتین را بنک شاید۔ و نہ بہت۔ و نہ بہت۔ بانو استین بزدہ  
 بر روی شریک شیب چشمہ بہت۔ و نہ بہت۔ و نہ بہت۔ کہ یہ آہو نگاہل خالد۔  
 مردقدان ہا یکہ امر۔ و نہ بہت۔ و نہ بہت۔ و نہ بہت۔ چہ ہم بہرہ ارشان روشن



دول پوسل شان مشتاق بود۔ مالوف بودم۔ از یک طرف در افیل جبہ تنگ چشم بکمر  
 کلفت حکم تکلفت۔ شش لیسان مطرب ساق دلم ہم خورد۔ و از طرف دیگر چنان ہوا  
 ارسلان سلطان در دلم جائے گیر بود۔ کہ جائے گنجائش چیزے دیگر نہ داشت۔ ہمیشہ  
 خواب بریدہ شدن گوش و بینی خورد امیدیم۔ ولی باکمال خوشن طاری خورد التغات  
 بانو شدم۔ و ساثر زمان مرابجلے استاد کامل و آدمی خارق العادۃ نہاوند۔ و ہمہ تن  
 خود نبودند۔ من ہم امرا خرد حال شاں ہر یک را بخیرہ عملی و ملاو تے نمودم۔ بارے  
 از یک میٹھے در تہیہ و ترتیب لقمہ و دستاں دہنید۔ و از دیگر سوٹھے باچار چشم  
 جو یائے دیند۔ چہ دیدیم کلاہ صاحب پنجاہ اشرفی در گوشہ چادر سخاک سیاہ افتادہ  
 برکت تاشیہ خاک پاک تند یہ بی بخو اطرا اندیشہ ناک رسید کہ نیندا شتم بھصول مراد  
 لب یا ر موافق است۔ ہا۔ و دیگر تھکر کتاں نبض بانو را بگمہ فتم۔ و سر جہاں گفتم۔ خشکی  
 بانو سینہ بہ سج۔ سے نا بیدار ہون او بہ زمین ریختن نشاید۔ بایدا و او در ظرفے نگاه  
 دارم۔ در وقت نراغت نیک در نظر آرم۔ و اساس کار خود بر آن ہنم۔ این حکلیت  
 در میان زمان موجب قبیل و قال یے پایاں شد۔ ولی بانو آل را بھمارت من محل نمود  
 و مشکلیہ بانو بہ بیوست۔ در زمانہ ترکماناں او انی کیا ب است۔ و گرا نہا و عادت  
 شاں انیک۔ ظرف نہاں شدہ۔ و دیگر بکار سے برتد۔ ہمہ ظرف نہا را یگاں یگاں نام بردند  
 و یہ آلودگی زینت۔ ان۔ ان۔ من در تردد و تزلزل۔ کہ در تکلیف خود اصلہ کم  
 یانہ بانو را بخ۔ ادا۔ دلوچہ ز پوست و فندان جا ست۔ او را سیا و رید۔ سیا و رند  
 و در پرتاب پر شتم۔ و پند جائے آں را با چاقو سوراخ کردم کہ پارہ است  
 ظرفے دیگرے باید۔ ناقبت گتم۔ اگر ظرفے از مس و چوب نیست کلاہ قلباق دار  
 چیزے سیا و رید۔

کہ در وقت۔ سا خوب شد۔ کلاہ پیرا سیر کجاست۔

زمنہ۔ ہر سنے کہ تا وقت شہر بر شہر شدہ بود۔ و اپورا آورد کہ آل از من است۔

دو پر دست کہ سبخت نہا۔ کہ ہر وقتے این خانہ نیستم۔ مگر ہرچہ ہست

اختیار ہست نیست۔ نہ ہرچہ ہست۔ و لبنتہ یہ خواہم۔

بہ بہ سنے کہ تا وقت شہر بر شہر شدہ بود۔

ہست۔ کہ ہر وقتے این خانہ نیستم۔ مگر ہرچہ ہست۔ اختیار ہست نیست۔ نہ ہرچہ ہست۔ و لبنتہ یہ خواہم۔

بیچارہ ہجرت کے نزاع گرم گروید۔ وچادراسلطان سلطان حمام زمانہ شد۔ من ترسال  
 ولہذاں کہ مباوارسلطان بیاید۔ وانشوان متنازع فیہ راہر باید۔ خدا پرورش  
 را پیام زد۔ منجم نیز بمیال افتاد۔ او بہ حرمت ریش و من بعزت لنگ دعوا را کوتاہ کر ویم  
 کہ اگر خدائے خواستہ قضائے روئے بد بگناہش البتہ بگردن کسے است کہ کلاہ لنتہ  
 را در بیع داشتہ است۔ خلاصہ اصلاح ذات البین شد۔ وہیاسے خون گرفتن شدم۔  
 ہمیں کہ بالونشر جا قہ را در دست من۔ ولکن کلاہ را در زیر دست خود دید۔ بتر سیدہ  
 وخواست کہ از خون گرفتن درگذرد۔ اما من نبض او را بدقت گرفتم۔ وگفتم کہ میں بخول  
 معقول نیست۔ بہ علم الہی گذشتہ کہ خون تو امر در ریختہ شود۔ اگر ریختہ نشود۔ لازم می آید  
 کہ علم خدا جہل شود۔ پس باید خون تو امر در ریختہ شود۔ میں حکمت موافق طبیعت ہما افتاد  
 بالو نیز تن بہ قضا و داد۔ پس خون اندر اہمیان کلاہ ریختم۔ وآن را در او را چادر باہ پاسے  
 درختے بردم۔ کہ زہار کسے بر این دست نزنہ کہ تدبیر من باطل مے شود۔ وایں ہمہ نہجت  
 بہمد میرود۔ شبانہ نگام چوں ہمہ بخواب رفتند۔ من با سر بسر کلاہ رفتم۔ وپیش دل ولہرزہ  
 دست بشکافتم۔ ہمیں کہ بالذت کامل پنجاہ عدد اشرفی خون آلود را برداشتم۔ خود را مالک  
 گنج با آور دیند اشتم۔ اول اشرفی ہا در آں نزدیکی بجائے ہفتم۔ پس از آں کلاہ دریدہ  
 خون آلود را در زیر خاک کردہ گفتم۔ برو کہ عجب دفیئہ داشتی۔ کہ مرا نیک از خاک برداشتی  
 روز دیگر بہ بالو پیغام فرستادم۔ کہ از کلاہ آنچه باید دستگیر من بشود شد۔ عاقبت مرض بالو  
 بخیر است۔ ولسے چوں دلش چند گدگ در حوالی کلاہ دیدم۔ تر سیدم کہ وہاں بخون آلا نیند۔  
 وخررے رسد۔ کلاہ با بجا کسے ہفتہ۔ بالو بسیار اظہار امتنان نمودہ۔ علاوہ بروعدہ لوازش  
 و انتفا۔ بادست خود برہ پخت۔ و بریان ساخت۔ و با پولو کوشش و سر شیر و ماست  
 بمن ہدیہ فرستاد۔

ہو کہ اشرفی ہا بدستہم افتاد۔ میا د آوارگہ دروہ بے عثمان آغا افتادم۔ کہ با شتران  
 سوامی سہنت۔ مرہ بہ بہت با دور بادشاہی بودہ۔ نیم خراسے با خود دم کہ نقوش  
 را ولس دمہ۔ اما ہم بہرہ شرفی کہ ہمہ شدہ دست زدے ششہ جویدہ منرفا  
 از آں اوسدہ من گمہ شدہ دست زدے ششہ بہرہ ہدیہ۔ میں شرف از من دست  
 و ہدیہ ہدیہ کہ آتہ بہرہ ہدیہ ہدیہ۔ بہرہ خود زانہ ہدیہ۔ پس حق من را در ہدیہ کس

بیشتر است۔ گذشتہ از اینہا اگر اس نقد لایہ صاحبش بدیم۔ باعالت عالیہ خود چہ خواہد کرد ممکن  
 کہ از پہ دستہ بر پائی باز از دست برد۔ و حل ایکہ اگر در دست من باشد۔ مثل آن است  
 کہ در دست او باشد۔ شاید من بآن سبب خلاصی او و خودم شوم۔ پس ہم خیر من است  
 و ہم خیر او۔ کہ در دست من باشد۔ خلاصہ عاقبت بر این قرار دادم کہ اگر خدای خواست  
 این نقد در دست او باشد۔ چہیں نمے کرد۔ کہ بدست من افتد **وَاللّٰهُ لَيَقْدِرُ مَا يَشَاءُ**  
**وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ** بعد ازین کہ رفع ہرہ مشکلات کردم۔ انشر فی ہا را بر خود از شیر باد  
 حلال تر شدم۔ ابا برسیل رو مظالم نیمہ بریاں پیش کئے را کم بستم۔ کہ بعثمان آغا  
 فرستم۔ چہ بسیار دلم میخواست۔ کہ لاقول دوست خویش را از دولت و نعمت خود را بہرہ  
 مند سازم کہ بزرگان گفتہ اندسہ

چو با حبیب نشینی و با وہ پیمانی بیاد و ریضان باد پیمبارا  
 بچہ چو پانے جستم کہ نزد آدمی رفت۔ سر شیر را با و خورادم۔ تا نیمہ بریاں را بہ  
 عثمان آغا برساند۔ بچہ چو پان قسم خوردن خورد۔ و من فریب دے خودم۔ و لے  
 درین کہ چو پان زادہ ہمیں کہ بدیاں سینے درہ گذشت۔ در برابر چشم من سر نیمہ برہ را  
 بکشود۔ و خوردن آغاز نمود۔ و شک بود کہ تا از نظر غائب شود ہر استخوانش را ہم  
 خواہد خائید۔ و غیرش را ہم بہ عثمان آغا بخورد۔ چوں از رو گذشتہ بود۔ در  
 تعاقب او رفتن قائمہ ندیدم۔ سگہ چند انداختہ بقوز کش ہم خورد۔ و شناسے چند دادم  
 بچکششن ہمہ زسید۔ آتش دس۔ بہرین نزدش دادم۔ کہ بچہ ام پرواہی جو اس مرگ شوی  
 و زہر بار بخوری۔

تہا بید رجحت ایہا

تہا بید رجحت ایہا

تلک بکٹ پورہ موہن لال وڈ۔ لاہور

# گفتار پنجم

## زد شدن حاجی بابا و ایلغار

### وے بڑا دو بوم خویش برائے دستکاری خود

زیادہ از یک سال در دست ترکماناں اسیر فتاوہ۔ دور آں مدت لازماً دستار  
خواجہ خود واقع شدہ بودم۔ ورامورذاتی و کارہ ہائے غیر باسن گنگاش نمودی۔ و مرا امین  
و کاروان نمودی۔ با امید خلاصی گر۔ بیان خویش بار بار از وے نیا نہ کروم۔ کہ مرا با خود در الامان  
برو۔ عاقبت چسکم حصول اطمینان کلی بمن۔ بلاں راضی شد۔ چون دستوری آں ملا شتم  
کہ قدمے از چادر داور تر گذارم یا پچرا گاہ ہاروم۔ برہ آں بیابان منگنہ از کہ در میان ما و  
ترکماناں واقع است۔ و چند در چون کوہ ہاکرہ بہ شتر یا کشیدہ بہ من بھول بودی۔ و معلوم  
بود کہ اگر تہا لگر بزم۔ مانند بسیاری از دیگران از سر تو گرفتار۔ و غذایم یک بر ہزار  
شود۔ این بود کہ از ایں گو نہ گریز تا بجاکرہ بنظم۔ بارے مقصد اصلی از ہم ہی خوا جام آں  
بود۔ کہ اگر بقصد خلاصی ممکن نشود۔ بلاں وسیلہ راہ و چارہ آں صحرا یا دیگرم۔ تا اگر وقتہ خلاصی  
فرستہ دہد در خلاصیم مانع نہ باشد۔

ترکماناں بیشتر اوقات اینخار لادر فصل بہار می کنند۔ چہ در آں ایام در کوہ ہاکرہ  
از برائے حیوان دور صحرا یا آذوقہ برائے انسانہ فراداں دور۔ اوقات نزدیک کاروان  
بسیار است۔

چل اسیران کندہ بر پائے بہار۔ از غل و پھسک افزایا بہمن واسفندیار اسفندار  
رہائی یافتند۔ شہر نشینان بزیح را کہ ز۔ بی سیاق دستہ در کوہ ہاکرہ ہائے دور دست  
قبلاق داشتند۔ ایام خلاصی رسید۔ بہ دورت چہ در دست جناہ ہماہانے لانان دیوروش  
گشتہ بجانب دار سلطنت گلشن روی آوردند۔ فوج شنگ روی شتار و سپاہ سر و  
زمستان را کہ بادیمایاں عرصہ جہت۔ شتار و سپاہ شتار۔ شتار و سپاہ شتار۔ شتار و سپاہ شتار۔

طحلات خندان میں دست لگا دی اور سترہ سو گن لڑا۔ کھم لاسے گا دی اور ایک چاک رو  
 گون لباہان کین را از لباس بار و بیک غزلان و بلاک ساکتند۔ و از حبیب خیر میان از روز  
 آوردند و در آن زمان صاحب شرکت کت خان و در دوران صوبہ ہوا سے لگولن ہوا  
 و در صوبہ گلشن افزا خیر با سا و بیک تمام یہ مسکریہ ہوا در آدومہ۔ کلین کمو و خیر ہوا  
 گرفت۔ کت خان شاخار تیر و کمان برداشتند۔ نیزہ و از ان در خندان شاخار سے  
 مشکین کلا افراشتند۔ و بر زمین ہنگام زمین و غارت کر شہر دے گشتند۔

ارسال سلطان نیز بہا و از ان و کار آمدان قبیلہ را از وہ وصعہ بجواست۔ و تکلیف  
 ایٹاری تا پانچ ایران پالیٹال نمود۔ تا بہ سپاہاں روند۔ و در دل شب کہ بہر کس کہ  
 بخواب است۔ بمیان کاروان برائے شاہ کہ مسکن باز رگاناں تو انکو۔ و سرمایہ داراں  
 مجتہد است۔ بچزند و غارت کنند۔ و در راستی راہ و چاہ و دشت قچاق خودیگانان ترکمانان  
 بلکہ یگانہ آفاق ہوں۔ و در ہمیری بنفس او حمل۔ اما کہے کہ کوچہ و بازار اصفہان را نیک ہواند۔  
 و در شب را بجائی تو اند خیر از من نمود۔ ازیں روئے برائے برگزیدین من بدیں کار  
 باایشان شورت نمود۔ پارہ بہ مخالفت برخاستند۔ کہ زادہ و بزرگ شدہ جائے را  
 بر نمبونی غارت آنجا برگزیدین کار عقل نیست۔ چہ در میان جتھ و ابر و دلخواہ خود را  
 بدستی تو اند از پیش برو۔ بعد از گفتگوئے بسیار کار بر این قرار گرفت کہ من را بہتر  
 شوم و دو تن بر من موکل سازند تا اگر در حرم کام شائبہ خلافی مشاہدہ کنند۔ کارم  
 را بازند۔

پس ازیں قرار داد ہمہ یک دل و یک جہت بسوقان گرفتن اسپان و تزارک راہ  
 پرداختند۔ یک را بنے کہ دوبارہ در میدان گوسٹیشی رہوہ بود و لہواری من خاص نمود  
 علاہ قلباتی و رغایت بزرگی بر سر۔ و کلیچہ باز پوست در بر۔ تیر و کمان در شائبہ  
 نیزہ کہ سان و سے برآں و پر جاتہادہ می شد۔ بر دست مانند ترکمانان پراق کہ دم  
 در خوردین تکی تو برہو جو خوری و تیغ طیلہ در سنے پائے بستن و نگاہ داری اسپان  
 بہادام۔ و عرق گیری بزرگ بر فتنہ اک بستم۔ و پائے احتیاط مشتے نوالہ باشمش داد  
 تخم مرغ آب بزد و بمیان ہفتہ بردوش انداختم۔ و ذخیرہ سائر اوقات را حوالہ  
 بہ قسمت و اعتبار بقناعت نمودم۔ در ایام اسیری و محرومی از تخم و نان باہر چہ بدست

اقتدار سے کہ سنی کر دے اور دوسرے ہر صوبہ اور گورنمنٹ کے علاقوں میں ایک ایک شخص کے  
 بشکریہ کواری درخت غلاب حضرت رافضی موش کردہ دوم - حضرت غلاب درستی  
 زخمی تداشت - ہر ان ہر میان سنی دیدہ و دلچ آرزوہ بودند کہ درین باب  
 کے بکر ویشاں سے رسید۔

اشرفی رائے عثمان آغاز یہ کمر بند خوش سخت بر دو ختم - و بوال بیچارہ کہ  
 از خواب کواری داندوہ شکاری بجز پوریت و استخوان چیزے از آن بر جائے نماز  
 بود و بعد ادا دم - کہ در وقت فرصت و تخلص سے بقدر تواناں کو تا ہی نہ کم - و  
 نہ و یاران و خاندانش پرتحصیل سر بہائے او بچو ختم - بے لوائے فلک زدہ آہے  
 سرد از جگر بر کشید کہ "بہات بہیات" من کیم بشمار کسے آیم تا تم را بچیز سے  
 شمارد البیرم خیلے خوش وقت از اندوختہ ایم خواہد بود و زخم بہ بہانہ کم یا شوہر  
 دیگر دست در کمر - پر و بالم از ہمہ روز بخت - دست و پایم نہ ہمہ جا گنجتہ یک التماس  
 از تو دارم و بس - و آن این کہ بہ پرسی و دلداری کنی کہ در استنا بول داد و دست پست  
 بخار چگہ نہ بودہ است؛ و خبر صحیحی بہ من آری۔

دلہم بحال و سے بسیار سوخت - و باز در ولہم بگذشت - کہ نقدش را واپس دہم -  
 یا ملاحظت حکیمہ و قیاس شرعی بنا را بر آن نہادم کہ نقد در دست من باشد - بلکہ  
 بوال وسیلہ بگریزم - و گریز خود را وسیلہ خلاصی او کنم - ترتیب قضیہ را چنین دادم  
 کہ خلاصی عثمان آغاز بے نقد ممکن نیست - و اگر نقدش را واپس دہم خلاصی او غیر ممکن  
 است - پس نقدش را واپس نباید داد تا خلاصی او ممکن باشد - طریقہ خرج این نقد  
 را من میدادم - چہ داند آنکہ اشرزے چاندک بعد ازین قضیہ بڑی ہی الاتناج - اشرفی  
 ہائے زور را تعرف شرعی نمودم و با دعالے فراواں صاحبش را بخت اسپردم۔

منجم "سکر بلیوز" را بہ پشت سر - و رجال الغیب را بمقابل انراخت و ساعت  
 سعدے از برائے تاخت و تاز لغین کرد و شبہ بنگام بر اسپاں بزدیم - و با برائے  
 ارسلان سلطان دستہ ایلناریاں عبارت بود از بیست تن بیشتر ایشان نادران  
 و بہادران کار آزمودہ - و ہمہ بر اسپاں تکہ کہ بتاریخ آوری و سرعت رفتار مشہور است  
 سوار چول در روشنی ہتتاب آنکو نہ اسپاں مسخ را از جائے برے ایچختند - آنال

دارتھم دستان و سام زریان حلامیان پیدا شتم - آدمیم بر سر بندہ مستمند - من خود میدانستم کہ  
چند مردہ حلاجیم اگر بادر خاطر نبودم - یار شاطر ہم نبودم - اما گاہ گاہ بحکم اقتضا اظهار  
جراتی می نمودم و از شجاعت دے می نمودم - تا مہر امان پندارند کہ لشک از مویز ولے  
در باطن دلہم می پدید - کہ در هنگام کار جل خود را چگونہ از آب بر آورم -

را بر ما از جنگلہمانے انبوه دامنه کوه قچاق بے آنکہ قدمے خطا گذارو مارا  
رہنہائی ہمے کرد - و من تعجب ہمے کہ دم - دیدار آں ورطہ ہائے ہول انگیز  
و پست و بلندی ہائے ہم آمیزہ چشم مانند من آدمی ناتھی در نہایت وحشت  
و دہشت می نمود - بحکم غرور پانے ستوران خود - در وقت و بے وقت بجوئے  
وجرودہ و پتہ ہار بیباک و بے پرواہی گذار شتم - تا آنیکہ بمکنہ از بے آب و آبادانی  
عراق رسیدیم - آں وقت معلوم شد کہ اطلاع ارسال سلطان تا بچہ حدود از ہمہ جا با خبر بود  
است - خورد و کلاں ہمہ کوه و تپہ و درہ و وادی را با سم و رمہ و جبب بوجیب بلد بود  
در پنے زدن و استدلال از آثار پائے معجزہ می نمود - از آثار می دانست کہ راہ روا چہ  
قبیل است و از کجا بہ کجا می رود - بار و دست - یا بے با - از مشاہدہ این اطلاع  
و وقوف - من متحیر و لا حول کتاں می ماندم -

از پہلوئے آبادنی با یا کمال احترام و کتب شہامی را ندیم - در روز ہا در جائے  
خلوت سے مانیم - از آخرین آبادنی یعنی از خیمہ شیناں مہرا - توشہ و آذوقہ می گرفتیم  
تا داخل کویر بے سروین عراق شدیم - اسپاں را بقدر طاقت و قواں را ندیم - بعد از طے  
صد و بیست فرسنگ رہ - بجوی اعلمہاں رسیدیم - هنگام دیدنی در رسید - ہمراہاں  
شالودہ نیت خورد بریختند - و ز شیبہ آن گوسفشت بدن من ریخت -

نیت شان اینکہ بدایست من از جیبانے خلوت بشہ ورا آیند - و نیمہ شب  
و تقنیکہ کہ مردم آمیدہ باشند - بہ کارون سرے شاہ نہ فدآں وقت از بازگذاں  
پر - و از من و نفوذ مالماں بود - در خزندہ و آنچه از نفوذ بدست آرند - با چند  
تن بزرگان کہ مفضلہ ہائے بنسنت داشتہ باشند برگیرند - و پیش از آنکہ  
آوزہ بشہ در فتد وہم - در درندہ - زبات کہ فتنہ گردند - من میں ترتیب  
را چہل خطرناک و غیبی میباید - کہ بے بیہوشی و بیادندت سے پیش بر خاستم -

سہ یا رخمہ قضا نبہ - راجہانی می نمود - ز شہادت نہ

اما سلطان سلطان باچہ کے فروختہ و چٹے دریدہ گفت کہ حاجی اینچا نگاہ کن۔ اس کار بچہ بازی نیست! شغل ہمیشگی ماست۔ چرا ہمیشہ می شد حالانی شو؟ بحق خدا و پیغمبر! اگر آنچه میگویم جز آں کنی بہ مغز استخوان پدرت آنچه باید بکنم می کنم۔ آنگاہ امر فرمود تا در پہلوئے او بدالت مشغول باشم و بجانب دیگر کم خبیثے موکل ساخت تا اگر در من آثار بدجنبیدن مشاہدہ کند دو دواز نہادم بہ آرد۔ بہر دو در باب این سو گند یاد کردند۔ وجائے باور بود۔ پس من در پیش اختتام۔ زانکوچہ و پس کوچہا کہ بلد بودم۔ پے بچو بے آبادی در آدمیم۔ و راہ را نیک نشان کردیم۔ در رسیدن بہ محل اڑدحام وقت دیر بود۔ و صدا و ندائے نہ۔ در یکے از دیر نہا کہ در عین آبادی ہم بسیار است چند سر از اسپان را بپاسداری یکے بگذاشتیم۔ و از طریق احتیاط در بیخ فرسخی شہر۔ و رہ خلوتے را میعاد گاہ قرار دادیم۔ تا در صورت اقتضا در آنجا فرہم آیم۔ بعد از این قرار بے صدا دور از چہار سوئے بازار کہ محل شگردان و داروغہ است از گوشہ و کنار بدر کاروان سر رسیدیم۔

بہ حکم ہمسائیگی دکان پدرم آنجا را جب بوجیب میدانتم۔ در کاروان مرالبتہ بود۔ با سنگ پے کو بیدم و در بان اذریاد کردم۔ کہ سعلی محمدؑ یا۔ در را داکن۔ قافلہ آمدہ۔

علی محمدؑ با چشم نیم خواب بہ پشت در آمدہ۔ چہ طور قافلہ قافلہ کجا۔  
گفتمہ۔ قافلہ بغداد۔

گفت۔ برو پئے کارت۔ تو ہم این نصف شب بریسخند ما آمدہ و قافلہ بغداد  
دیروز آمدہ۔

دیدم بدگیر کردم۔ سخن را برگرداندم۔ کہ خیرا قافلہ آمدہ کہ بہ بغداد برو۔ حاجی با پایسر حسن دلاک ہم کہ با عثمان آخارفت بہراہ است۔ پے پرسش مرثوہ آوردہ ام۔

چہل دربان میں شنید گفتم۔ آہ! حاجی با بے خودمان گل گلانی خوش آمدی۔

پس نہ واس در را بطروق و طرق بمشود۔ و در کاروان سرے آہستہ آہستہ



تھوڑے عرصے میں اس کی حالت بہتر ہو گئی اور وہ اپنے  
 درجہ پر ترقی کر کے درجہ اولیٰ میں پہنچی اور بالکل مشغول کا نام ہو گئی۔ نظر  
 میں آتا ہے کہ یہ عرصہ گاہ احوال بہتر رہا تھا جس میں اس کو وہ وقت  
 حاصل ہوا جیسے بہت آہلکاروں اور چوں عمدہ مقصود شان و ستارہ کے لئے آدم  
 تو اگر وہ تازہ سر پہائے ایشال بہرہ ور شونہ۔ سرتن پرگزیرند۔ و بزودی دستہائے  
 شکر را بستہ بزرگ اسپاں سوار روی بریرانہ نہاوند۔

میں چل کر وہاں سارا نیکہ بلدیوم۔ و حجوہ تو انگریزین بازرگانوں را میداستم  
 در حجرہ کہ قدیم مقر عثمان آغا بود۔ خریدیم دور حجرہ سے کہ اغلب بازرگانوں نے خود  
 در آن ہی نہند۔ کہیہ سنگینی یافتہ۔ و بے تخصیص چند و چون اس را سخت و بغل ہنرم  
 مستحق کہ ما بتاریخ مشغول بودیم۔ غنفلہ و ہیا ہوا شہر بہ خامت کارواں سرا یاں از  
 پاسان و چارہ داران وغیرہ برہام و دیدند۔ از ہمسائیگی مردم فوج فوج بنا کر دند بہ  
 آمدن تا اس کہ وارو غہ ہشاگردان در رسیدند۔ و بجائے گرفتار و بستن بانگ بگیر  
 بہ بندہا بکش اپہا۔ و چند تفتنگے تیر بتاریکی خالی شد و بجائے بر خورد۔ بے قضا  
 و بلا جان از میان برد بردیم۔ وراثتائے گیر و دار خیلے خواستہ کہ آن راہ رفتہ شوم را  
 باز گذاریم۔ و اگر تہ اتم بچم۔ اما تر سیدم کہ مبادا از خراجات شاگردان مارکش غول  
 بیابان شوم۔ مردم سر و وضع نامبارکم را بہ بینند و تا اثبات کنم کہ من آل نتم۔ ستم  
 از کہ دوام بر آوردند۔ چہ بار ہا چشم خود دیدہ بودم۔ کہ عوام کا انعام کو کہ وہ بیچارہ  
 نلک زدہ را بباو سیلے و مشت میگرفتند۔ و بعد از خورد و خیر ساختن او از یک دیگر  
 می پرسیدند کہ کیست و گناہش چہ۔ و کان پر دم پر نظر م آید۔ یا دایا میکہ و را آنجا خوش  
 گذارندہ بودم در برابر چشم جلوہ گر شد۔

زیر مہ قبہ و آل بارگاہ  
 روی جمال مسدوقان تکیہ گاہ

چہاگر وہ و چہا دیدہ و شنیدہ بودم۔ متفکر فر و ماندہ بودم۔ ناگاہ دست سختی سازا  
 چسبید۔ چہ وہ ہم۔ ارسلان سلطان باہمایت می گفت حاجی۔ بخود اگر مشی مانگی  
 کنی۔ یہ۔ پیش چشمت مردہ خواہی دید۔ من ہم برائے اثبات مردانگی

مرد سے ایرانی را اور چلو دیوہ پریشتمش سپیدم کہ فلان فلان شدہ یا من بیا۔ وگر نہ  
 ہر جہ بدترت ناپارہ ہی کتم۔ چہارہ ایرانی ازین سخن اجاوت مہبود ایشان شہد و روح  
 بالتماس و ذاری نمود کہ تو را سچا و سچا گوی ششما سی تو را یہ روح مطلقا اگر سنی  
 ہستی یا ہر دوں سخن و حسین اگر شیعہ و بجان پدرو ما درت اگر حلال زلواہ اوست  
 ازین بر دار۔ و مرابہ حال خود گزارہ صدایش بہ گو شتم است تا آمد چہ دیدم۔ پدوم  
 حسن دلاک است۔ گویا یہ ہوا شے بیابا ہو بہ یک تا پیر زمین۔ خالوس و در دست بحفظ  
 ششش لنگ و وہ قبضہ تیغ دلاکی و شاخ حجامت خود آمدہ بود۔ فی الفور ریشش را  
 رہا نمودم۔ و بجائے آنکہ بنا سحرمت پدری ہر دست و پایش افتم و پوزش بہ ظلم ازتس  
 جان و بے آشنائی ازکش کش دست بر ندا شتم۔ و چوبے چند یا لائے استرے زوم  
 گویا بدومی زوم۔ آل گاہ پدوم آہے کشید کہ وائے وائے از دیدار سپر محروم می  
 میرم۔ ایس سخن بر من بسیار کار گرفتاد۔ اورا رہا نمودہ روئے بہ یاران خود نمودم۔ کہ ایس  
 مرد را شناختم دلاک است کہ یہ دو غارتھی از زد۔ پس بے توقف۔ از لغا در گذشتہ  
 و بر اسپاں سوار از خرابہ چہار نعل رو پدرو مہبود و میعاد گاہ تا ختم۔

# معنی مطلوب

چھند خلاصہ  
 کشف المحجوب  
 ملکہ کاتبہ

تاج بک ڈپو موہن لال روڈ۔ لاہور قیمت ۱۰

# گفتار ششم

## در بیان اسرار و غنائیم کہ بدتر کمانان و افتاد

پس از رسیدن بدره میعادگان از اسپال فرود آمدیم۔ برائے استراحت خود و رفع خشکی اسپال و تلافی بخوابی شب قدر سے در آنجا و رنگ کر دیم۔ یکے از ہمراہان و ہمیان تاخت و تازہ کو مقدمے بر خوردہ و از ریلوڈنش در گذشت بہ محض در و دسروش را بریدہ و گوشتش بر سنجھائے چوبین باخار و ناشاک و سرگین کباب کردند۔ با اشتہائے تمام غنیم پز آل را خوردیم۔ و بر سر غنائیم دویدیم۔

مقصود ما همیشه و التمتن ہائت قیمت سیراں بود۔ یکے از آناں مردے بود پناہ سالہ باریک قدر تیز نگاہ۔ سن رخسار۔ انبوہ ریش۔ زیر جامہ قصب در پاؤ کلیچہ کشمیری در بر شیندہ بہ اہل درخانہ۔

دیگرے میاند سل کوتاہ بان۔ خند درو۔ سماں بر سر۔ قبائے بغلی ہزار تکرہ در بر باعبائے سیاہ۔

دیگرے تیومندہ توان۔ ز منت رو۔ بدہیت۔ کہ بلحاظ قوت اور از دیگر اہل محکم تر

بستر بودند۔  
بہ تحقیق چگونگی حالت و پیشہ و حرفت ایشان پروا نداشت۔ مرد باریک قدر چول از ہمہ متشخص ترمی نمود۔ و ملاحظہ فرمائے کہ متن بہ دشت۔ تخت پیش کشیدند و چول ترکی منی دست۔ من بہ بھائی نامہ درویدیم۔

اردان سندان ہ۔ آچہ و روف

سیرہ۔ ہر آوز زردہ و جزین۔ ہندہ مہینہ بیچارہ۔ بیچ کارہ۔

سندان سندان ہ۔ آتیزند و پیشہ ت پیست۔

سیرہ۔ شاہد ش۔ شہد۔ ملی ہر ہیرچہ ہاشم۔

سیرہ زردہ ہ۔ از شید و شہد۔ یعنی چہ ہ۔ بچہ ہر مینخوردہ؟

ارسلان سلطان :- شاہ یعنی بیچ آدمی ہرزہ چاند - یا وہ سرا -  
 نرہ گدا - خانہ بدوش - دروغ فروش - چھاپلوس - کہ ہمہ راسے فریبید - وہمہ کس  
 مرگش را از خدای طلبند - منی دانم این یارا از سرماکہ دور خواهد کرد -  
 ارسلان سلطان :- خوب اگر شاعری و بیچارہ - این زیر جامہ قصب و کلیچہ ترمہ  
 را از کجا آوردہ -

اسیر :- اینہا از یک دست خلعے است کہ حاکم شیراز بصیادت سیدہ کہ برایش ساختہ  
 بودم داد - اول اورا از بقیہ خلعت شاہزادہ بر نہ نمودند - و کلیچہ پوستی منحوس براد  
 پوشانیدہ دلش دادند - انگاہ مرد کوتاہ قدر را پیش کشیدند -  
 ارسلان سلطان :- مرد کہ - تو کستی و کارت چیست ؟  
 اسیر :- بندہ کترین "ملا" می باشم -

ارسلان سلطان :- بر دم شو - پدر سوختہ خر ملا باشی ہر کہ می خوابی باش - پدرت را  
 می سوزانم - سرت را می برم - بگو تا برم و مالدار خوب ملا باشی ہمہ باش - ملا یاں ہمہ تو انگرند -  
 مال مردم را ہمہ آں می خورد -

بعد معلوم شد کہ آقا - ملا کے (گلاوان) اصنہان بودہ است کہ خدائے (گلاوان)  
 محض گرفتن تخفیف برائے دو (مارین) اورا بہ شفاعت نزد بیگلربیگی اصنہان فرستادہ  
 بود -

ارسلان سلطان :- خوب ملا : مدخل تو در گلاوان چند است ؟  
 ملا :- بندہ مدخل ندارم - مخارج خیلے دیم ؟  
 ارسلان سلطان :- کت کہ مدخل ندارد و خیلے مخارج دارد بہ درخانہ ہر شش  
 چیست -

ملا :- پنج سال گذشتہ حاصل - مارین - زسن خورد - حال آسجاہ فرستاد - تا  
 از ہمہ داد خواہی کنم -

ارسلان سلطان :- ہا تو میری حاصل - مارین - زسن خوردہ است تو وی مل خوردہ  
 آید - حال کہ این قدر داد خواہ خوبی بودہ برو در دشت چپاق زطرف ہمہ این قدر داد خواہی  
 کن تا جاننت بر آید -

یلے از ترکماناں پرسید خوب این ملا بچہ می ارزو؟  
 ارسلان سلطان :- اگر بچہ سے نمی ارزید ملا نمی بود۔  
 ملا یعنی چه؟ یعنی معند بیدین - اگر صہ از مردم باشد - شاید از پیش بالا آید و گرنہ  
 سے گویند - برو بہنم بہ نظر می آید کہ ما شکار گرا ز کردہ ایم - دروغ از رحمت ہا خوب  
 نگاہش بلاریم - بہینم چه در میآید - پس اسیر ہمیں بل پیش آوردند۔  
 ارسلان سلطان :- خوب یارو - شاکہ آید و چه آید؟  
 اسیر و مخلص شما فرستم۔  
 ترکماناں گفتند :- دروغ میگید یا مخلص فراموش نیست چرا کہ درخت خواب  
 سے خوابید۔

اسیر :- درخت خواب از اقیہ بود۔  
 ترکماناں گفتند :- برگ خودت مٹی شو! باید اقرار کنی - کہ تاجرم و گرنہ تو را می کشیم -  
 پس آن قدر مشت و سیلی اسیر و صورتش زدند کہ بیچارہ گفت حالاکہ می خوابید تاجر  
 ہاشم - تاجرم۔  
 کسین از وجہات حاش و دستہ - کہ راستی فراموش است - خوشہ و سلطتہ از او کتم۔  
 ہمہ بر آشفتمند کہ خفہ شو - و طہر فداری مکن - و گرنہ تو را ہم از سر نو اسیر می کنیم - من ہم خفہ  
 شدم - تا از نو اسیر نشوم۔

چوں وز دے انسانی خود رہے شعون و کم برکت دیدند۔ دربارہ اسیان در میان  
 ایشان اختلاف عظیمی پیدا شد۔ جب گفتند کہ ما را بہ مفتی نباید - دوست داد - اما  
 فرارش و شاعر را باید رکشت جمعہ یکہ گفتند کہ ملا را باید پرانے سر بہانگا ہداشت - و  
 فرارش را باید بندہ ساخت و شاعر فضلہ است باید زالہ اش نمود۔ بارے بقتل شاعر  
 ہمہ متفق بودند۔ و کہ ماندہ بود شاعر بیچارہ از میان برود۔

رَب ہر بانی وہ وہی من بنیدر چه ز یہاٹے او دانستم۔ مرہے صاحب کمال  
 است۔ کفتمہ اسے یارن دیو مٹی نکلید۔ از قتل میں مرد یگنہ دید۔ تو نگہ درویشی نہرا  
 نیسی ۔ ست ۔ اور جی نہ شہنشاہ مہنہ میں نہ۔ میں شہنشاہ است۔ کہ یہاٹے ہیستہ الہ بود  
 - شاید یہ بہ بہت شہینہ است۔ یہ نہاٹے پیدہ پیدہ۔ یہاٹے شاعر ہا

آٹال باشد کہ ہر بیت شعر شہ متقائے طلا از رو۔

کے اذیشان فریاد برآورد کہ اگر ایں طویر است ہمیں حال ایک بیت بگوید۔ اگر متقائے  
طلا از زید بسیار خوب۔ وگرنہ دامن حیالتش را چاک می کنم۔ از یافتن چنین گنجے قشایگان  
شادمان و را میجان گفتند کہ لے شاعر۔ اگر گفتی ریشت خلاص۔ وگرنہ خونت حلال است  
بارے گفتگو دراز کشید۔ و نتیجہ قضایا اینکه ہر سر را نکاہارند و از را ہے کہ آمرہ اندیہ  
بجگاہ خود بر گردند۔

پس ارسلان سلطان فازیان ترک تاز را جمع کر دکہ بہ بنیم چہ آورده آید۔

کے زحیب در آورد ساغر سیمین بگرداویہ خطے نخر شعر ہائے زدن

کے وگر سر قلیان سیم میستانی براونوشته فلان حاجی فلان جانی

کے وگر لگن و شمدانی از زرناب کنار ہر دو مرصع پر در لعل خوشاب

کے وگر خز و سنجاب و شال کشمیری کہ گر برانی مال تو بودہ می میری

کے اذیشان در تاریکی بہ گمان اینکه نقرہ است یک کیسہ بزرگ پول سیاد آورده بودا  
ہم بخندیدند۔ و بچینند۔ غنیمت نصرت اند برود۔ از قلیان و انٹا بہ و لگن مفضل و مطلق۔  
واژ پوسٹین و کلیجہ خز و سنجاب و شالہائے کشمیری اعلا رہ عین و ہر نوع متاع کہ بدست  
شان افتادہ بود و اگزار نہ کردہ بودند۔ پس کہ نوبت بہن رسید کہ کیسہ در لعل ہفتہ را میدان  
نہاد۔ کہ بجات شہا جزاین دستگاہ من نشد۔ چوں غنیمت من ز آل ہمہ گردنمایہ تر بود  
بیشتر از ہمہ مورد ستائش و آفرین گردید۔ و باقی بقا کنند کہ اگر سلسلے دیگر یا مابقی قطب  
درداں خوبی شدہ بہنید۔ و ہمانی کہ ترمان بنو و جہ می شود۔

ارسلان ملکت تانتہ۔ و فرزند دین سفید کہ روسے ما سفید کردی بس از

با من جمع المال خواہی بود۔ کیے زہیزانہ۔ تو بزنی بہد جہ یا ہیک۔ و زنی تانتہ۔

با بیست و ہند تومی شہد۔ و روح و بیست نمہ تمبیدہ۔ بدن مر شہ۔

ایں سخن ان چاہ بن تاثیر نمود کہ نہایت تیرہم ستور ترا ساختہ ہا ایکہ و تقسیم

غنیمت متعلق۔ و ہذا ہر دو تیرہم ستور و ہر دو تیرہم ستور و ہر دو تیرہم ستور۔ اگر گفت

و آہ بہ ہمار شہد۔ و ہذا ہر دو تیرہم ستور و ہر دو تیرہم ستور۔ و ہذا ہر دو تیرہم ستور

بازہ حفظ مال شہد۔ و ہذا ہر دو تیرہم ستور و ہر دو تیرہم ستور۔ و ہذا ہر دو تیرہم ستور

پس در میان ایشان راز سے تشریح عطا فرمائی۔ طبیعتی واقعہ اور عقیدے سے روایات  
 کہ علم ہائے ہندو۔ جو کہ در میان واقعہ شدہ۔ تا کہ اسکے اثر ستیزوں اور مخالفوں سے  
 کہ باوجود تلامذہ ہائے ہندو علم شرعی کو مٹا دیا۔  
 پس علماء ہندو علم کو ہندو۔ تا موافق شرع الہی بنائے۔ اور در میان مجاہدین قیمت  
 کو۔ یا این کہ قدر سے از ان اموال مال خود تلامذہ و شرعاً نیز مال بیت المال  
 پر قاضی تسلط داشت۔ باز بجز مشتے ریش خند و استہزار پر حیرت سے یکسر  
 ملا نہ رفت۔

# حکماء اسلام

تلامذہ

# علم الکلام!

از

م۔ ۱۔ رازی جالندھری۔

قیمت ۱۰ ار

پیشہ پختہ تاج بکسٹریٹ پور مورن لائل روڈ لاہور

# گفتار ہفتم

## در سلوک آمیز حاجی بابا و سرگذشت دلسوز

### ملک الشعراء

از جمال را کہ آمدہ بودیم برگشتیم۔ اما بسبب ہمارے اسیران و ذریت بہ لویت سواری  
ایشان ترتیب طور دیگر شد۔

من از اقل میں غریب ہر دو شاعر ہم رساندم۔ و از گفتار و رفتارش تاثیر کلی  
در دلم پیدا شد۔ و آنکے در چنان عالمے پھنیں عالمے پر خوردن مراد دلداری بلکہ نوے  
افتخار بود۔ کہ می نمودم من ہم فاضلم رفتہ رفتہ بے آنکہ اظہار محبت خود را با بروند  
و ہم بشرط واداشتن او بساختن اشعارے کہ یک بتیش بہ مشقالمے طلا اردہا سہان او  
گر دیدم در زبان فارسی بے ترس و بیم در ہر باب گفتگومی کردیم۔ گفتہ رفیق۔ دل  
قوی دار کہ من شرح عالمہ چینیہ است و خیال فرار دارم۔ در اولین فرصت بخلای  
تو خواہم کوشید۔ او کہ بجز دشنام چیزے نمی شنید و ای سخنان ہر آمیز بشیند۔ سخت  
شاد شد و بایک جہتی شرح حال خود را با جمال بیان کرد۔ دانستہ شد کہ از اعظم  
رجال است و بہ لقب ملک الشعراء ملقب۔ از شیراز بطہران برگشتہ دور ہماں شب  
و رود اصفہان بدست ترکماناں افتادہ بود۔ روزے در میان آل صحرائے منگ  
نار بعد از آنکہ من سرگذشت خود را گفتم۔ او نیز از آل خود را بدنیگونہ نقل محیس  
دوستداری کرد۔

مترجم گوید۔ کہ بہ چند در نسخہ اصل این ملک الشعراء۔ موعظ بہ عسکری است  
لقب دادہ۔ ولے زوقہ معلوم میشود کہ آل مرد فتح علی خاں سیبائے کاشی است  
کہ در سنہ (۱۸۱۲) و سنہ (۱۹۱۳) عیسوی ۱۲۹۱ ہجری ان بودہ۔ شاہد مؤلف نسخہ است  
حکایت اورا صریحاً بنام و بیان نماید۔ در بہ حال سرگذشت او قریب بچھذت  
است۔



### در گذشت ملک الشعراء میرزا فتح علی خاں

من در شهر که مان زائیده شدم - نامم فتح علی است - پدرم در ایام آغامحمد خاں  
خواجہ - مدت با حاکم کرمان بود - خیلے قصد عزل و خانہ خرابی او کردند - اما از برکت  
عزت و رشوت و حیلت دست باو نیافتند - بارها چشانش مبعوض خطر افتاد - و لے  
در نیامد - عاقبت در ایام این شاه سرزنده بگور برد - ده هزار تومان ترکه او بے تعرض  
و دست اندازی بمن رسید - در کودکی بسیار مواظب درس و مشق بودم - چنانچه در شانزده  
سالگی بخوش نویسی مشهور گشتم - دیوان حافظ را سه بار از بر داشتیم - و طبع چنان  
رواں بود که بصورت نثر با نظم گفتگو می کردم - حتی وقتی در زیر چوب و فلک  
در معرض زنبار خواجهی مطلب خود را با نظم بیان کردم - موضوعی بے نسبت و معمولی  
نگفته نگذاشتم - لیلی و مجنوں خیلے ساختم - بہتہ از آواز کلبی - و راز کتاب از تعریف و  
توصیف چیز مانے ندیده و وہمی مانند عشق بازی گل و بلبل و تعلق شمع و پروانہ داد  
سخن دوام - بمقادیر جدا جدا مبالغہ باغراق را از حد گذراندم در ہر مجلس و  
مجلس کہ حاضر می شدم ہما شعار خود را میخواندم و ہر چه میگفتند از اشعار خود استشہاد  
می نمودم -

در آن ایام پادشاہ با صادق خاں شقاقی کہ لبرشی و باغگیری برخاستہ بود مبارزتہ  
نمود - و غالب آمد - فتح نامہ ساختم - در فتح نامہ ہستم در میان ابرہہ میدان کارزار  
نگاہ میکند - یاغی از دود و آدن دیار و کردان می خواہد - ہستم در جواب می گوید -  
جانے من در اینجا خوب است - اگر بزیر آیم - میکن کہ خبر بے از سر پاش شاہ خورم  
و چون خنخاش شوم را جہہ با بین را بہ شمنان شاہ و گذاشتم - ازین قبیل نکات متقابل  
در آن قصیدہ پیدا کردم - در آخر گفته کہ بحر حال صادق خاں و لشکرش را از زمانہ چاک  
شکایت نیست - چہ با این کہ از دست پادشاہ پدال شدند سرشاں با سمان افرشت  
یعنی پادشاہ سرشاں را بہ نیز دگر و را میں قصیدہ بخوش میبویں پادشاہ رسید نیکو پسندید  
و ہزار ہزار بیگانہ شعر ساخت و در حضور اعیان و ہا ہا را باندا پناشت -

پس تمام مایہ پیشہ فتم شد - ہمزہ نہاد و ہر اینک ان در آمدہ مرتجی و غیر  
مرتجی بنظم قصہ و غزل ہر دو ہنم - ہر سہ ہر نہار خدنگزاری بخاک پای حضر

شہر یاری عرضہ داشتیم کہ در زمان پیش فروردی طوسی بنام سلطان محمود غزنوی شہنشاہ  
پرداخت۔ و بدلاں واسطہ اور در صفحہ روزگار نام بردار ساخت۔ چہ می شود کہ پادشاہ  
مانند شہر یاری روزہ ایران کہ در بیچ عصر مانند او بادشاہ ہے نیامده و نیاید۔ و سلطان محمود  
غزنوی نیدگی او انشا بد۔ ساختہ شدن شہنشاہ نامہ بنام او از سلطان محمود غزنوی مشہور  
تر کرد۔ از جانب سنی الحوائج دستور سے از زانی شد و من دست بکار شہنشاہ نامہ  
سازی شد۔

بہ کہ معنی طمطراق الفاظ و غرائب معنی خواهد۔ آل کتاب را بہ بیند۔ چوں این  
بیت را ساختہ۔

گو گوید دل گوید سر گو نہاد گو آئین گو کیش و ہم گو نژاد  
ہم گفتند کہ فصاحت و بلاغت الفاظ تمام شد۔ و چوں این بیت را نظم کردم۔  
خواشید و پوشید شیرنگ شاہ ز ستم پشت ماہی زد دم رھے ماہ  
ہم گفتند کہ ریشہ معنی خشک شد۔ امین الدولہ صدر اصفہانی را با من شکر آبی بود۔ بہ  
بہانہ دوازده ہزار تومان جریمہ ام کرد۔ اما پادشاہ بعنوان اینکا شعر شعرا ہم بخشید  
و نگرفت۔

روزے در مجلس بزرگ از سلطان محمود غزنوی و فروردی سخن سے رفت کہ در آرا  
ہر بیتے از ابیات شہنشاہ پادشاہ باو یک منتقال زردادہ است۔ من چوں سے دانستم  
این سخن بگوش پادشاہ میرسد گفتم۔ در سخاوت سلطان محمود نسبت بہ سخاوت پادشاہ  
مانندت قطرہ بدریاست۔ زیرا او آل مبلغ را بگرانمایہ ترین شعر او۔ این پیش از آن  
بجین پایہ ترین شعر بدل کرد۔ کہ من بندہ حاضر۔

تفاوت از زمین تا آسمان است

حاضرین متحیر کہ من کے و کجا و چگونہ مورد این تہہ احسان شدہ! بیک دیگر نگران  
بزدبان حال پرسیدند، من باز بان قائل جواب دادم۔ آرسے بہ چند این مبلغ پادشاہ  
دستی بمن نداد۔ اما در معنی رساند چنانچہ کہ یہ ہم را نحوئے العبد و مافی بدہ  
کان لمولاه می توانست ہم را غنیمت نہ کرد۔ و ہمہ ان میں الدولہ روزہ  
ہزار جریمہ ام کرد۔ نگرفت؟ این بیت و دو ہزار و ان۔ راستہ جبار فرمود کہ بہ سالہ



مرحباں کہ در اطراف لڑائی یافت میشود۔ و ریش بلند غیر آگند یا دشاہ را با مواج در بال تشبیہ  
 کرده بودم۔ راستی بچوت قریحی من بمکہ کس آفرین خوانند و از دوسے مدح ہمہ گفتند  
 کہ با بودن تو فردوسی خرمکیت۔ لصلہ این قطعہ بادشاہ خواست۔ میلغے خطیر بمن رسد  
 خلعت امسالہ فرزند خود حاکم فارس را با من فرستاد۔ و در عرض راہ پدیدہا کہ رقم۔ و در  
 شیراز مورد احترام تام و احسان فراوان گشتم۔ و واقعاً میلغے خطیر بمن رسید و واقعہ  
 پرندوشین آل مبلغ خطیر بدست این ترکماناں خطرناک افتاد۔ و من کہ فلک را ریشخند  
 می کردم۔ ریشخند ایناں شدہ ام کہ می بینی۔ اگر تو بہ خلاصی من نگہ شی۔ واسے بر من شاید  
 بادشاہ از خلاص من بدش نیاید۔ اما آنکہ سر بہا بدہد کیت؟ امین الدولہ را رنجنا بندہ  
 ام۔ چو کہ گفتیم؟۔ آنکہ کوک کہ دن ساعت را ندادند۔ ادارہ ملکات را چگونہ ادارہ تواند  
 ازین جہت با من بد است مے ترسم کہ کہ میاوم تیقتند۔ تا از اندوہ و رنج ہلاک  
 شوم۔ نقدے کہ مایہ بنجام بود۔ بہا در رفت۔ از وطن جیدا۔ سر بہا از کجا آیم۔ تا چوں  
 آسارت من بہ تقدیر ایزدی است۔ شکایت ازال بیجا است (ماشاء اللہ کان  
 و مالہ لیشاء لہ کلین) ولے ازال جا نیکہ تو محب علی و مبغض معاویہ ہیج باشد (کالحب  
 علی بل مبغض معاویہ) اقداسے فرمائی۔ التماس آں دارم کہ بہ خلاصی من از دست  
 این تنگ چشم ترکماناں صرف ما حصل مقدرت و قیوال خود کنی۔ البتہ نزدانمہ طاہرین  
 اجوت ضائع کنجا ہد ماند۔

تصحیح

تو بیدار بخت ہمے

المصحح

سید محمد شمس الحق صاحب

توریدی

# گفتار ششم

در خلاصی حاجی بابا از دست ترکمانان

و بد ایرانیان فتادون دست آمدن

مصداق از خاک بنامش نجاتشستن و

المستجیر بعمر وعند کوفیه کاستجیر بمضاء من التل  
ملک الشطره گذشت خود ایایاں رسانید و عده آن دادم که بقدر توان در خلاصی او  
اجمال محضه. اما دآن حال شکیبانی بی بالیت. که بنویز خود در بند بودم. کوشیدن بنده  
بره باندن دیگرے از بند. دیوانگی بود آن بیابان آن ترکمانان آن ما. آن دادی بولنگ  
چگونه خلاصی میتوال.

بزد آنکه صبر و شکر کند چه حیا ره کنم  
ابدان گذشتن ز کور عرق بنام از دست از طرف شرفی آنجا در کنار راهی که از  
مهران پشندی رود. رسانان صبر و کور. آن کرد که در اینجا توقف باید.  
شاید قه قه بخت آید. در نزدیکی ره بر دست چو پیر پنهان بر گماشتند. سحر گاهان حوال  
دور بیاید که از بهمان ره رود و نبرد حلیجه بر پاست. گویا کار وال است.  
دوست و پارس خود بر آنے یعنی جمع کنان دست در پانے اسیران البتیم  
تا بعد از یعنی پند و بریم.

بهمی نه بفری بر سر راه. ساری بفسه طلایه داری میکرد. مرا بخواست  
که ساری با هم در روزی است. پند بی من بیار بخواه که ملاحظه کن. که روزی  
بدرت و بشارت و بشارت. بشارت و بشارت. بشارت و بشارت. بشارت و بشارت.  
پند و بشارت. بشارت و بشارت. بشارت و بشارت. بشارت و بشارت.  
بشارت و بشارت. بشارت و بشارت. بشارت و بشارت. بشارت و بشارت.

برق تفنگ پریدار است۔ اسپاں بیک کی فارند۔ گماں ہی برم دست ما بجائے جد شو۔  
چوں نیک نظر کرد گفت۔ و انتم کہ کارواں نیست۔ یکا از ایمان دولت یا حاکم  
مملکت است۔ بمسخر خویش می او۔ از کثرت خدم و حشم معلوم است۔

من این حال را برائے گریز فرصت بیکے دیدم۔ و کم پیمیدن آغازید۔ با خود اندیشیدم  
بے آنکہ بارسلان سلطان بفہماتم۔ کہ بیان از چنگ او بر ما نم۔ بدین تدبیر۔ کہ بر بگذران نزد  
شوم۔ خود را اسیر ایشان سازم۔ با خود و گفتم۔ اگر چه در اول بد میگذرد۔ اما زبان دارم  
حالی ایشان میکنم و نجات سے یابم۔ پس۔ سلطان سلطان گفت بیشتر برویم۔ و تحقیق حال  
را بگذران کنیم۔ من بے دستوری او از پشت تپا سپ راندم۔ و اول قصد آنکہ مرا بازو از  
از عقب من تاخت۔ چوں بر تپا رسیدیم۔ خود را یک تیر پر تاب۔ رو پیشے بگذران  
دیدیم۔ سواران را چوں چشم بمانتاد۔ شش مفت تن از ایشان جدا شدند و روی بما  
تاختن آوردند۔ ما برگشتیم۔ هر چه ارسلان سلطان تند تهاوند۔ من کند تر رفتم۔ تا اینکه  
دستگیر افتادم۔ ز اسب فرو آوردند۔ اسلحہ و کمر بند و بجاہ اشرفی۔ حتی استرہ ہائے ہدیہ  
پد ریک و قیقہ پیش بخشید تاراج شد۔ فریاد کردم۔ کہ مترسید من نے گریزم۔ من  
بعد خواتم بدست شما انتم۔ گوش ندادند۔ دستہایم را از شال یا شازہ ام استوار بر بستند۔  
و با ضرب سیلی و مشت بحضور بزرگ خود بردند۔

بزرگ ایشان با تمکین تمام بتماشای ستادہ بود۔ از احترام و تعظیم زیر دستاں  
می گفت۔ شاید شاہزادہ باشد۔ پشت گردنی چند زدند۔ کہ زود باس گریش کن۔ خدم  
و حشم بر فوراً و صفہ زدند۔ امر فرمود۔ تا دستہایم را بکشند۔ فی الفور بر حیتیم دوامش را گرفتند۔  
کہ شاہزادہ اپناہ و خیل! و خیل! بہ فریاد برس۔ فراس منہ کروم خواست۔ شاہزادہ گداشت  
را از پناہ آوردہ کار مدار۔

پس بہ امر و سے زمین خدمت بوسیدم۔ و محققہ ما جیائے خود را بیان کردم۔ و گفتم۔  
کہ اگر باوندند برید۔ بر ایشان حمد آوردید۔ و ملک لشوار۔ دو تن اسیر بیگی۔ از دست شان  
بیرید۔ تا بر این معنی شہادت دهند۔

در آن حال سوارانیکہ بہ تعاقب از سدن سلاطین۔ فتنہ بودند بر شمتند۔ تر۔  
دہر سال۔ بہ ما ہم رضا قہم خوردند کہ دست کم بہ از نظر ترمان بر ما ہیائے تجو۔

ہرچہ سونگند خردم کہ پیش از دست تن نمیتند کسے گوش نداد۔ و با تہمت چا سوسی و دروغ گوئی  
 قسم یاد نمودند کہ ترکمانان بر ما هجوم آوردند اولین کار اینکہ سر تو را بلی بستم۔ پس بہ عادت  
 ہمدل ایران از یاد ترکمانان بدید سوی دآں سونگولان۔ رنگہا باخته ایسہا تا اعتند۔  
 چوں اسپم را گرفتہ بودند۔ بر دسترسے باز کشم سوار نمودند۔ ہمیں کہ نفسے گرفتہ ہم صبر بجات  
 فلاکت خود باندریشہ و تفکر قنادم نہ در جیم دینار سے بود نہ بر سرم پر تاسے و ہوا دار سے  
 اشرف ہلسے عثمان آفاکہ قوتہ الظہرم بود از دستم ربوہ بودند۔ و سرمایہ بجز گرسنگی رجا ماند  
 بودہ۔ در عقائد اسلام نیز چندال استوار نبودم کہ کار خود را بہ قضا و قدر حوالہ داد نصیب  
 و قسمت نوالہ کنم۔ بے اختیار اسلحہ فروریخت و گریہ در غلجیم گرہ زد۔ با خود گفتم کہ چیست  
 کور شود۔ بچش کہ سزلے قسمت۔ چوں یہ مدو گر یہ تلیتے یا قسم و از ہم شہری گدی وہم کوشی  
 دیدہ و بہتہم۔ وہان بدشنامہ و نفرین بچشودم۔  
 کہ لعنت بر مش شاہ مسلمان اسگ تر شاہ بود بر شاہ شرف دارو۔ ترکمانان در نزد  
 شما اولیا اند۔ نہ دین و اید نہ ایمان۔ نہ خدای شناسید۔ نہ پیغمبر اسم آدمی بر شما دریغ  
 است۔ سگید و از سگ کمتر۔

بجز تھو ایل خندہ جو ابے نشیندم۔ دانستم کہ درشتی پیش نمی رود با التماس و التجا طلق  
 زنی گرفتہم کہ مگر من مش شاہ مسلمان نہیتم۔ مگر غیرت از اسلام نیست؛ آیا کم آوردہ ام  
 و بر آدہ ام کہ باس مذاب و عقاب سزاوارم و انیدہ من شمارا ہم مذہب و ہم ولایتی  
 انگاشتم و چہ باری داشتہ! ایں ہمہ بیرحمی و ناجوان مردی در حق من چراست۔  
 (خود غلط بود آنچه می پنداشتیم)

آں گر وہ چنانچہ از درشتی متالم نشدند از نزدی ہم متاثر نگردد و دیدند مگر چار و اداری قوی  
 یال و بال۔ علی قاطرحی کہ غلیانی چات کردہ بمن تاروت کرد۔ کہ رفتی بیا قلیاں بکش اندوہ  
 مدار بدل خوش دار۔ ہم اندوہ مباش۔ ہرچہ بر سر انسان آید بخواست خداست و چارہ  
 اش بدست اوست۔

گوین قاطر سیاہ کہ سورہ۔ خداوند سفید آفریدہ بود۔ آیا من سے تو انتم سیاہ کہ دہ  
 میں حیوت دیدہ و نہ جو خوردہ است۔ اما مرد کاہ می خورد و فر داکہ میدانہ خار خواہد خورد یا  
 خاشاک با قسمت محافظہ و با حای ستیزہ نمی توان کرد۔ تو حالا قلیانت را بکش باوقات

تلخ نشود۔ دوسرا غنیمت شمار۔ امروز بگذرد۔ فردا ہم خدا بزرگ است۔ مگر اس شعر حافظ  
 لاشیڈہ۔

دہر وقت خوش کہ دست دہر منتہم شمار

از سخنان علی قاطری اندک آرام یا قیتم۔ احتکاظنا باہم کہم کہ قیتم۔ چوں دید کہ من ہم از  
 اشعار حافظ بجز یہ تم خوشش آمد۔ و از بہاں روز ہم گانہ ام ساخت۔ و گفت بزرگ  
 پاپر بجز من باو شاہ است۔ چند روز پیش ازین حاکم خراساں شد۔ انہوں بمقر حکومت  
 خود بشہر مشہد میرود۔ از بہت آفتش راہ از عادت مجہود آدم ہمراہ برداشٹہ است  
 فرمانے در دست دارد۔ کہ بہ ترکماناں، نجوم آرد و تا تواند از اسارت و غارت کو تا ہی کند  
 و ان قدر سر ترکماناں بطہران بفرستد کہ در میان ارک یکہ مناری سازند۔ ہر دو شکر کن کہ بدیث  
 ترکمان ناری اگر چہمت کوچک و سرت بزرگ و سنیث پین ہوں۔ امروز سرت در  
 آب نمک می بخت و فردا پراز گاہ بہ طہران می رفت۔

شام گاہان در میان صحرا در کارواں سر لے نیم ویران فرود آدیم۔ با خود اندیشیدم  
 کہ خود را بہ شہزادہ رسانم و نقود واسپ و اسلحہ خود را واپس ستانم۔ ہر چند کہ منی گفت  
 و گو اہی میداد کہ بر اینہا پیشتر از انہا کہ گرفتند مستحق نیستی۔ با چہم طمع و حرص کوہ شود۔ چہم  
 از حقیقت پوشیدہ بحرف دل گوش ندادم۔ پس از نماز شاہ شہزادہ بر بالائے ہام تنگی  
 بہ متہما نہر چائنا زے نشستہ بود۔ فرستہ چہم و از دور فریاد بر آوردم۔ کہ قربانت شوم  
 عرض دارم۔ اذن پیش رفتنم داد۔ از بہر اہان و سہ شکایت کنال۔ التماس استر و دواں  
 خود کردم ظلم کنندگان را احضار فرمود۔ از دوتن ایصال سخت ظلم نمودم۔ گفت پد بخکان  
 پد تال رامی سوزانم۔ چہاہ شہ فی این مرد کجا ست۔

قسم خوردند کہ سیر شہزادہ ندیدیم۔

روی بہ یکے از بہرگان حاضر کردہ گفت۔ حالے بینی کہ دیدہ آید بانہ۔ سچا ہوب  
 و فلک۔ چوب و فلک آوردند۔ و آناں را بہ فلک بر کشیدند۔ شپاشاپ ترکہ بند شد۔  
 چوب خواران از بتیانی اقرار باخند و تعہد کردند۔ کہ سہ شہزادہ بسلامت بکشاید واپس میدیم  
 چوں نقود را بیا آوردند۔ ثمرہ در زیر بالین نهاد و آناں۔ روانہ کرد۔ و ہمین گفت۔ تو ہم  
 دیگر برو۔ پے کورت من از حیرت دباں باز و منتظر کہ پو ہم زبگیرم۔ فرشتہ باشے شاہ



ام گرفت و بد در انداخت۔ کہ با زایشاؤ؛ فریاد بر آوردم کہ پولم کو۔  
 شہزادہ بشنید۔ و با آواز مینیب گفت کہ با حرفت میزند۔ بزبان پاکفش تروی منش

جہنم بشود۔  
 فرارش باشی ساغرش را در آورد و بالعل پاشدہ آن برد ما نم حوالہ کنان  
 گفت۔ شرم نداری و حضور شہزادہ اس طور بلے ادبی سے کنی؛ برو گم شو۔ و گر نہ  
 گوش و سنیت بریدہ می شود۔ این بگفت و از حضورم براندر۔  
 نومید و مراد۔ یہ نزد علی قاطرجی برگشتم۔ کہ جنس شد۔ علی قاطرجی بلے  
 اظہار حیرت و تعجب گفت تو توقع داشتی عزیز بشود و خواہ این خواہ بزرگے  
 دیگر۔ ہرچہ بدست شام می افتد۔ واپس نمی دمند۔ از دست نواب اشرف  
 والا اشرفی دروگر فتن اد دہان قاطر دستہ قصیل نیز گرفتن است؛ ہر وہ کہ شہزادہ  
 است۔ نہ ہا ریحہ اگر دہن داری برآر۔ و گر نہ چشم پوش و بر صبر بکوش۔

چارہ

## اخلاق جلالی

۱۱

مولانا رشید احمد ایم۔ اے

اخلاق جلالی۔ یہی کتاب اس میں ہے جو جنتی ہے

مکتبہ تہذیبیہ لاہور۔ لاہور۔ قیمت ۸

# گفتار ہفتم

## درستی حاجی بابا از روئے ناچاری

بہ ہمراہی شاہزادہ درو قے حسین باد بدیہ و وطنہ تمام داخل مشہد شمیم و  
آل دیار غربت از آشنا بیکانہ از دوست محروم از دست افزایے بہرہ۔ ما  
میکم از نقود عبارت بود از بیج تومان کہ در شب و زدی در کاروان سرایہ نقلید  
عثمان آغاز استرکلاہ خود تہمتہ بودم۔ با نم قبائلی شاکلی با کلچر پوست بے ابرہ  
ویک پیراہن و یک شلوارہ تا قاطرچی از مطبخ شاہزادہ را قبلیہ گیر بود۔ من نیز ریزہ  
چین خوانش بودم۔ چوں باز شاہزادہ بہ منزل رسید۔ راتبہ او برید۔ و نیز از من۔ با خود  
اندیشیدم کہ باز رجوع باصل پیشہ کتم و ولاکی پیش گیرم۔ دیدم کہ کس سر خود را بہ تیغ من  
کہ بہ جاسوسی ترکمان ہتھم نمی سپارد۔ و آں گہ با آل نقد قلیل اگر اسباب دکان مخرم  
کار دکان لنگ می ماند۔ اگر دکان ہراہ اندازم کہ یہ زمین مے ماند۔ کہ یہ بدہم خودم  
گرسندی مانم بہ مزدوری نہ میل داشتیم و نہی توانستم۔

قاطرچی از روئے نصیحت گفت۔ فرزند نوجوانے ہستی مستعد و نومند۔ زبان  
باز۔ خوش آواز۔ خندہ رو۔ بندہ گو۔ با آواز خوش۔ مردم با ہوشیدن بہ مشتاق  
میتوانی ساخت۔ و بار شیخ و شوخی بد لہارہ توانی یافت۔ زوار مشہد بہ خیال تحصیل  
اجرو ثواب می آیند۔ برائے نجات از دوزخ و وصول بہ بہشت از بیج خیر و  
گردان نیستند۔ کسیکہ بالیشان بنام خیرات و مہربت پیش می آید۔ از عطایا و  
صدقات ایشان کامیاب می گردد۔ تیا ہونید لب نشہ کہ بلا آب بفروش اما زہنا۔  
در ظاہر عملت فی سبیل اللہ باشد و لے تاپول نگیری قطرہ آب بہ کسے مدہ۔ چوں کسے  
آب نوشد۔ بچا پلوسی با عبادہ تہتے تب و اہر یو۔ نوش جان عافیت کھیبہ اہدیا  
گوارا باشد لب نشہ کہ بلا از شفاعت سیر آبت س زو۔ از دست بریدہ عباس علی  
جام شفاعت نوشی۔ با ایں گوند سخن۔ شیخ کن۔ کہ شیخ و دندن خیلے کار با

می کند. اما آوازت را چنان بلند برآر که هر کس بشنود - و لطیفاً و نیکه با چنان گو که همه کن بخندند  
 و شکر با چنان خوال که همه کس را خوش آید - ساده لوحی و صفا و درونی زواریا را به بین  
 که با آن همه ترس و بیم ترکان از دیار و دوز و دست خورشید گزاف می کنند - و به زیارت  
 می آیند - با این گو که مردم چه کار نمی توان کرد - به آسانی همه را توان فریفت - عقل شان  
 در چشم است - چشم شان را پرده تنگ بخروی تنگ پوشیده چرمی بینند تا چه بفهمند - تو  
 هر چه می گویی بنام خدا و پیغمبر بگو - و بگو کار مدار - من چند وقت پیش ازین در همین کار  
 کردم - و از پول سقانی یک قطره قاطر خریدم اکنون اینم که می بینی -  
 بقول قاطر حرمی عمل کتاب - مشکے تازه خریدم - باندی زنجیرین و شیرین و شیرین  
 و کمر بندے پرین با قلب خطائے چند بکر دو ختم - و طاس چهل قتل هو الہی را  
 چند زنگولہ و منگولہ بوئے او ختم - دوسہ روز مشک را در آب جنت خوا با نڈہ بعد از آن  
 پر از آب نموده داخل صحن مقدس امام رضا شدم - و نوبت تہر نمانی رسید -  
 افتتاح ختم اینکہ :- "سلام اللہ علی الحسین و لعنة اللہ علی قاتل الحسین"

آیے نبوش لعنت حق بریزد یکن  
 جال را فلانے مرقد شاہ شہید کن

عجب آب خوشگوار می دارم - جگر و خشک می کند - دندان را می ریزد و تشنه را  
 میراب و میراب را تشنه می سازد - باغ بہشت را با این آب آبیاری می کنند آتش  
 دوزخ را با این آب فرو می نشاند چوں دوروز بستور العمل قاطر حرمی عمل کردم  
 استاد شدم - معلوم است - در چین کا - حاملہ بعد از عمل می آید - سقایان مشہد را همین  
 کہ چشمہ بر من افتاد - آب در وہان شان خشک شد - بجم چشمی بر خوانستند - و بہ بہانہ  
 اینکہ - حق سقانی در آن جا نیست - خواستند سر چشمہ منہم را بہ بندند یعنی از آب بنام  
 آب ندمند - ما دیدند کہ حریف آب دندان و باب دندان نیست - قایل این است  
 بزند و مشک بہ ز پاہ کند - چشمہ پوشیدند - گو یا خدا در امر برائے سقانی آفریدہ است  
 آب دگ و در بر بوی اجارہ - و سقانی با نام آب زلال چشمہ نسیم و کوثر حرمی فرو ختم  
 و نمی دیند و زبہ سقانی است - چوں یک آب را از دہ کس می  
 گرفتہ - و در آب زبہ سقانی - چشمہ نسیم در دوزخ تازہ رس بود - کہ از راہ رسیدہ

و غیر از چہرہ نہ نشسته جام آب بدست شال بدیم کہ بسیم اللہ فی سبیل اللہ اللہ اللہ اللہ  
سلامتی از آفات و بلا۔ و بیاد لب نشسته سیابان کہ بلا جرمہ آبی بنوشید یا گللاب کشید  
منور شود و را معطر سازید۔ مشک آبی ہم برائے خدا بسبیل کنید گاہ گاہ ازیں قبیل اشعار  
نیز با بنگ خوش می سرودم:۔۔۔

بکن آتشی ز رحمت گلو تر  
بیاد آبروئے حوض کوثر  
یاب آئینه دل ضیق لی کن  
پس از مے یاد عباس علی کن  
ز آبست نیکه از کوثر نم است این  
ز مشک است نیکه چاه زمزم است این  
بود عیناً چو عیناً سلسبیل  
مزاج او ہوا حیا زنجبیل

بآب و تاب این گوئے گفتار و اشعار خود۔ خاطر ایشان زوارے ساختم کہ اولین  
لذات نوشیدن آب مشہد و آن آب من است۔ النعام و احسان زوار من پیشمار بود  
و قطره آبم بہد نمی رفت و نکتہ از اشعار تم میمانی شد۔

چول دہہ عاشورا رسید کہ ایرانیاں را دیوانہ مصیبت و عزاد بدعت ہائے  
بیجامی سازد۔ خواستم من ہم تہنر مشک گردانی بہ نمائیم۔ تحریرہ روز عاشورہ در میدان  
ارک تماشا خانہ ایام محرم است در حضور شاہزادہ والی خراسان برپا شد۔ سال قبل  
سقانی رگاؤمیش، نام در مشک گردانی گوئے مسابقت از بگناں ربوہ بود گفتند  
کہ از کاؤمیش باید پر حذر بود۔ کہ آلت جاہزہ دارد و قوطہ منفعلہ ندارد۔ گوش نہ کردم  
وقت در رسید۔ شاہزادہ در سہارک بر غرقہ نشست۔ اکابر و اعیان در برابرش  
بایستادند۔ من بمیان آدم۔ سر پائیم۔ از زخم تیغ و لاک خون آلود تا کمر بر منہ مشکہ در  
غایت بزرگی پراز آب بردوش در زیر بار گراں نفس زناں آستہ آستہ بزیر غرقہ  
آدم۔ و بآواز بلند بہ مدح شاہزادہ و بمرثیہ خواندن شروع کردم۔ شاہزادہ را  
خوش آمد۔ یک اشرفی النعام انداخت۔ بروم از احسان او متعجب و از حالت من متحیر  
شدند۔ برائے تاکید اثبات بہر طفلہ چند خواستہ و بر روئے مشک سوار نمودم۔ آوازہ  
آخرین آفرین بلند شد۔ از آفرین حضار رگ غراؤیم بہ ترکت آمد۔ طفلہ دیگر خواستم  
بر مشک بنشایم۔ رقیبم رگاؤمیش، فرصت یافت۔ خود بہر مشک بہجت و با  
ظفان نبشت۔ اگرچہ برائے بزرگواری نیاوردم۔ و اندکے تحمل کردم۔ اما از ہنر

پشم صدا سے برخواست مکرم غم شانہ نام از زود ز بجز کبوتر گردید۔ دسر پانچم خواستیدہ  
 شد۔ مشک را بر زمین نہاد و تا غار صند گرم بود۔ و روئے نیافتم۔ ولے بعد از چند  
 دقیقه معلوم شد کہ گاؤش کار خود را دیده۔ و در تن قدرت مشک برداشتن بر جا  
 نگذاشته است۔ این بود کہ اسباب سقانی را فرو ختم و بالقوہ یکہ از آب و ہوائے  
 سقانی اندوختہ بودم۔ حالہ بہ از وقت ورودم بمشہد بود۔ علی قاطر جی با کرایہ طہران  
 رفتہ بود۔ دستم پہ نصیحتش نمے رسید۔ خواستم (گاؤش) را بر افکندم و دیت بخوام  
 گفتند یہ ہودہ است۔ عارضہ تو در ظاہر عمارت از خدشہ است۔ و در شراعت دیت  
 خدشہ بالنص ضرر جی نیست۔ خواستم وکیل مرا فہم گیجیم۔ گفتند ز بہار وکیل بگیر کہ ہم دعویٰ  
 باطل و ہم آنچہ داری از دست می رود۔ و ہوا نزن خودتند دعویٰ ہم را برابر ایگان بجزند  
 راضی نشدم۔ بارے مکرم شکست و مداییم درینہ۔

(رد و ترجمہ شرح)

# غزلیات لطیفی

اتار و پیتہ

انہا

رانا محمد بہاء الحق اشک۔ فی ای نقشی قابل ہر فیاض

بیتہ

مہاجر فیروز پورہ کراچی لاہور قیمت 2/8

# گفتار و حکم

## در گنگاش حاجی بابا با خویش

### قلیان فروش و پاک و شدان

پس با عقل خود مشورت آغاز دیدم کہ بعد از شکستن کمر تکلیف چیست؟ برائے انتخاب پیشہ چند در پیش داشتم گدائی در مشہد رواج داشت چوں سقائے نیز شعیبہ ازاں بود۔ راہ و چاہ آں رانیک آموختہ بودم۔ و میدانتم کہ اگر بدایں طریق سالک شوم۔ منقریب دانا و عباس دوس "حی شوم" اما از دریلو زہ عارہ آمد۔ نہ انتہ میمونے یا نرسے بحرم دوطی شوم۔ دیدم تعلیم و میمونے غینہ زحمت و لوطی گرتی غینے ہنر بے حیائی لازماً دارو۔ خواستم روضہ خوان و تحزیہ کرداں شوم۔ دیدم در ایں کار بے حیائی بیشتر لازم است۔ خواستم واعظ شوم۔ دیدم کہ احادیث و اخبار باید جمل کنم۔ عربی بنیاد است۔ خواستم فال گیر شوم۔ دیدم فال گیر در مال در مشہد از سنگ بیشتر است۔ و ہماں اے خورد۔ کہ مرغ خانگی مے خورد۔ خواستم باز دولت ہنر۔ دیدم کہ پانچہ می شوم۔ و مشہد جائے ماندن نیست۔ عاقبت دیدم۔ چہ سی۔ بنی۔ توہ یاکی۔ در مشہد فراوان است۔ و من ہم ازاں جو کہ بدم نئے آید۔ ایں بود کہ قرار کار باقلیان فروشے نہادم۔ قلیانے چند بر قلابہانے کمر و بختم۔ قوطی برائے بنادن سر قلیان در پیش۔ و مطہرہ پر از آب در پہلو۔ قلی برائے تنباکو بردوش منتہ بر دست آویزاں ابر برائے متعدد و بدیس سوی و آنسوی چہ یہ "توتار" بکار دیدم خلاصہ ہا آن اسباب و براق دست و کمر خارشیت مناسبہ ہند۔ پانچہ ہنر دیدم طبعی۔ شیرازی۔ شوستری۔ کاشی۔ در ترکیب و تزیین تنباکو۔ باخش۔ و خاشاک و افزائش و آمیزش با برگ درخت و بیابانہ۔ ستہ ہنر۔ در شہرستان نہاشتم۔ چہار قسم شستری پیدا کردم اعال اولسط۔ اسافل۔ زابل۔ اعانی را خالص اولسط را نیم مخلوط۔ اسافل را تمام مخلوط۔ اولسط را خش و خاشاک۔ و فیصلہ دوم



لا تفسدوا ما آتاكم من قبلنا ولا تاكلوا مما آتاكم من قبلنا ولا تاكلوا مما آتاكم من قبلنا  
ان روای کی مسلک درویشان مسلک شری و بی حلقہ صاحبان روای یعنی آدم  
شوی۔

راست است ایس درویشی در ظاهر کم بہا و جو کم بہا است و گنہگار ایسالی  
از درویشی و درینہ حقان دیگران اما این نظر لغیرہ است۔ رنگارنگ کردار و وقتن آل کیمین  
و عرق چین امتیابے نیست زندگی درویشان بینی و تن آسانی است و و سلطنت و  
عکالی بسین شاعر چه خوب گفته۔ (حافظ)

روشن مغربین خلوت درویشان است	مایہ حشمتی خدمت درویشان است
آنچه زری شود از بر تو آن قلب سیا	کیمیائی است کہ در محبت درویشان است
دو گتے را کہ نباشد غم از آسب زوال	بے تکلف بشنو دولت درویشان است
قصر فر دوس کہ رضوانش زبانی رفت	نظرے از زمین زہمت درویشان است

باسے مردم زمانہ بازیچہ دست درویشانند۔ در مایہ ضعف نفس و سستی اعتقاد ایشان  
مے زیم۔ در پیش ہمہ می خندیم۔ جانا تو با ایس استعداد مایہ فخر و دو مان درویشان بلکہ شلم و  
جنید ایشان خوابی شد۔ بگنان ایس سخن را تصدیق کنان ہمہ یکبارہ تشویق و ترغیبم برخاستند  
و من ہم در باطن ایس کار را غنیمت شمر دم۔

اما از روئے خاکساری و خضص جناح گفتم۔ من کجا و عالم درویشی کجا۔ پوشیدن خر  
درویشی کار ہر بے سرو پا نیست؛ راست است مرا چندان سواد بہت کہ تو انعم خواند و نوشت  
بلکہ قاری قرآن و حافظ اشعار سعدی و حافظ نیز ہستم۔ و بشہنامہ بے تمتع نیستم اما ایس  
قدر معرفت و در طریقت نہ گمانم کہ کافی باشد۔ و با ایس جزئیات منہ بہ مقامات اولیا پابندون

شاید!

درویش صفر گفت۔ اسے یا اعتقاد تو در حق درویشان بیش از آن است کہ می باشد  
درویش را مایہ چندان لازم نیست۔ مایہ اصلی درویشی کہ ماداریم گتاجی و بے شرمی است۔ با  
پنجاہ یک ایس منہ کہ تو داری۔ اگر اندکے در گتاجی و بے شرمی بے قرانی۔ بگردن من  
کہ مرشد کل و مالک بہشت و دوزخ ہم نیز شمار شوی۔

در واقع اگر خطر اشیکہ مدعیان کا ذہنیت بر خود گرفتہ من ہمہ مے گفتم۔ اتنا پیغمبران



دو عین پیشوای الحزم می شدم و برخلاف شوق قمر بنی هاشم می کردم - ہمیں بس بود کہ چہار  
نفر ہم بن بگردند - ہاگتانی و بی شرمی شاعر اعظم دولی مکرم این زمان  
می توانست تم شد -

سخنان درویش سفر را سائزین تصدیق - و بمن اسرار نمودند کہ از قلیان  
فروشی دست بردار - و بطریقیت ماکہ معتبر تر و بلند تر از آن است پاکذار  
پس برائے اقباء و عبرت و مدہ دادند کہ در نشست دیگر ہر یک سرگذشت خود را  
کہ مایہ حیرت من خواهد شد - بیان کنند - من ہم در واقع بہ مصاحبت ایشان بیش  
از بیش راغب و مشتاق شدم - بحجرت ۱۵ / ۲۲

# قصائد عربی

ب تصحیح

آقا بیدار بخت خان ایم علی

مطبوعہ

بیانج بکٹ پو موہن لال سوڈا لاہور

قیمت ۱۲/-

# گفتار یازدهم

## سرگذشت درویش صفر و نافرینق او

روز دیگر باز بعبادت مهور در یک جامع آمده - در حجره روبرو با آنچه هر یک تلیان بدست  
 پشت درواز شسته بودیم درویش صفر بحکم ریاست بر دیگران پیشی جنبه - سرگذشت  
 خود را بدین نوع شروع نمود -  
 پدرم کوهلی پاشی حاکم شیراز و مادرم فاحشه بود - طاؤس نام ازین پدر و مادریاں  
 فرزندیک تولد کرد -

پدرم در بزم بازی زمان کودکی - بوزنیه گمان و خرسگان پدرم و سایر کرم هم کارانش  
 بود - بدستگیری معاشرت جانورن - و در آن کرمی نسبت لوطیاں - تقلید و طیلی که در  
 تمام عمر بکار می خورد آموخته در پانزده سالگی توچه لوطی بودم - با چشم همه بین و عقل همه  
 دان در آنش خوردن - دآب از دمان افشاندن و کار دلقیدن از چهره تن بر روی من  
 بند بازی کردن و سایر تر دستها و حقه بازی ما سر آمد قران گردیدم - از آنگاه آثار  
 ترقی و بزرگی - ناصیه ام به یاد بود - در روز نوروز - در وقت بند بازی دختر زنبورکی -  
 باشی با تویم شد بچوش من رسید - به نزد میرالعی دویدم کرد در میان بازار  
 بر سکوئی بساط عرقیه داشت - به کلبه میانی - کا نذر کرد با سطور و کتب حاجت نامه  
 نویاندم - در آن آنرا نخواندم - اگر چه بنوبه نبالت را ندیده ام - اما ششم ندیده بکمال است

رگوش میش از چشم عاشق می شود (جان ناکه) چو آه آه کوه بجهت  
 واکازن تعشق قبر العین احیانا  
 زردی کاغذ به زردی چهره - در سنی مرکب باشک فمین در کج محمی سطلو به شوری  
 و بیج و تاب راه عشق اشارت بود - هم چنین مونس چند از کاکل - و چند مغز قسمل -  
 در میان نامه نهادم - یعنی از کوه چو مونس شدم - و از ناله چو نانی - کبابه و بیایه  
 به چشمه حقیقت بود علم معاصره - آری که به به نهی صبر بود و از نوبه - به چشم

یعنی سے از فراقت ہم کہا ہم ہم ہلاک۔ عتابی گناہ شتم۔ یعنی وہ۔  
 عناب لب لعل ترانہ تو اس گفت  
 چیزے کے بجائے ترانہ چاند تو اس گفت  
 زغالی یعنی روئے دشمن میاہ شوو باداے سفید۔ یعنی :-  
 باوام سفید سر بر آوردہ زپوست  
 عالم خیرند من تو را دارم دوست  
 شتم نامہ بر ایں شد۔ کہ امید دارم از دیدارم محروم نسازی۔

لے وانے ز محرومی دیدار و دیگر تیج و والسلام  
 از ذوق نامہ بدین آب و تاب چنان از خود بے خیر شدم۔ کہ بے پروا بہ میرزا اسم و رسم  
 معشوقہ را سرغ دارم۔ میرزا ابوانے آنکہ مزد پاکے گیر و۔ آتش پخت چہد بہ دوش۔ بیکر پر  
 سخا نہ ز نور کچی باشی تاخت و قضیہ را عرضہ ساخت۔ ز نو کچی باشی را عشق بازی من با حضرت  
 گراں آمد۔ و در مجال روز فریانی با تراج من از شیراز صادر نمود۔ پدرم از خشم شاهزادہ  
 تر سید۔ و ہم از ہم چشپے و رقابت من بجائے چارہ جوئی و اہمال در رفتن استعجال کرد۔ نو  
 دیگر وقتے کہ بہ وداع یاران حتی جانورں پدرم رنتم۔ پدرم گفت فرزند عزیزم سفر دوری  
 تو بر من ناگوار ست۔ اما چہ پیارو۔ کہم عالم و مگ مصافحات چارہ ندارد۔ خدا را شکہ با  
 تربیت پائے من در ایسج جاگہ سہنے مانی۔ چیزے ہم تو میدہم۔ کہ بجز پدر بہ لیسر کسے  
 بہ کسے نشد و پدر۔ س ہم میمون بزرگ لیست۔ کہ سر آمد میمونہا است اولاد ست مایہ ساز۔  
 دست آموز خود کن۔ ما بجان من رہ بقدر من دوستش بلار۔ بہ پایتہ کہ من رسیدہ ام۔ تو البتہ  
 خواہی رسید۔ با این میمون حالت ہالیون ست۔ پس میمون را بر شانہ ام جہانید۔ و  
 ہاں سہ ماہ از اولوم خود بیرون رہ۔

چوں نبی دستہ۔ از سفر و حنہ مدام باب بر من سو مند تراند۔ عملین و اندوہناک راہ  
 اصفہان۔ پیش رفتہ۔ بہ پ میونی بنی و مطلق عنان بودن سعادت بیکرانی است  
 و مضامین ت بہ بگوش۔ ہفت ذریک شیراز مہمان و علی الخصوص۔ محرومی ازصال  
 یہ بندہ۔ بہ موفق قاصدہ ہستی میں رہ شیریں مانی باشد۔ چنان بر من تنگ کہ چوں  
 در تنگ لبقت ہا بہ ہوتہ دستہ :- ہر۔ ہیر۔ خود مدقام در دل نشست و ہائے

رہا کہ کل در وقت با سیمون خود کے دستہ سے بلایا اور مالہ شریعہ کے ہم ہا پہلے کہہ  
کر دیا کہ

گرم ہار آسے محبوب سیم اندام دستہ گین دل  
گل از حارم ہر آردوی و خارا را پاؤ پا از گل آلا

ملاست کوئی عاشق را حید گویم مردم وانا  
کہ حال غرقہ در دریا نماند خستہ بر ساحل

از آواز گریہ ام درویشے از تکیہ بدر آمد۔ سبب گریہ ام پر سید۔ درو دل باد باز نمودم  
بدر و ن تکیہ بہ نزد درویشے موقر تر از خود برود۔ آن درویش در سر وضع بعینہ ما تہ من  
بود۔ حتی این تاج کہ در سر ادم از دست۔ اما چشمانش چنان بول انگیز و وحشت آمیز  
بود۔ کہ زہرہ السان را آب میکرد۔

از دیدار من چشمان درویش چہار شد۔ قدرے با یک دیگر سرگوشی کردند۔ آنکہ درویش  
وحشت انگیز روئے بہ من آورد۔ کہ مانیز با صفہان سے رویم۔ اگر سے خواہی با ہم میریج  
داگر سخت یاری کند تو را از خاک پر میداریم۔ بے تکلف تکلیفش را قبول نمود۔ وہ بے گفتگو  
تلیانی کشیدہ براہ افتادیم۔ درویش بیدین اینک نام او در راہ ما من از دریا گانگی و دل  
سوزی بر آمد۔ دچول از کار و بارم اطلاعے کامل ہم رسانید۔ خرم و خندال گریہ پد  
از ترجیح درویشے بلوٹے گری و فضل در لوزہ بتقلید مرا تبرک این طریقہ و سلوک آن  
مسک تکلیف کرد۔ کہ اگر مرا ہر شدے قبول کنی۔ و کوچک ابدال من شوی۔ ترا از او تا و  
گردانم۔ چہ خود از اقطابم۔ بعد از آن از نجوم و سحر و نیز سجات سخن میان آورد۔ و نسخہ چند  
بن داد۔ کہ در تمام عمر میں ہا تو را کافی است۔ و با این ہا از ہمہ چیز تو انگر خواہی شد۔  
میگفت۔ اگر دم خرم گوش را در زیر بالین کودک نہی۔ خواب آورد۔ اگر خون خرگوش با پا  
خورانی ہا ریک تو ایم و لاغر میان دتند و و گر دو۔ چشم و استخوان کعب گرگ اگر بیازوئے  
طفے بندی۔ جرأت بخشدا اگر روغن گرگ بیاس زنے مالی۔ شوہر ازو دل سرد شو۔  
زہرہ گرگ دافع نازانی زن است۔ خون خروس ہیج باہ ناخن ہد ہر زبان بندی۔ و  
چشم خفاش خواب بندی لا شاید۔ اما بہترین نسخہ ہر و محبت کس گفتار است۔ دور حرم  
سرا بہ خصوص در اندر دل خریدارش بسیار بیروت الصنم پیش او دم نئے تواند زد۔

ہر گیارہ پیش ہاوسز نے تو اندر شد۔ ازیں قبیل سخنان بسیار گشت۔ و چنان ہم مرادید۔ کہ آخر  
 یہ تکلیف سخت ناگوار برخواست و آن ایں بود۔

صفر ایں میمون تو مالک گنج قارونی و خیر نداری۔ اما نہ بازندہ بلکه مردہ او اگر  
 اور یکشم۔ و با اعضائے واجزائے او ادویہ چند با زیم۔ یہاں سے طلا باندر و نیان  
 تو انیم فروخت۔ مگر میدانے کہ جگر میمون علی الخصوص میمون نے ازیں جنس کہ تو داری۔  
 کسی محبت است۔ پوست سینی او پاز سہری است۔ تریاق ہمہ سموم خاکسترش ہر کہ  
 بہ بعد با تمام اوصاف میمون نے۔ از قبیل تقید و تردستی و چابکے و حیلہ و زیرکی۔ مانند  
 او شود۔ بیات او از زندہ سازیم۔

شہادت میمون بدل ہا کوئی کہ در سگی و فراخی یار غمگسار بود۔ بر من ناگوار نمود۔  
 برد تکلیف بر خاستم۔ ناگاہ چشمالش بر فروخت و برگشت پر ہائے بینش پر باد  
 و رگہائے گردنش پر خون۔ خیرہ خیرہ بر من نگرستین گرفت۔ حساب کار خود را کردم  
 کہ اگر بر صافرو دنیا دم۔ پائے زرد میان میآورد۔ و سرم لبر میمون سے سو۔ ناچار  
 دل بر ہلک میمون نہادم۔ دور از راہ در درہ خلوتے آتش افزوخت۔ یہ پچارہ میمون  
 پہنچ دغدغہ خاطر سر برید۔ و جگر و پوست بینش را برداشتہ۔ باقی اندامش را  
 سوخت۔ و خاکسترش را تمام در گوشہ دستمال بجز بندہ خود نہادہ براہ افتادیم۔  
 چوں بہ اصفہان رسیدیم لباس لوطیگرہی لباس درویشی بدل کردہ روانہ  
 طہران شدیم۔ بجز خیر و رود مال طہران۔ دعا جو یاں و داد خواہاں از ہر سوئے بما  
 روئے آوردند۔ مادرے برائے فرزند خود دعائے چشم زخم می خواست۔ ز نے  
 از برائے شوہر دعائے عقد انسان توقع داشت۔ پہلواناں جز تیغ بندی۔ دختران  
 دعائے شادی بخت میراث خواہاں دعائے مرگ مورثاں سے خواستند۔ اما مشتریان  
 پا پیا رو تمہائے چرب و شیریں درویش اندر و نیان بودند۔ کہ ہمہ محبت شاہ را بہ نیزے  
 سم بخوردن حصہ خواستند۔ دو خانہ رویش مرکب بود۔ از ادویہ چند از قبیل کس گفتار۔  
 موئے گرگ۔ پیہ ترس۔ سخنان بوم۔ پر دبال ہد ہد و خیار الکاپیرہ ز نے  
 از اندرون میخواست۔ کہ در رتبہ ہمہ بانوں برتر باشد۔ جگر میمون را بدو داد۔  
 دیگرے ہمہ بدو جبہ بنویس۔ و یک نگاه شاہ نشہ بود۔ یک بخت از خاکستر میمون

برودا داسب جمعہ ماتہ ہوہ پلوشد۔ علیہ علاج چلیں جسیں صورت خواست پر  
 خرس بہاداد۔ کہ بصورت بہمال۔ اما زہار کہ نہ در شادی بخند و نظر در اندوہ رشتے  
 در ہم کش۔

بارے لولہائے فند بسیار بیازوان بلکه بناف زناں بست۔ وجہائے گندہ  
 بسیار بخلق مرواں فرو کرد۔ دریں افسانہ و افسوہنا من ہمہ جا ہمراہ در وقت گیر کردن  
 ہمدست و ہم پاپووم۔ اما دینارے بکیستہ ام داخل نش۔ بیویوں برائیکاں از دستم  
 رفتہ

بادرویش (ریدین) ممالک و لواحقے بسیار ہمووم در پارہ جاہا مارا بچشم قطاب  
 واوتاد و در پارہ مقامات بنظر قاسد و شیاوے نگریتند۔ چون پیادہ سفرے کریم  
 از ہر جا و ہر چیز نیک باخبر و مستحکم از طہران باستانبول و از اسخا بمصر و حلب  
 و شام رفقیم۔ در بندر جدہ بخشی سوار روانہ بنید۔ سورت بند و از اسخا بہ لاہور و  
 کشمیر رواں شدیم۔

اما دریں منازل آخرین نقش درویش نے گرفت۔ چہ مردم آں جا ہا خود کہنہ رند  
 و غلاش بودند۔ آخرش رخت ہر اتہ بنیدیم۔ در سایہ بلبلہ افغانان تادہ زارت  
 لاہوریاں قلاش و کشمیریاں بد ذات را بہ نووم درویش در سرت طرح او سے  
 بنوت انداخت۔ اما ہنوز دستگاہ محجر آتش تمام آتہ و وعدہ ہوائے کہ بہار کس  
 دادہ بود لبر بندہ۔ لبرائے ویکو کوچید۔ منزل ما در سر کوئے در صوبہ بود و ہموم  
 گفتہ بود۔ کہ ہا مایدہ سوارے لبرے برو۔ از بد بختی شے یک برہ بیایاں ہا التماس ہا یک  
 من لٹمک ویک لکن کشک خور و از سیند بہر و۔ من برائے حفظ آبرو سے گفتہ کہ  
 سپریاں بوجود آدمی ہدیں کمال رشک ہر وند۔ و امر را بر روح نیند شتہ ہنودند۔  
 محدہ درویش را چناں از مایدہ روحانی اپناشتند کہ جائے نفس بخداشتند و وحش ہجے  
 جنت و بدر جنت و بہرانی بادشمانیں تہ۔ ہا تان چہ بالادست حضرت عیسیٰ اشرف  
 چہ نے خواست کہ زبردست اولشیدند۔ دریں باد سہرا را تا بستان در سرت۔ مشہور  
 و لے ایں باوز نرگانی ہا تیاں دشوار است) من چناں بخوئل درم کہ۔ باد درویش  
 بازائے خوبی ہر تیاں با عقاب و اخلاف ایشاں یادگار گذاشت۔ پیراں جہان پدیدہ

اس کا دروازہ اور باہر سے بند۔ انا با صبح سحان درویش کاری انوش مرد درویش  
 را خود بر سر طبله کفن نمودند۔ ایک میرزا حکم سرت بالذات من اور درویش  
 تا گور برد و خروج اولیاد پرستان گنبدی بر سر قبرش بنا نهاد۔ کہ تا کیاست زارت  
 گاہ البنان است۔

من از مرگ درویش مدتی بنام کوچک ایللی اوقیۃ الجیش را باطلسات و  
 فریجات اوتاراج مے کروم۔ و بنام موئے و استخوان او تخریج میدادم۔ و بیشتر از  
 کشیشانی که بنام استخوان فریطیے مسلطنا اندوختند۔ اندوختم۔ بعد از آنکه یک جمال  
 اندوخته ریش مقدس و یک توبره ناخن اقدس او را فروختم۔ از ترس اینکه اگر در  
 آن تجارت اصل رکنم۔ خسارت و اضرار برم۔ و شاید ایل نجیہ بگیہ ام را بروئے کار  
 اندازند۔ چم گیر آید و کشتم باز شروع سردوم را از آنجا کردم۔ و نواحی بسیار ایوان  
 را تہا سیاحت کنان آخوالا کمز میان قبائل ہزارہ رخت افکندم۔ کادم در آنجا  
 بہتر از آنچه مے پیدا شتم بالا گرفت۔ با دعائے پیغمبری۔ یعنی با تمام کار تا تمام روز  
 برخاستم۔

پس بدست برویش درویشے کہ در پہلویش نشسته بود زور۔ و گفت۔ این فقیر  
 (مولا) در آں ملک با من ہمدست بود میداند کہ بچہ استافے دیگ پلوئے پختم  
 کہ با خوردن تمام مے شد۔ ہمہ قبائل ہزارہ خاصہ آناں کہ پلوآں دیگ را مے  
 خوردند من بگردیدند۔ خلاصہ حضرت ایشاں کہ واقعہ آں درخرا سان آں ہمہ  
 شہرت دارو۔ منم اگر چہ پہ لشکر بادشاہی کہ بکرات و مرآت بر سر من فرستادہ  
 شد۔ مقاومت توالتم نمود۔ اما این قدر ابلہ فریقتم کہ از کیسہ آناں در تمام عمر راحت  
 میتوانم زلیت انہوں چدے است کہ در مشہد و در این روزا برائے بنا کردن نابینا  
 نقش زدوم۔ در گرفت۔ راہ اعتقاد شد۔ شد۔ نئے دائم کار عاقبت بلجائے انجامد  
 اینکہ سرگذشت من۔

بعد از درویش صفر۔ درویش دیکہ کہ پیغمبری ہزارہ از اصحاب اولود۔ بدیر  
 گوند بہ بیان سرگذشت خود شروع نمود۔ **۱۵/۵۵**  
 سرگذشت درویش دیم

چنان چنان کہ آب و نمک را در دست نشانی برود و سال از خون  
 این را بنام دوا می خوانند. با چند بار خوردن و نوشیدن که با هم مانند رو  
 با شیم. این قدر بر ما سخت است. که بفرمایند در دست نشانی و این صفت در ما  
 طبیعت تالیف شد. عاقبت در میان مردم خیال بدروغ زنی و دروغی مشهور گردید  
 که در اینجاست که تالیف نمیشود و از روی من بنده مخصوص خیال گاو سفید پیشانی در  
 آدم که از برائے خلاصی از سنگ آل باختیار کسوت درویشاں ناچار شدم. و باعث  
 نام برداریم قضیه آیت شد.

اولین سفر نظیران و اولین منزل در نظیران در برابر خانه عطاری بود و هنوز دست  
 و را اینجا جانے گیر شده. پیراهن زلفی شدت هر چه تمامتر و بگفت که مسایه استاد  
 عطاری شده کرده در کار مردن است دوائے نکرده و نخورده نماند. اما هیچ یک سرسند  
 نیفتاد و مرفرستان از تو دعائے گیریم. بلکه از برکت نفس تو فتوحی پیدا شود. چوں  
 در منزل خود قلمدان و کاغذ داشتیم. قرار نوشتن دعا را ببالین بیمار گذاشتم. پیرزن  
 مرا از حیاطے کوچک با طاقے برد. بستر بیمارے در میان آل و اثر دعائم زن و مرد  
 چنان که اگر سرسوزنے انداخت بزین رسیدی. بیمار در آل میاں فریادگنان که  
 وائے مردم. وائے بفریادم بر سید. در پیرانموسل استیش شیشها و کاسهائے بسیار پان  
 دوائے گفت. خدا یا شفا یا مرگ. حکیم باشینتے محاکم و لکن تے خود در گوشه قلیان  
 مے کشید و مے گفت. که کار این مرد از دوائے من گذشته تا دعائے درویش  
 چکن. و دیدار درویش تازه را تاثیرے تازه است چوں چشم تیمار داراں بر من افتاد.  
 بهم همه برآمدند. و دید با بر من دوخته شد. منم با هیبت مستجاب الدعواتے. با  
 قوت نفس و غلظت نفس. قلمدان و کاغذ داشتیم و حال آنکه در تمام عمر قلم بدست  
 نگرفته بودم. قلمدانے آوردند با ورتے بزرگ از کاغذ که هما اتفاقا دوائی بوده است  
 من سر پائے آل کاغذ را خط خط و خانه خانه سلختم. و میان خانهارا بانقوش مخرع تحب  
 و مختلف اپنا شتم پس آزال کاغذ را تمامادر میان شاه کاسه در آب حل کردم و بر لیس  
 بلغاندم. هگناناں به انتظار تاثیر دوائے من چشمها در دیده و گردن پاکشیده.



(تا چہ کند قوت اور آمدن)

حکیم گفت۔ اگر عمر میں مرو باقی است۔ تا شیز اس اسماء حسنیٰ و اس اشکال متبرک  
بشفائے او کافی است۔ و گرنہ من۔ نہ بلکہ (ابو علی سینا) ہم از گورد در آید۔ کارے از و پر  
لمے آید۔

بیمار و قیغہ چند مردہ وار بد ہوش و بی ہوش افتاد۔ بعد از اس باحالتے باعث حیرت  
ہمہ۔ بلکہ من و حکیم ہم۔ آروغے چند بزد و چشمیں بکشود۔ و سراز بالین برداشت و لکن  
خواست۔ گلاب بر روئے خوانندگان چنداں تے کرد کہ اگر (ابو علی سینا) کتاب قانون  
خود بر روئے بلغاندہ بود آنقدر تے نمیکرد۔ خلاصہ خلط و مادہ در شکم نمااند۔ تا بیمارے  
برجاہاند۔

من در باطن باخو اندر لیشیدیم کہ آں کا مذ باید لفاؤ دوائے متقی بودہ باشد و  
اس مہ تے از تاثیر آں و از ہر نوع مزاجت و در ظاہر نہ را بتا شیر دعائے مجرب خود حل  
کنائ گفتیم۔ اگر من غمے بودم۔ البتہ اس مرد تا حال مردہ بود۔ از طرف دیگر حکیم اس  
حال را بتا شیر ملا و اسبت خود نسبتہ بان گفت، ہی چیز بجز اس دوائے من اس قدر  
تے نہ آرد۔ اگر دوائے من تے بود اس مرد ہم غمے بود۔

من گفتیم حکیم۔ اگر تو حکیم خود تے بودی۔ چہ دوائے تو پیش از دعائے من  
تا شیر نہ کردی؟ اس خدمت و پرت و اس و اشغال خود بردار و مردم را بحال خود بگذارد  
حکایت۔ در ویش بابا۔ در اس کہ دعائے خوب مے توانی نوشت۔ و  
حق انتم خوب مے تونی گرفت۔ حرانی نیست اما ہمہ کس مے دانند کہ در ویشاں  
کی تندیہ چہینند۔ اگر دعوت شیرے کند۔ گمان غمے برہ کہ از برکت انفاس ویشاں  
و از زمین قدم ایشاں باشد۔

من گفتم۔ تو سگ کیدی۔ کہ من با اس ہرزہ با دیان بی لانی ہ من غلام شاہ  
مرد و من خدمت و نہ بکت و لیا بعلیہ اولین و آخرین آشنا۔ و حال  
بندہ بہانت سیں نہ بکش است۔ بقدر تیر تدریر جمل خود می کنند۔ اگر بیمارے  
شغاب باشد۔ شودہ پیر۔ و گویم۔ در تقدیر چنین رفتہ است اجل علاج ندارد؟  
برو۔ برو۔ ہ وقت ہیزہ من و بکت بجات نزع افتاد۔ و دست از وے

شستی - بیابانے مرابوس - تا با دعا فیر یاد دوائے تو برسم - تا پایہ نادانیت را برانی -  
 حکیم - میرگ خودم و میرگ خودت - من از آناں نیستم کہ مرشد تو ہم توان نداین  
 جفلمارا با من قالب زندہ تا چہ برسد - بتو تر قلم در خرگدا - عاشق سوال و در یوزہ  
 دشمن نماز و روزہ پس برخواست و بعد از ہزار لہن ترانی روئے بمن آورد -

من ہم با جواب پائے آب ندیدہ بمقابلہ پروانم - کار از آب و تاب بسنجان  
 درشت و شپاشا تپ سیلے و مشت کشید - گیسوا نمر اگر رفت ریشش را اگر فیم گریبانم  
 را درید - آستینش دریدم و ستم را گزید - صورتش را خراشیدم مجھے بر سر و مختر ہم زیم  
 و بے ریش گدس یک دیگر را کشیدیم و بر یاد دادیم - ہر چہ بیچارہ زخروہ - آخہ بیمار  
 داراں فریاد کردند - بجائے نرسید - و کم ماندہ بود - خونے در میان واقع شود و عاقبت  
 نہنے خود بر میان انداخت کہ لعنت ہم بحق القلم تو - ہم بحق القلم او تو تاہ کنید کہ  
 شاگرداروغہ در خانہ راحی زندہ کہ این ہمہ ہیا ہو و ولولہ چیست -

ازیک دیگر جدا شدیم - و از یاری بخت دیدم کہ تقصیر را ازو مے بیند - و بمن  
 حق مے دہند - حکیم را چشم کسے دیدند کہ کار کردہ مزدگے خواہد - و ما ماند کہ یکہ  
 کوہ البقیس را با دنا از جائے تو اندکند -

چون حکیم کار را بر خدای مراد خود دید - و ہم در شید جبہ و نظر مش برداشت تا بود  
 اما پیش از رفتن موئے ریش خود را با قدرے ازال گیسون من سمع و گندہ نرو - و در پیش  
 چشم من بجلو داشت کہ اے زخروہ - جو ز علی - بیج میدانی کہ دیہ بیچارہ موئے ریش در طہران  
 یک قرآن است ، جو انیم دیدم و در حضور آقاے امام جمعہ تو دہوا دار است گنج و بیج ای جانہ  
 شدہ چگونہ از عہدہ ہمہ خود نہا لیتا بر خود مید -

اگرچہ مے دانستم کہ بعد از فروش خر و دیہ بہ بیج جنمے نے رفت تا با سار دہ مے خود  
 کہ بدر خانہ ماہ جمعہ بروز دوسر آن با بخوانند - و این بابہ شہرت و نصیت من شود  
 آوازہ شفقانے مضر را از معتبرن بود ، با دعائے درویش تیرہ رسیدہ بہ سبے پیچید  
 نقل من نقل مجالس شد - پس از بیج تاشم بندہ شتن - خراہ و ادعویہ و لفظ خودہ حال بہ  
 کس بجالی کردن کمیدہ و کندن جیب مشغول شدم - در نڈ مدت ماہ - - پیارے

ہمارے شہر میں بہت سے عطار مسند دار رہے ہیں۔ ان کا شمار اعلیٰ درجے کے عطاروں میں ہوتا ہے۔  
 ان کے عطار گھرانوں کے نام یاد رکھیں۔ ان کی سیاحت سائبریا تک پرانے زمانے سے قائم رہی ہے۔  
 شہر کے نام سے شہر میں ان کے وقت سے عطار شہادت نامہ عمل دروست ہوا ہے۔  
 وہ ہر کسی سے خودم - تا کہ وہ در سایہ لڑائی سے کہیں - بالیکہ وہ عام مردم تاثیر بہت  
 و آرزوہ است - باز از حق اقلیم ناراضی ہستم - میں کہ درجائے بڑے کار خیالے  
 کاوی سے بیم - و در نظر مردم خوار سے شوم - کیسک متفخر سے کہم واز آنجا بجائے وگر  
 سے ہم -

چوں بوبت بدریش سپین رسید - گفت - اگر چه نقالان را عادت آن است کہ  
 رشتہ سخن را دراز سازند - اما من آفسانہ خود را مختصر سے سازم - **۱۱۱ of ۱۱۱**  
 گفتار درویش سوم - **۱۱۱ of ۱۱۱**

من پس مکتب داری ہستم - چوں قوت حافظہ و قدرت لافظی ام را دید - از  
 آفسانہ و حکایاتیکہ در فارس پیش از ہرزبان است بیشتر سے را بمن آموزت - و از ہر  
 کہ دم - و چوں گنجینہ نشینہ را از نقودایں سبز مال مال کردم و بخرج و صرف مستعد و قابل  
 شدم - لباس درویشی و سخنوری در ہر بیان مردم بلکہ بجان مردم افتادم - **۱۱۱ of ۱۱۱**  
 ہشتہ معرکہ بندی و سخنوری و نقالی پیش گرفتہ - در اوائل مردم مرا چھیدہ کار دیدند  
 نقلہ نام لاگوش سے کردند و از زیر بار شی اٹھ سے جتنی بمارفتہ رفتہ چکدہ کار شدم - پس  
 با چکیگی کار تلخی ہر مافات لاکردم - در بزن گاہ قصہ سے ایتاوم - و سے گفتہ حضرات  
 "ہر کہ راہ علی در دل است دست یحیی کند" میکردند - ہاز سے گفتہ - ہر کہ دست بریدہ  
 عباس علی را دوست دار و چیز سے از حیب بیرون آورد - میا آوردند - در آخر سے گفتہ -  
 ہر کسی آنچہ از حیب در آوردہ ہر بیان مسکر اندازد - کہم آدم بود کہ غنی از و بریں منوال  
 ہر روز مبالغے سے اندوختہ - بزنگاہ قصہ لایک سے دانستم کہ مردم تشنہ کہ دم فقرہ  
 اند - ہم در آنجا ریش شان را بچک مافزوم - مثلاً در آفسانہ شایزادہ ختا با دختر بادشاہ  
 ختن چوں برینجا سے رسیدم کہ - با سر ہر نگار آن و سر آسرا و اوران و ختنہ با پایان  
 و ہر ہمہ بیوانان و ہر ہمہ اجیاد و ہر ہمہ اجناد و قحطہ سلاج و حصصہ رماح - غول ہزار  
 فن - ہا ہزار شاخ - ہزار گند و ہن باز کردہ است - و شہزادہ لا بردمان گرفتہ است



# گفتار وازو حسم در بیان ادب یافتن حاجی بابا که دنیا

## دارم کمالات است با ندیشہ کار دیگر افتادون

بعد از استماع برگزشت در ویشال از حکایات مرغوب و مطلوب ایشان بہرہ مند و سپاس گذار گشتم۔ بدین خیال افتادم کہ بقدر امکان از حیل و تکیا ایس ایساں بیاموزم و بجلتہ ایشان در آیم۔ در ویشال صفحہ ازانفائذ و اشون و کرامت فروشی در معالوئی از طلسمات و غزائم اطلداعے کاملہ بشود و انتقال نیز از قدرے نقل و انسا نہائے خود با طریقہ تمحرکہ گبری و سخنوری و جیب و نیل تہی سازی بہن بیا موخت و کتاب ہائے خود را ببارت واد۔ تا ازال ہا مستفید شوم۔

اما باین ہمہ باز قلبیان فروشی را ترک نہی کہ دم۔ این قدر بود کہ بہت دوستی بیا رازرق پوش بر خاتمان انگشت نیل شیدہ بودم آنچه از ہائے اندو ختم۔

بہرہ ہونے می رفت۔ در ویشال تنباکوئے خالص را برایکان جزو ہوائے نمودند۔ و منہم تبلانے مافات۔ شایگان۔ دو دسرکین و گاہ و برگ خشک در خان بخوردے

و در بستریاں مے وادیم ہشے در وقتہ پیرچیدن دوکان پیرہ زنے بخلاف سارہ پیران کہ گوہ پوشیدہ روزندہ پوش کوہ پشت چخال در چادرفہ و ہفتہ کہ بزوس

آوازش بر میآمد۔ گہ بیانہ اگر گرفت۔ و قلبیانے خواست۔ منہم از مخطوط ترین معمور خود قلبیانے بستش وادم۔ یفت قلبیان ہماں و آواز آخ و لقت ہماں۔ ناگاہ

پنج شش تن نور با پیمان و چوہ ہائے تر در رسیدند۔ و بے محابا مرا بیاد

کنک رفتند۔ بہرہ زاد زب در داروخہ در آمد۔ پودے ہمن آورد کہ اے کہنہ انصاف نمی فرمایان بہت بہت خوب و مستقیمہ ختار۔ پدہ سوختہ ناکے

مردم شہار۔ زہرہ پختہ شہار۔ ا۔ در شاہن ماہ رفتہ چوب بخور۔ تا مدت نرم شود و چھما چورہ با زہر۔ پدہ پیر۔ تا ما شہن ہائے پدہ سوختہ را بہرہ زید۔

فی النور پانچ بہ نکل کر شیدہ شد۔ و باران چوب بر سرم باریدن گرفت گشتی  
 وہ سزار زبانیہ جو شکل داروغہ و سپرہ زن در پلا بر حرمم۔ با آنگاہ چوب دوائے نالہ  
 لشکر زنان سے رقصیدند (سہرچہ داروغہ را بریش خود جو ریدرو وارد و بجان  
 فرزند ان عزیزش قسم دادیم۔ و سہرچہ داروغہ را با آنگاہ چوب دوائے نالہ  
 شفیع آدمم۔ سہرچہ ایچنا التماس و درینا مستی شربتہ نمودم  
 فائدہ نہ بخشید۔ از رفتن خود درویشاں استمداد نمودم۔ لب نہ جنبانیدند۔

عاقبت از ضرب چوب بتیاب و گوش مدہوش افتادم۔ و بہر  
 وقتیکہ بہ ہوش آدمم۔ خود را سر بر دیوار و از تماشا ثیاب محاط دیدم۔ اما نہ برے  
 ترجمہ و اظہار موت بلکہ بہ تماشا و غارت قلیانہا و چنتہ کجاہ اسامہ را نیز تالاج  
 بروہ مر اسراؤند۔ تا بہ ہر جا کہ می خواہم بروم۔ خدا تم کردہ کہ منزل نزدیک بودی و  
 خود کشاں با آہ و نالہ خود را بمنزل انداختم۔

بازخم با۔ و در و دل یک روز در منزل خود افتادم۔ روز دیگر کیے از دروں  
 جرات کردہ بگریختم آمد۔ و گفت۔ کہ اگر پیشتر می آدمم۔ شاید مرا نیز شریک تو می  
 و استند۔ و بہر روز توے نشانند۔ چہ من ہم۔ وقتے چنیں زمین تو کو توے تو برہ  
 و از آنچہ سرم آمدہ حکیم شدہ ام۔ پس چارہ و معالجہ مرا نبود! در اندک متے پرو  
 پانچ وصلہ دینیہ یافت۔ و باز برہ افتادم۔ و پانچ وصلہ دینیہ یافت۔ آمد  
 در ایام زمین گیری با سرم برجاتے خویش اندیشیدہ۔ چنان بقلم سید کہ در دم  
 بمشہد در ساعتے سخن تو برہ است۔ چہ من کہ نمی دانم۔ قہر و چہ تو چہ بودہ است؟  
 اول کرم شکست بعد از ان ناخیم بخت اگر قدرست دیگرہا نہ شاید ہم برینہ  
 بہ ازاں کہ تاپے وارم۔ ازین ویران شدہ بگریزم۔ پس قہر از من بہر ان نمودم۔  
 وینت خود را بر ویشاں بکشد و تمہ پندہ۔ علاوہ برین۔ درویشاں (مغرم مغرم  
 را خواست کہ علی از میانے بکرمین بزنہا شدہ۔ و درینہ ہم ہم با کسب کوفتہ

اندرچہ باطلایان سچو اک وقتن کار حضرت خورشید  
 را با بیرون کشید زای  
 پس قرار بپوشیدن کسوت درویشاں۔ و ہمہ وقتہ با کسب کوفتہ

کتنے غمخیزہ۔ بدوش و سرناختہ و گزاروم۔ و یادرویش ہمایے سفر شدم۔  
 چناں ہر دو مشتاق رفتن بودیم۔ کہ خواستیم بی رفیق عزم طریق کنیم۔ اما از راہ  
 پیش بینی خواستیم از کلیات شیخ سعدی <sup>تالی کتاب</sup> تقاضی از تیم زوروش صفر (بعد از وضو و دعا)  
 قال امام جعفر صادق کلیات شیخ را بکشود۔ این عبارت برآمد کہ خلاف رائے  
 خردمندان است بامید تریاق زہر خوردن و راہ نادیدہ بے کارواں رفتن۔ این فال  
 معجز مثال مانع خیال باشد۔ آتہ آتہ

در ہنگام نخست کارواں از قضاہ علی قاطرچی بر خوردم کہ تازہ شہد رسیدہ بود۔  
 و بڑے طہران بارگیری پوست بخارائی سے خواست از دیدارم غورم و خنداں قلیانی  
 چاق کردہ پستم داو۔ و استفسار حال ایام جدائیم نمود۔ شرح حال خود باز نمودہ۔  
 او نیز از آن خود را پدیں طریق بکشود۔ کہ پوست بخارائی بے ترس ترکان از شہد  
 باصفہان رفتم۔ و اصفہان ہنوز کنگوئے بیخون کارواں در وہاں ہوا دے گفتند  
 کہ غارتیان ہزار سوار بودہ۔ و اصفہانیاں باکمال مردانگی مقاومت نمودہ۔ خاصہ  
 کہ بلائی حسن دلاکے بزرگ غارتیان از ہم دار کردہ۔ بہر از مشقت از دستش گریختہ  
 است۔

چوں من از سرگذشت خود واقعہ حال پدید را از ہمہ کس پنہاں سے داشتیم بخواتم  
 بعلی قاطرچی ہم پرورد ہم۔ اما از درو دل پک پر زور سے بقلیان زدہ دہان را  
 پر دو کردہ و لپٹ پر زور سے بصورت علی قاطرچی زدوم کہ ریش و چشم او پر دو  
 شد و دو آتش دل من اندک فرونشست۔

علی قاطرچی در آخر گفت کہ اصفہان فک و تلبا کو و تنگہ بروج بہ یزد بردم۔  
 و از آنجا مال یزد و شہد آوردم۔ حال اپنا سچہ گفتہ ازینجا بطہران سے روم۔ دیگر دن  
 من کہ شمارا بطہرن برساند در زہنیم۔ وہ وقت خستہ شوید۔ براہ خدا بروئے  
 قاطران خود سوار تان سے کہتہ۔

31/1/1

# گفتار سیزدهم

بیرون آمدن حاجی بابا از مشهد  
و ملاوگے روکرو چکونی معرکہ گیری او

در وقت بیرون آمدن در دم دروازه گفتیم۔ بر ملاوگے مشهد سے کو فوہ ثانی بالی مشل  
شہر قوم لوط زیزو زیزو بشوی۔ اما از رزس بدیں سوئے وال سوئے مشی نگریم کہ میاوا  
یکے از مقدسین بشوند و بسزائے بادی بمشہد مقدس سنگسارم کنند۔ اور ویش  
صفر، نیز با من ہم لعنت بود۔ من از دروچوب و فلک و او از درو کوک و فلک ہری۔

دو بمشہد و مشہدیان دعا کے خیر کے کریم زمانہ میں  
مے گفت۔ رفیق۔ تو منور جوانے و ناسختہ خیلے نان باید بخوری تا پختہ شوی۔ ایس  
صدمہ صدمہ بود کہ از آل کتہ تو آل کرد۔ النساء اللہ ازیں صدمہ ہائے خیلے خوی  
دید۔ ولے چشم بچکا کہ تجربہ روزگار حاصل کنی۔ مثلاً ازیں صدمہ دارو فہ ایس تجربہ  
را حاصل کردی۔ کہ دارو فہ راند صرف بلباس دارو فہ شناسی۔ پس ریش خود  
گرفت کہ مثل منی را بایں سن و سال مفر تا چارے خیلے سخت است۔

گفتیم۔ رفیق۔ تو اگر مے خواستی در مشہد بمانی۔ کار در دست خودت بود۔ در  
صورتیکہ مواظبت نماز و روزہ ات باشی و زیارت راز گفتن تا ملائمت نکاہداری  
باتو چکار دارند؟

گفت۔ راست است املمے بینی کہ ماہ رمضان دستبیش است و بلایاں در ایں  
ماہ ہارے شوندر من مرد و پوزہ نیستیم۔ و نڈا نکند شیم۔ تمیان تندی است و نڈا اب مفرت  
ذات من است۔ بے ایں دو نفس کشیدن بر من تر است، اگر مے خواستم مثل ایام  
پسین در خلوت روزہ بخیم۔ شہیر ممکن مے شد۔ اما باآل ہمہ دعوائے ولایت  
و کرامت منافات دشت و آئہے ماتد من آدم کہ بیشہ منظور نظر است۔ اما د





کہ خدا درمیا درکہ خاصیتش نہ رود خلاصہ تک و تہا در آن گوشہ انعام۔ و از ترس سبب  
چہرہ سار آمدن پلٹے سیروں تہا دم زمانے کشید تا جانے داغیا چہنگد۔ و من بہودی یوم  
ہم را اعتقاد اینکه۔ بہودی من بہجت موافقت اعداد پنجبا اعداد چہارہ مصوم شد۔ و  
کے راشک نماز کہ آہن سُرخ نیز از آلات معجزہ است۔ اما من خود نیک کھیدا استم۔ کہ  
لطیب در دم۔ راحت در آن گوشہ بود۔ و سے از ترس نفسم در نمی آمد۔ تا خاصیتش باطل  
نشود۔

۱۱۱۱۱۱۱۱

پس از آن باز راہ خود پیش گرفت۔ اما پیش از راہ افتاد ان خواستم ہنر آزمائی کنم۔ تاکہ  
مہر کہ دیدم در دم در داڑہ بازار۔ در میان راہ دو در میدا پنچہ کہ در وقت ظہر ہلک تبلیک بود۔ کمال  
و در شمال خود را کشیدہ۔ باد ہون و ہنگامہ۔ گرم کردم جمع باگر و ہلکے کشیدہ چہ شہانے  
دریدہ۔ دہا ہما باز۔ پیر ہون باگر فتند و من در میان قدم زمان۔ تعلقہ در وقت حکایت  
را کہ در زمان دلاکی خود آموختہ بودم، بدیں گونہ نقل کردم راویاں اخبار و ناقلان آثار  
چہیں روایت کردہ اند کہ در آتام خلافت ہارون الرشید درین ادولاکے بود۔ رعلی مقال،  
نام استادے ماہر و چیرہ دست کہ چشم بستہ سر تراشیدہ۔ و خود چہ لپے زلفے ہمیں غاند  
کہ سرش را اونہ تراشید۔ از کثرت کشتہ نایل و از وہام مکاریاں گستاخی برآں عارض شدہ  
و غرورش برآں داشت۔ کہ ہجر بزرگان کسے را محل نمی گذاشت و ہجر کسر شاستان دلول  
خروج کنال سرے نے تراشید معلوم است۔ ہمیزم ہمیشہ در لہذا گذان است۔ ہمیزم  
فروشان بدر و کان رعلی مقال، می آمدند کہ جمعیت از ہمہ جا بیشتر بود۔ تا ہمیزم گراں تو  
بفروشد از قضا روزے ہمیزم کشتے ناشی از استادی رعلی مقال، بے خبر۔ بار ہمیزم برون  
از راہ دور بیامد و سلی مقال گفت۔ بیا و ایس جو بہا را ہجر۔

رعلی مقال، از از شنیدن لفظ چوب نادرسنتیہ بخاطر آمدہ بہ ہمیزم فروش گفت  
بسیار خوب۔ فلان مبلغ مے دہم۔ و ہر چہ چوب ہر روئے فروخت است مے خوم۔  
ہمیزم فروش قبول کرد و صیغہ بیع جاری شد۔ چوں بار شہر بزرگین بہا و بہا کشت  
رعلی مقال گفت۔

تو ہمہ چہ بہا را تحویل ملدی تا بہا بستانی۔ پالان خرت نیز از چوب اداں ہم داخل  
معاملہ است۔

بیزم فروش مرسوم شدہ۔ کہ بیزم کجا! وچوب پالان خرکجا! گفتگو دراکشید مینافشه  
 علیحہ برخاست۔ آخر الامری صقال بار خرد و پالان خردا گرفت۔ و بیزم فروش را دست  
 تہی روانہ کرو کہ ہر کجا دولت بخوابد۔

بیزم فروش پیش قاضی دوید قاضی از علی صقال، و ائمہ داشت۔ روئے نشان  
 نداد۔ بہ نزد قاضی رفت۔ معنی مشتری علی صقال بود۔ حوالہ بر شیخ الاسلام کردہ۔ بیزم  
 فروش دست ہرمان شیخ الاسلام زد شیخ الاسلام جواب گفت۔ در آیات کتاب  
 و اخبار و سنت در این مسئلہ نص صریحی نیست۔ تا بہ شرع و نقل حکم قطعی در این  
 باب تو الٰہی کردہ۔ بیزم فروش از میان در رفت۔ عرضہ نوشتہ۔ روز جمعہ در وقت  
 رفتن بہ مسجد شخصاً بدست خلیفہ داو۔ البتہ دادرسی و عدالت خلیفہ راشیدہ آید۔ فوراً  
 اورا بحضور طلبید۔ بیزم فروش بناک افتادہ دست برسیدہ منتظر حکم اتلا۔

خلیفہ گفت۔ تامل و عزیز۔ در این دعوی لفظاً حق با علی صقال و معناً با تو است  
 اما چون احکام شریعت بلطف قائم و عقداً بیع و شرعی باللفظ جاری میشود و غلط مناسط  
 اعتبار است و گرنہ احکام شرعی بے توام و امور عامہ بے نظام بلکہ معاملات مرد و مہل  
 و محفل میماند۔ و اعتماد و اقرار و احاد و میکر و بیکر و میان میر و دود و عقداً بیع لفظاً ہمہ چو بہا، ذکر  
 شدہ۔ اہذا باید ہمہ چو بہا از حیثیت انیکہ چو بہت از آل علی صقال باشد۔ و پالان خرد  
 نیز چو چوب است از آل دلاک میشود۔ پس از این صحبت خلیفہ بیزم فروش را  
 پیش خواند و در گوشش سخن چند گفت۔ کہ کہے نشینند۔ و بیزم فروش را خرم و خورسند  
 باخر بے پالان روانہ کرد۔

چوں بر بنجا رسیدم۔ از نقل حکایت با زبانتادم و کسکول خود را پیش بیکال بیکال حاضرین  
 برداشتم کہ آنکوں شبیہ کلمہ۔ بہ بنقیر مولد برسد۔ تا تمامہ حکایت را بگویم۔ چوں محرکہ نشینال  
 را بخت تشہد تمامہ حکایت رود بودم۔ با تمامہ غداظ و شداد۔ بلکہ دشنامہائے سخت  
 بر آں شدہ۔ کہ چیزتہ نرد و در بین کہے مانہ۔ پس گفتہ۔

فروغیہ  
 خلیفہ خلیفہ را پیش بیہ زشت۔ بخوبی سخن چند گفت۔ از بیزم فروش و بیزم خدمت بیزم  
 تھا۔ از بے پالان رفت و بر نبت چہ نہ چیدے۔ مانند کیکیہ بیچ لقا و گوشگرا بی بالاک  
 داشتہ باشد بر کات علی صقال۔ در سنت۔ خوب ست و دلاک الماضی کا بیکر (تورجستہ بہا)

انکوں نظر بآشتمہار و نامداری تو من و یکے از رعایم مخواہم لذت استوای و مہابت سر تراشی ترا دریا بچیم۔ سر را بچندے تراشی علی صقال بے خیال یا او بکے مرکز برخواست <sup>معاذ گریبا</sup> چوں سر بیزم فروش را پاک و پاکیزہ تراشید۔ دلاک پڑسید کہ رفیقت کو؛ بیزم فروش گفت این جاست۔ میا ورم۔ پس از دکان بیرون آمدہ۔ افسار خردا کہ دداں نزدیکی بستہ بود۔ گرفت و بدو کان کشید کہ اینک رفیق۔ میا و سرش را بہ تراش۔

علی صقال بر آشفت کہ سرشل توئی تراشیدن برلئے من کم بود کہ باید سرخرت را ہم بترایم؛ مرود کہ شوخیت گرفتہ است۔ یار شیخد میکنی؛ بر دو گم شو۔ و گرنہ ترا یا ہمیں خرت بزرگ میخرستم۔ این بگفت و بیزم فروش را از دکان براند۔

بیزم فروش شکایت بخلیفہ برد۔ خلیفہ بترسنگ فرستادہ۔ علی صقال را با اسباب سر تراشی فوراً میاوردند۔ خلیفہ رو بدو نمود۔ کہ چرا سر رفیق او را سنے تراشی مگر قرار تو بتراشیدن دو سر نبودہ است۔

علی زین خدمت ہو سید۔ کہ یا امیر المؤمنین راست است آتا انکوں خرد رفیق انسان نشدہ۔ و آنکے اہل ایمان۔ رفاقت انسان باخر متصور نیست۔

خلیفہ نیک بچندید۔ کہ راست است۔ اما در صورتیکہ پالان خر شامل بیزم بودہ باشد۔ سرخر ہم شامل سر انسان میتواند شد۔ استحال چو برانچوب پالان خر کہ تصور میکند؛ از این حیثیت کہ سراسر است۔ داخل مقاولہ آمدہ ولو آنکہ نہ خر باشد۔ و چوں غرض این مرد از سر رفیق۔ سرخرش بود البتہ سرخر او را باید تراشی۔ و گرنہ سنے خواہی یافت۔

پس علی صقال با مبالغہ صوابون سر پا سر خردا در حضور خلیفہ و سائر حضار پار شیخد و استہزائے ایشان تراشید۔ و خلیفہ بیزم فروش را با العائنے فرخورد حال و کے روانہ نمود۔ و آوازہ عدالت و داد خلیفہ ہمہ بغداد بچید۔ ۲۱۱۱۵۹۴

# گفتار چہارم

## در بر خوردن حاجی بابا بجا پاری و سبب آن!

از سمنان شادان بیرون آمدم - در مکرّم بیبودی پذیرفته بود - جوانی و جمال بجا بیت  
 تو مان پس انداز مشہد در حیب - منبر ہائے اندوختہ در لیل آفتاب آں داشتہم کہ چوں  
 بہ طہران رسم رکستوت در ویشی را برد اندازم - وبالباس بہتر از آں بکارے بہتر ازین  
 پردازم -

در یک منزلی طہران بہ آواز بلند شاعر لیلی و مجنوں خوانان راہ می پیوادم - ناگاہ -  
 چا پارے از پشت سر در رسید - در صحبت کشودیم تکلیف نمود کہ اندکے آرام کردہ  
 غذائے بخوریم - چوں ہوا گرم بود و غنیمت شمردم - در کنار کشتزار برب آب نشستم  
 اسپش را کشت زارم ہم سر آدین از قاج زین کیسہ داشت چکی کہ بکشو ازین کتبت  
 شلوار دتھالے پراز جلو یادوسہ نان - و از حیب در گفتمش دورح آب خوردی و کیسہ  
 تنباکوئی و چند چیز دیگر با شش ہفت ستر پیانہ خام در آورد - و با اشتہائے تمام  
 ہمہ را بخوردیم بعد از آں نوبت جواب و سوال از کیفیت حال شد - حالت من  
 از سر وقتہ معلوم بود - سرگذشتہ بردار نکشد - اما سرگذشت او معلوم شد کہ چا پار  
 حاکم ستر آباد است و مورث حیرت و شادی من خبر خلاصی ملک الشعراء را از اسارت  
 ترکماناں بطہران سے برد - دلخوشی خود را زین خبر بجا پار برد و ز ندوم ارچہ یکے از خبر  
 بہانم این بود کہ رازوں را بہ کہ نباید گفت ، بنا بر این تجاہل چچال نمودم کہ گویا  
 نمیدانم چیاں کسے در دنیا بست یا نہ -

چا پار گفت ملک الشعراء متا ستر آباد صحیح و نام رسید - و چوں اوضاع  
 او درستی نہ داشت - خبر بخنواؤد آتش سے برہ - تا برائے اوضوریات محل نظر مند  
 پس ازین ستمال کاغذ سے یہ ورن اور - پیر سے سوہو بود - تارو سے کنج کاوی  
 بہ سن داو تا بخواند - و از مضمونہ پیش رخصت شد -

مختصینو

کاغذ اول عریضہ بود و بادشاہ نشانیہ و متضمن شرح حال گرفتاری و ایام ساری

بدین مضمون :- بھوکے با دستہا - و صدمہ شدہ در گرفتار و دشت آثار و بہشت خزار

و کماناں - بدین بندہ نالود و ناچیز و نالوان - نہ جندان صاحب نفس و دوشوار بود - کہ محرومی از فیض حضور ساطع النور و ظلمہ و جور آل گروہ تباہ شدان شناس نہ چندا موثر - کہ بجزوری و دوری از کرباس کرد و بی پاس - عرش آسائس - در دریائے سلطنت و شہریاری - و گوہرکان عظمت و تاجدار می شناسد سلطنت والدولت والرفعت

والحوالیت والاعظمت والاقبال شاسنشاہ معظم قبلہ اعظم عالمیان و عالم کہ آفتاب محدثش کراں تا کراں جہان بر مہارق جہا نیال گسردہ و صفت شہر یارش تاق تا قات با کثافت و اطراف گیتی رسیده است - از خاکپائے تو تیا آسائے و میون آری شہنشاہی کہ محل الالبصار ذوی الظہار است - متوق و امید واری باشد کہ بحکم السابغون

السابقون اولیاتک ہم المقرون (بانتد سابق ایام در ملک مقربان و خدام حضرت قدر قدرت منظر و منسلک گردود - و عنذیب خوش ملیح سخندان و مخمورش با از سر نو در شاخار بہ سحت و ستایش و گلزار نشانیایش ذات جمالی میمنت مخمرون بانغمائے موزون و آبتنگ ہائے گوناگون تا انجام دہر و فکرمون بہ ترانہ و ترنم در آید

و ختم عریضہ بدین بیت بود کہ

شکر نعمتہائے شدہ - خدا کہ نعمتہائے

عذر تقصیر استمن - چندا کہ تقصیر استمن

کاغذ دوم خطاب بصدراعظم بود - کہ با کثافت بشرہ و عنق منسہ و رت و آبانی در میان ثوابت و شکر و بیے پایان - چہ عظمت و جلال و لشکر گردان در میان دریا ژرف و بیکران برق و برق امور دولت سے شہ و التماس حمایت و جانب داری دارود کاغذ سیم بجزیہ الممالک قریب بہ ہمیں مضمون -

کاغذ سے دیگر بزنش و بعد از پارہ تفصیل از روی اینکہ امید وارم کہ در وجہ خست و بخت ماننا ایام پیش افرط و آسرت نموده و کنیزان و غلامان را پرستانہ می نیلو کردہ بہ شہر بل - نے من دخت و عباس و مہر کن - کہ سزنا پارہ نہ

مستوفان که خداوند انبیا الشاد شد در تربیت فرزندی و زندگی و تمت و تعلیم و شست و بخت با مرد و بخت با زن نمود - البته نماز در روز و ترک نموده - و تا اکنون در سواری

و تیراندازی در سواری بسیار آموخته است - در تربیت و تربیت امور خانه و خانه داری پیش از پیش منمون کاتبه ناظر اند -

بگوش - هر روز خدمت و مدد عظیم رفته از جانب من در او این بوسی و چالپوسی کوتاهی

بنا - بزبان و کنیزان متوجه شود - که بسیار به حمام نروند - در گوش و دهنش به هم ایشان

باش - بپوشد - آن که در سواری با باندرون رادده - در دو دوار اندرون با ایشان

و سواری شکم و محور بر آن زمانه زینت با هم ایسایان گفتگو و مراد و گفتگو کنند - ایسایان

چون در سواری با باندرون زینت و بسیار آموخته - اگر با کنیز و محرمه سخن گوید - پدر هر دو

با شلاق و در آن روز که در سواری با باندرون زینت و بسیار آموخته - اگر با کنیز و محرمه سخن گوید - پدر هر دو

بنا - بزبان و کنیزان متوجه شود - که بسیار به حمام نروند - در گوش و دهنش به هم ایشان

بگوش - هر روز خدمت و مدد عظیم رفته از جانب من در او این بوسی و چالپوسی کوتاهی

بنا - بزبان و کنیزان متوجه شود - که بسیار به حمام نروند - در گوش و دهنش به هم ایشان

شادان بلندی

۱۹۱۹

# گفتار پانزدهم

## درد حاجی بابا بطهران و رفتن و بختیاری ملک الشعراء

صبح زود من از دروازه شاه عبدالعظیم داخل طهران شدم. و فی القریه بیابان اسپهبدان رفتم. اسپهبدان خود را بلال دادم از تری و تیزی او در راه معلوم شد. او در راه که با سپهبدان با او است. دلایل این قدر عیب داشتند که اگر بگفت میدادم با نسیبانه در خدمت بودم. در زمان من است.

در آب خیب و حوض تنگران تا پریش زان  
سکندری خور و کج گول و کاهن و گمراه

چپ است سابق هم دارد و در زمان بالش را هم داغ کرده اند. خود را در وقت که با او صحبت میکردم اسپهبدان با او داشتند و بالعکس با این همه صفات او را با این همه قیامت و با او صحبت میکردم. چون من بیدار گفتم که در راه او تخریب شده است. نیمه مرده خواست بد بد قبول نه کرده و قبول کرد. باقی نسیبانه در همان فرصت همان زمان و چند و چون نداشته. بزودی در حاله را جهل بسته با نسیبانه رفت. در پیشی را در بخش نهفته بصورت مسافران لبران غش نه ملک الشعراء رفت.

خانه ملک شعور در یکی از محلات پایتخت تهران بود. در آن زمان که من در آنجا بودم سفید روانه بود و پیشتر باقی با او در آن در آنجا بود. صاحب خانه دانسته شد در آنجا بود. در آنجا بود.

و این منصف با میدزدگانی و بیایه خود نشین بود. معذرت میگویم. بروی من قلیان بردست من بفرم هم را که همه حجتی یعنی آنجا آمد. با او از این گفتیم. معذرت میگویم. معذرت میگویم.

ناظر گفت ای بیچاره چه میگوئی؟ بیچاره ای که در آنجا بودی. و که نذر نشان دادم. با او در آنجا بودی. ناظر گفت. تو را بنده در دست است. در آنجا بودی.



من گفتم۔ بلے و خیلے زوہم چنانچہ فرما۔ چا پارے دے دیکر یا تفصیلے پیش ازیں باعریفہ  
ازخان بیادشاہ۔ وہا نامہ چند بیا عیان دولت میرسد۔

پس سر اسیمیر لوانہ وار بنا کر و بجر نمائے پادر ہوائے زدن۔ کہ عجیب و غریب ا خدا یا  
چہ خاک لبر کیم؟ کجا بدم؟ چہ بکیم؟

ہمیں کہ سر اسیمیر گیش اندکے فرکس نمود۔ خیلے کوشیدم تا بفہم این خبر شادی۔ چرا سبب اندوہ او  
شد این تہ گفت۔ کہ ہم کس را افتقاویں بود کہ خان مردہ است۔ حتی زلش ہم در خواب دیدہ  
بود کہ دندان آسیالیش کہ ہمیشہ در میکہ واقف اوہ است لہذا حکما بایستے شوہر ش مردہ باشد۔ و  
بادشاہ نیز ہمیں را گفتہ است انیکہ مردہ است ہمیدانم چہ نمودہ۔

گفتم خوب۔ حال تو سے گوئی حکما بایر مردہ باشد۔ و بادشاہ نیز گفتہ کہ حکما مردہ است  
اما من اینچہ کمین سے تو انم گفت۔ ایں است کہ شش و نہ پیش ازیں راستہ آواز نہ بود است  
و حکما بایر زندہ باشد انیکہ زندہ است ہمیدانم چہ زندہ است انشا و اللہ ہفتہ دیگرہ باپائے خود  
باشات و اظہار حیات خود خواب آد۔

پس متحیر و متفکر آہے کشید و گفت۔ کہ ہر گاہ حالت واقعہ این جا را ہمارگ قطع الشنوی ہر آئینہ  
از سر سبگی من متحیر نخواہی شد۔

اولا پادشاہ اممال اور از خانہ و برگ و ساز سے اموال جاندارا نند کنیزاں گرجے۔ بہ نوزخہ میرزا  
شاہزادہ بخشید تا نیا۔ و شش مضورہ شد و با عتقاد اللہ و اللہ رسید ثالثا منصبش ہمیرا فضولی و عدہ  
داد شد۔ تو را بالائے تو را انیکہ زلش بعد زدن خواب بہ اللہ لپسش شوہر کرد۔ و حال حق دارم۔ کہ سر اسیمیر  
شوہر بانہ۔

انگفتہ بلے تو حق داری۔ اما تو کافی من کو؟

گفت۔ اما دریں باب۔ دست پیش من بجائے بند نیست چہا کہ ایں خبر زندگی کہ تو آوردی  
برائے من بدتر از خیمہ گت است۔ و قانیکہ سے آید۔ بیا از خود ش بگیر  
پس بامید نیکہ وقتیکہ بیا بید میا ہم از خود ش سے گیرم۔ ناظر ا مشغول بکمر و حیرت خود  
گذاشتہ۔ و زمانہ بیرون آد۔

تینک ز تنک بردوش مردہ و در شپ و روز

دو شمشاد آید بہ منصب۔ شادان آگونی

# گفتار شانزدہم

## تدبیر حاجی بابا با استقبال حال و گرفتار شیش بدعوا

قرار برآں داوم کہ منتظر درو شاعر شوم۔ و بہمت او کاسے پرست آم۔ کہ بالقوی و پرہیزگاری لغتہ نے بکت آم۔ و بے آنکہ حیل و وسایں آموختہ را بکار برم بہ پیش سفت کار و بار خود پروازم چہ از معاشرت بے سر و پایانہ و زندگی عوامانہ و قنگ شدہ بودم۔ از امثال اقران خود کسانے را در درجات عالی۔ و مناصب بزرگ میدیدم کہ من در نزد آنان حرک بودم و پیش از آنکہ ہیچ منصبی رجم برائے خود طرح صدارت عظمیٰ ریختہ در وصول یان پایہ آنچہ باید بکنم ہمہ را تہ ترتیب داوم۔

باخونے گفتم۔ خوب پیش خدمت باشی را امیل جلایی، با آن کہ زانی اول چہ بود؛ جنرک فرارش شختہ نہ بودہ؛ نہ از من بزدند تراست و نہ از من زبان آورند۔ اگر سپاریش نیازد۔ غالب آن است کہ مثل من آدمی در زیر دست ترکمان بار آمدہ با او برابری نتواند کرد۔

معیر الممالک۔ کہ صندوقہائے پادشاہ را از طلا مے بنارد۔ و با طناگیستہ خود را ہم عالی مے گذارد کیست؛ البتہ سپر و لاک بہ پای سپر بقال میرسد۔ بلکہ من بالنسبہ زوہترم چہ کہ نوشتن و خواندن میدانم سرکار قلب مدار ایشان را عمدتہ علی الراوی بہ را از بہرہ فرق نمیکند با وجود این ہر چہ دلش مے خواہد۔ مے خورد۔ و مے نوشد و ہر روز لباسے تازمے پوشد و بعد از شاہ کسے بقدر اوزن خوش گل۔

ندارد۔ باین کہ نصف نقد ستر و جنس خورد من در او نیست۔ و اگر بحرف این و آن اعتماد تو راں کرد۔ نہ خرم بلکہ خیرہ باشد پراست۔

غریق بحر این افکار۔ دیشات بلوہ رک۔ چناس ذمتمہ زین بندہ گمے بودم نہ صرف شد۔ کہ بیک بار بے اختیار ہمہ را منہ زار کرد۔ و سرش کنان برد افتادہم چہ نچہ گفتی مردہ بودم منہ آن را نیز بسے بطونے بنوان آمیزہ بختم تا پارہ بودند و بچشم دیدنی

حکایت ہے کہ درختوں اور ارض کی مخلوق کو فاسد سمجھنا ہے اور اس سے دور رہنا ہے اور وہ ہم کو کجالت  
 سے روکتا ہے۔ اس وقت اس کے بیان کا کہہ کر وہ حال نعمت الیاس کو کہہ گئی اور اس کو  
 قدم پر بیٹھ گیا۔

ناگاہ ویراہ از دھامی دیدم۔ در میان از دھام سرتن بشدت سرچہ تمام تر یکگی  
 آہ نینزد وشت تمام میراوند۔ صفت تمام شایان را دریدہ بمیان ایشان خزیدہ دیدم۔  
 بخت کو چاہا کہ رود دست زوہ بودم۔ با بزرگو دلال در اسپ وزین ویراق تزلزل  
 میکنند۔

بزرگ میگفت۔ کہ اسپ از من است۔

چاہا میگفت۔ زمین ویراق از آن من است۔

دلال میگفت۔ ہماینها از من۔ بکھو تلے نزارو۔

دیدم کہ بہ بخت بلائے و وچار شدم۔ خواستم آہستہ بہم۔ ناگاہ چشم دلال پر من افتاد  
 پر شالم گرفت۔ کہ۔ اینک فرو شندہ اسپ ہمیں کہ چاہا ملا وید برقی و با بلان متاز صبر  
 فرق من ریخت و کم ماندہ بود کہ کلام بل پر با بند صدائے رہزن و وز و ناکس پر وہ گوتم  
 را دید۔

اسی میگفت۔ اسپ را بدہ۔

آن۔ زمین ویراقم کو۔

آن و دیگرے پولم را پس بدہ۔

مردم ہمہ اسیں پد رسوختا را پرید یا بشرع یا بعت۔ ۸۱۱۱۳۴

ہرچہ فریاد کو دم۔ سو گند فر دم و افکار نمودم فائدہ نہ کرو۔ ہرچہ التماس کو دم  
 روئے ملائمت نمودم۔ سو وہ نہاد۔ و روہ دقیقہ اول مجال بود۔ کسے گوش بھرغم  
 وہ۔ از ہر سرے صلے نے برے خواست چاہا کہ خیلے ذرع دل داشت۔ و حق ہم  
 داشت۔ بزرگ میگفت۔ ظلمیکہ من شدہ بہ ہیچ کس نشدہ است۔ راست میگفت  
 دلال با ہزار وشتاں مہے واو کہ فر فریبتی۔ از چنداں حق نہ داشت با اولی بزنی و دلا  
 برخاستہ۔ و دوسرا دلداری داوم۔ و با پیٹہ مدعی شدم۔ پچاہا گرفتہ کہ۔ آقا جان  
 دعوائے تو سر بویست۔ زمین ویراقت راستے تو ای ہی؟ اینک زمین ویراق تو صحیح و سالم

کے لئے جو وہ لکھے ہو وہ اسے برقرار رکھو۔ اگر لکھنے والے کو اس سے باز رہنا  
 یا نہ کرنا۔ اسے کہی۔ بروکلاست یا یہ سوچنا کہ وہ اس سے باز رہے۔ اس  
 کو بگرو بروکلاست میں لایا۔ اما با دلال شروع کر کے ہمیں آواز دے کہ اس  
 سے خواتی مرگول ہوتی۔ اس کے پیچھے وہ بجائے اسے نیم زندہ میں بری اگر ہر پول  
 اسے لاوا دے پوری۔ حق جو اسے دلاستی۔ اما حال ہی دعویٰ نہ لاری۔  
 خواستہ پلش لایا۔ خواستہ کہ از دیروز تا کنون خراج اسے رکشیدہ  
 ہم باید بری۔ بنا بریں دعویٰ رنگ دیگر گرفت۔ و برہان شاطہ بیچک را  
 دیگر سے قبول نہ کرے۔ و اسے خرقہ قرار دایم۔ بحضور داروغہ روم۔ کٹے دعویٰ  
 بروقت قاعدہ شود۔

داروغہ در میان چہار سو دو سو کوئے نشت ست و چوبک داران بقصد جان جان  
 تو کہلے بلند و دوست ہیائے چوبک باری در پیر سرور نش لیتا وہ۔ با نظلم تمام  
 دعویٰ استووم۔ و صورت واقعہ را بیان کنان پاسے آتش روم کہ اس دلال میخواست ہر  
 بفریب و چستان ہر البتہ تجائے اسے خرم بدہر۔ نیمہ پول لاندوہ۔ باز میگوید  
 زدے است۔ و محتاج آل را از من میخواستہ۔

دلال میگفت۔ در صورتیکہ اسے درومی درآمدہ۔ اگرچہ نیمہ پول لاندوہ ہم چو  
 محاطہ باطل است من خراج اسے درومی رکشیدہ باشہ۔  
 مشک خیلے شاخ ذر شاخ بود۔ اوقاتہ داروغہ تلخ شد۔ گفت اس عقد ہر شرح  
 گشودہ سے شود۔ ناگاہ پیر مرے ہر زگو شہ بر آوردہ گفت۔ کہ سکہ با دست گشود  
 سے شود۔ چرا باید برندان زحمت او برو دلال نصف پول سپا داوجی ہم محتاج اسے ہر  
 حاضر علی التعمیرتہ دیدہ۔ و صد بارک شد۔ یا کہ شد نہ شد۔ داروغہ اسے دعویٰ خوشنود  
 گفت بروید صلح کنید۔

پس حتی و چالاک پول لال آدوہ بعض رسید کہ تم۔ آل و ہر سکہ کہ چہ خراست فکر کرد  
 زمین قبل از من کشیدہ بلوہ دفعہ بند کردہ۔ گفت من اس حساب نہیں ہم۔ چہ طورہ یا نصف پول اسے بہر  
 تو بخا جس مدہی۔ گوید اس دفعہ سکہ بنا شدہ اس قدر کار پورہ رسید کہ آدمی ہمہ عقد۔ چہ گفت  
 پس خیلے مرور کہ حقے بودہ است۔ انقدر کہ من طریقہ راستی درسی نہیں ہم و طریقہ عدل و انہی شناسا۔  
 مشا دان بلوی

9/11/55



چوں لبر حساب آیدیم - معالہ رنگ و بیکر گرفت - دلالت قسم خورد کہ من آدم در چشم  
 واز آن نیتیم - کہ صد بخوابم و پنجاہ بگیرم - خدایکے است و حرف ہے - ہلستہ -  
 تو مان - برائے شال پانزدہ تو مان و برائے خنجر چہار تو مان ہمہ با ہم بیت ہیں یون  
 از استماع بیت و چہار تو مان ہمہ حوارت مسرقم فروش گردید خود را سر رنش بندہ  
 خوا تم از خیال لیز لباس بگذرم - شروع بکندن لباس نمودم - دلالت دستم بگرفت کہ چہ  
 میکنی مگر گراں بنظرت آمد خیر یک نازش را نہ بینم کہ آنچہ گفتہ سر آید آن است  
 مے خواہی چند بر ہی ؛ گفتم با آن قسم ہائے -

بیاضی

تو چہ بگویم - کہ خدا را خوش آید - خور - پرخ لہن - ہم لہن -  
 نکر و منہم با استغنا لباس ہائے اورا کدم - چوں شیعہ خود را بست دور ظاہرا -  
 گذشت رو بن آورد - کہ رفیق من از تو خوشم مے آید لحم مے خواب - خد شہ  
 برادر برادر نے کند ہر چہ با ابا داد - وہ تو مان بدہ باز قبول نہ کروم - ساقبت با عات  
 بسیار پیشش تو مان گذرانیدم - کہ یک تو مانش را برائے خود قبا - شے بپوش  
 با کردار بیک بار تمام شدہ و واقعہ کہ ز - کہ تیریدار باد سوا لہر مجید ہا  
 رخم و سر راہ کفش ساغری پاکستہ بلند - یر جامہ و پیران - سب  
 چوں داخل حمام شدم - کسے برہنہ ہائے نہ کروں گفتم اسے پدہ سوجند ہا  
 زامن از حمام با آن زخمائے قشنگ پیرون آیم تہلق خواہید و دیدہ -  
 کندہ در گوشہ گذاشتہ - لنگ پوشیدہ داخل شدم -

در حمام سے کہے نہرو - واز ہر صدے در میآمد - من نکاہے ہا  
 و بار کی کہ کردہ بخود بیدم - کہ باز آفرین بخورم - ہمہ چیز ہمہ بجا است - دلالت  
 نوزہ و چاند رنگ آورد - دست و پیادہ اتنا وزن و ریش و سبیل را بہ بند  
 مشت و مال کاٹے کر دم - کیستہ کھلے کشید - بہ ہائے ایندہ بعد پیرون ہا  
 رخم نواست - مزاجی

دک سزایش خند چید کے کرد - من خود را مستحق قرار دینے  
 گفت - عجب ساعت مبارکے بجم ہا - مثل اس رسستہ  
 گورگانی برائے شاہ آوردہ بودش و نصعتے با و داد - متحمان اس ساعت

لو پو شیدن بخت او اختیار کرده بودند۔ حکام آمد۔ خدمتش را من کروم۔ خیلے العام طور  
 چوں تنگ خشک آورد و بر بختی ام برد۔ با چه لذتے لباس بائے خود را تماشا  
 میکردم۔ هر بار چه که ازالے پو شیدم۔ یک بار از سر نو جوان مے شدم۔ هرگز لباس  
 حریر نو شیده بودم۔ نہ پر جامہ قصب را خیلے متشخصانہ پو شیدم۔ وہ بہ ہر طرف مے  
 نگرستم کہ بہ بنیم صدائے خشخش ازالے مے شنوند۔ یا نہ۔ کلاه قاچارے شکستہ پرودے  
 گوش نہادم۔ و نشال را جو زد کہ بہستم دسرش را از پیش روئے آویختم۔ چوں خنجر را بگر  
 زوم۔ دیدم۔ راستی رختے بازار رختے امن و وضعے بہ از وضع من نیست چوں  
 دلگ آئینہ را برستم و او یعنی پول برہ۔ یک ساعت تمام بر دیش و زلف خود در رستم  
 اجرت حمدے را ہم بدگ ندادم پس لباسہائے کہتہ را بدلاک سپردہ۔  
 خود زحم آدم بیرون بطریقے کہ از خم افلاطون

۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱

سلم العروض

خلاصہ  
 العروض والقوافی

انرا

رانا محمد بہاء الحق اشکوتی بی۔ ۱۔ نئی نال ادیب فاضل

ملنے کاپتہ تاج یک پو موہن لال و ڈلاہو قیمت ۱۰

# گفتارِ محمدیم

## وود ملک الشعراء بطهران چگونگی رفتار و با حاجی بابا

پس بدرخان ملک الشعراء رقم تا بہ نیم چہ خیر است۔ جمعے انوہ بردر خانہ سے گفتند۔ ملک الشعراء باز دیان از پشت بام بخانہ رفت چہ کہ خبر گوش رسیدہ بود کہ راخبر مرگ برسد۔ از در داخل شدن اورا نشاید۔

از میان ہجوم خود را بجائے نشین رساندہ مبارک باد قدمش گفتم۔ اولاً نشناخت چوں خود را شناساندم۔ باور نکرد۔ کہ کتبہ مرقعی مثل من شیرازہ نو پذیرفتہ باشد۔

خانہ شاعران چالپور را و خوش آمدگویاں پر۔ و ازان جملہ میرزا فتولی بود۔ کہ منصبش با او وعدہ دادہ بودند۔ مے گفت جناب ملک الشعراء جائے شما خالی۔ جائے شما ہزار مرتبہ خالی چشم ماروشن۔ ناگاہ در بکشد۔ و قرشے از جانب پادشاہ بیاہ کہ بحضور باید رفت شاعر یا ہماں لباس سفری چکنہ دہ پاگرد آلود بحضور رفت۔

حاضران از ہم پائیدند۔ منہم باثیت مراجعت قراہیوں آدمم جاضر محمود و بنفردم چنداں بنظرہم شاد و خرم نیاید۔ گفتم تو را بخدا۔ دیدی۔ کہ خان مخروہ است۔ آہے کشید کہ۔ راست میگفتی۔ خدا عمرش بدہد۔ براٹھے ما ہم خدا بزرگ است این بگفت۔ و ما دل پر در برفت۔

بہن ہم باقی روز را پنہا و درازی کو چہ راگز کناں۔ یا بازار یا مسجد یا و بدرخان ہائے کہ دیکہ تہلان است رقم۔ در در ہر خانہ سخن مراجعت شاعر۔ و التفات شاہ در حق او بود۔ بنا بر ولایتے۔ پادشاہ باز باور نکردہ بود۔ کہ او زندہ است۔ و گفتہ بود۔ کہ بالیتے مرده باشد بروایتے دیگر۔ از در دا و خوشنودہ شدہ وہ گومان بقا مرثوگانہ دادہ بود۔ اما حقیقت نفس الہ۔ انیکہ چوں قصیدہ مراجعت شاعر با محالمت سابقہ مانند الجمع بود۔ پادشاہ دریں معنی خوش تداشت اما چوں پادشاہ بشعر و شاعری میلے داشت و شاعر ہم در یام اسارت در میان ترکمانان با تفکیر بسیار



قصیدہ بر صیقلی در مدح شاہ سائتہ بعض درود خواندہ بود۔ قصیدہ مالک و شکر سیاہ  
تواضعت از او در گذرد پس امواج بیوضات نامنہای حضرت باد شایع بار دیگر  
تلاطم و ہوا مجسم ہونے بہادہ و انش را از نزدیک بر آنگاہ آورد گشتش را با یک دست  
خلعت خاص آراستہ بر تو التفات بہ زرع خاطر حکم ترش بر آنگاہہ باز بہت ادبیش نشانہ  
بود و حال و حال و این عیاش را روگردانید۔

در وقت یاد کرد تا ہی کہ وہ ہر روز پیش از آفتاب بجا داشت میرفتم از التفات  
او در بارہ شوکت شامی سدا نمودہ از حالت خود او را آگاہ نمودم کہ از رونے بندہ  
ہر وی مرا از سلک بندگان خود شمارد۔ یا این کہ در نزدیکی از دوستان خود ہر سہرگاہ  
نگار و سبب از میدی ناظر را از خواجہ اش دریا نم۔ کہ از ترس بیخود بارہ عیاش  
ہائے اولوہ است۔ با امید جاگیری۔ ناظر نیز و شاعر خلیعہ کو شیدم و از گوشہ آگاہ  
ہر گوشہ رشتہ ہر دست آوردہ۔ در سخن چینی و کوک و کلک در یخ مذکورم۔ اما سوجے  
نہ بخشید۔

نہید انم۔ چہ شاعر نمیتوانست از وی گذرد۔ یا سرے در میان بود و با عادت  
بزرگان اینکہ۔ ایصال ہر دم را آتش زند۔ و یکے در خانہ باشد کہ ایصال را آتش  
در زند ناظر بجائے خود ہر سہرگاہ ماند۔ و من بالے التفاتی او بجا بلوسی ناچار آند۔  
تا اینکہ روزے ملک الشعرا مل پیش خواند۔ کہ حاجی رفیق! میدانی کہ من زین جوان  
مردی تو ام۔ و سے خواہم شکرانہ آن را بجائے آرم۔ و بارہ تو سفارش بلیغے حکیم  
باشی شاہ میرزا امحق نمودم کہ آدھے لازم داشت۔

اگر از تو خوشنود شود ہنر خود را تو میاموزد۔ کہ راہ ملاخلے برایت خواهد شد  
ہر۔ و ہمیں قدر بگو۔ کہ از جانب فلا لے آمدہ ام و بگہ کار مدار۔  
من نیدار شنیدن حکایت درویش در حق طیب۔ طبابت را استحقارے  
نمودم۔ اما در آن حال حالت رد اس تکلیف نا داشتہم چہ کئیہ تر کشیدہ و بیارے  
نماندہ بود۔ بنا بر این روز دیگر با ملا دال تبخانہ حکیم باشی رفتم۔ خانہ اش در نزدیکی  
ادب و دانش تاریک و دراز و نزوختہ در میان حیاط بیاران بسیار پارہ تکیہ بدلیوار  
نشستہ و ہنر زدم ہر بدوش تیمار دار ایستادہ و نسخہ و قارورہ در دست منتظر مجال حکیم

باشی بودند از آمدن برآید بعد از مدتی بیرون آمدند و بیرون آمدن آنرا که در آنجا بود  
 داشتند نشست بر پیش رانیم از آن جا بر روی فراموشی در طاق حکیم باشی چند صاعقه  
 نشین بودند و چون در ایران بر سر در سر کار است اندازد خود یا ایس را در آن اوقات و  
 افعال ایشان معلوم شد که برائے پیش رفت کار هر چیز از مناصب محلی سلطان و  
 گریگان ایشانم چه قدر باید سلطنت و مملکت کنند

با خود حساب کردیم که تا این بیان یا بر رسم و عبادت بیابانم خسته طول دارد  
 از تو چه چشم دوری ایشان حکیم باشی را شناسم و در بطور سے دست اندازاری  
 نشسته بودی و بر تو نشسته رخساره بر آرد چرخان بودی فرودفته گوئی برین  
 جان دور پیش بر لقا و ستها از دو طرف بر کمر مشایخ می کشد که بر او بر نامدش آرد  
 محض بود سوالش مختصر و با ترش رویی و جواب باشی استه و با بیخ چنان سے فرود  
 که در پیش به هر چیز مشغول بود و مگر بحالت حاضری

(خبر داشت از ایشان که در جہاں هستند)

بعد از آنکه قدرے از حالت بیماری راں پرسید و مختصرے با حلقگیان خود گفت و شنود  
 کرد - نوبت بمن رسید - چوں معلوم شد که فرستاده ملک الشعرا یم - برائے دو بان چنان  
 که چیک بانگایه تیزم خواست و گفت بپادشاه با تو حرفه دارم - پس از اندک کے خواست  
 و مرا بجلوتے کوچک بر سوئے بستر و درش بجرم کشوده بخواست -

۱۴۰۰  
 ۱۴۰۱

بنظر ثانی سید محمد شمس الحق ترمذی -

منہ کا پتہ لکھا۔

ملک نذیر احمد تاج بک پو موہن لال و دلاہ پور

# گفتار نوزد ہم

## در آمدن حاجی بابا بخدمت حکیم شاهی

### داوین کاریک حکیم و رابران دانست

چون حکیم مراد بیدرون خواند و امر به انشتستن فرمود۔ با تواضع تمام ششم از سفارش شاعر و ستایش او مرا تید پیر و ہوشیاری و جہاندیدگی و رازداری و کاروانی ستودہ در سخن بگشود۔ منہم دست بستہ دوزانو شستہ دیدہ بر او دو ختم۔ عاقبت گفت۔ بنا ب سفارش ملک الشحر و تورا بخدمت خود قبول مے کنم۔ اگر کار با مید من بر آید۔ تو ہم از خاک برداشتہ مے بنوی۔ و اگر حق خدمت تو را نشاسم نمک نشاسم۔ پس پیش بخاند و باند کسیک از مسمعین محرز باشد نگاہے بریں سوئے و آں سوئے

تا آنکہ از مے آہستہ و محرمانہ گفت۔ حاجی میدانی این روز ہا ایچی از فرنگستان با ایران آمد و حکیمے ہمراہ دوست این کافر در این شہر شہرت و نام بر داری پیدا کردہ بیماران مارا بطریقی خاص بر اوئی میکند۔ یک صندوق دوا و درمان کہ ما بیچ اسمشان را ہم نمیدانیم ہمراہ آورده ادعا ہائے چند مے کند۔ کہ تا حال دلا ایران کے بندیرہ و نشنیدہ است

و بخلاف رائے جالینوس و ابو علی حرارت در روت و رطوبت و بیویکت از دوا مرچہ قبول دارد۔ و نہ در ادویہ جویہ را بعنوان مہر و بکار مے برد۔ در استسقاءے طبعی و ذقی حکم لادریدہ از خراج تجنیہ و ریاح میکند۔ از ہمہ بدتر باعدہ کہ از حکم کاؤ میگیرند۔ آبلہ

گفتہ مے گوید کہ این از محرمات یکے از حکمائے ماست۔ حاجی۔ میدانی۔ کہ آبلہ یعنی پیوند بیچ آدم با کاؤ پیوند میشود؟ سناہست ما از پیلوئے آبلہ تاں مے خوردیم۔ این مرد کافر باں ر فرنجی است۔ ما۔ بجائے خر مے نذر د۔ و تاں راستے خواہد۔ از حلق ما بیروں ادر

آینہا برکت مے کہ مے کرد۔ ن ہمت تو لازم است۔ انست کہ۔ میگویم چند روز پیش ازیں معتقد الدولہ چارہ مے کند جنین بسیار و کاچود مکر و تیرہ و قرادان خوردہ و ناخوشی غریبہ گرفتہ

علمی و وقت خوردن آنها حاضر بودہ۔ از قرینہ دانست۔ ناخوش خواهد شد۔ و از قضا ہم  
 ناخوش شد۔ علمی محض شنیدن ناخوشی او حکیمش را بمعالجہ فرستاد۔ در میان علمی و متمدلہ  
 شکرات بود۔ علمی در رواج تجارت و کشوران ملازمت و مکاتب و در ایران اصل داشت  
 و متمدلہ دولت میگفت۔ کہ این کار مصلحت دولت نیست بہ بہانہ اینکہ۔ شاید قول  
 حکیم۔ رفع شرعی را از سر برینیاں دور کند۔ حکیم با قبول کرد۔  
 تا آن وقت ازین معنی خبردار شدہ بودیم یک کوکت و کنگلے میگردم کہ رات عمتم اللہ  
 را زہتم۔ اما حکیم فرصت بند سیر من ندادہ بزودی بمعالجہ پرداخت دوایش از قراریکہ  
 شنیدم۔ عبارت بودہ است۔ از جے سفید و بے مزہ و بے تاثیرش از قبیل مجزہ  
 در مزاج متمدلہ طوفان کردہ است۔ متمدلہ کہ از قوی و تند و سہمندانہ بود کارش  
 تمام شود از تاثیر آن حب حیاتی تازه یافت۔ بنوعیکہ شب و روز حرف تاثیر حب از  
 و بانسینے افتدے گوید گویا این حب از ناک سراسر مالک پاد و عروق و در اعصاب  
 و احتیاطا مکتوم ہر چہ اخلاط و فضلات بودہ ہمراہ بیرون ریخت۔ و در خود انکوں نیرے  
 جوانے در سے باجم و کم مانہ بعد زوجات میفرایم۔ بدبختی ما منحصر بتاثر این حب  
 نیست شہرت حکیم پدر بار شاہی بچیدہ و تاثیر حب اول نقل مجالس و محافل بزرگان  
 گردیدہ۔ امروز ہمہ روز در حضور سخن از حب میرفت۔ قبلہ عالم بمتمدلہ امر فرمودند  
 کہ آنچه از آن حب مشاہدہ نمودی باز گوئی۔  
 یہ تو ہوشک ما کردتہ میضوع  
 متمدلہ بلند بلند تعریف حب را میکرد و مردم آہستہ آہستہ تعریف حکیم را نہ نمودند  
 و من در دل بہر دشنام میدادم پس قبلہ عالم رونے من آور۔ کہ حکیم باشی جے ہیں  
 کوچکی را اثر سے بدلان بزرگی چگونہ سے شود؟ من اسر فرود آوردم کہ قبلہ عالم بسلامت  
 من بہنوز دولے آل کافر اندیدہ ام۔ ہمیں کہ بہ بنیہ۔ عرض میکنم۔ کہ عبارت از بصیرت  
 و لے ندیدہ میتوانم گفت کہ تلخیر او باید از اعمال ارواح انجیثہ باشد۔ چوں ارواح خبیثہ  
 دشمن حق اند۔ آلت دست مردمان ناحق سے شوند۔ چنان معلوم سے شود کہ یکے از ائمال  
 در فرمان این کافر است۔ کہ بچغمبر مارا سا حرافوں کار میداند۔ و قضا و قدر را انکار  
 میکنند۔



حاجت سے کنیم ایساں ایساوہ۔ ایساں شراب را حلال سے دانند۔ وکم میخورد  
 ما حرام میداریم و بیا رے آشامیم۔ مردان مازن بسپارے گیرند زنان آہنا شوہر  
 اما آنچه مسلم وجائے انکار نیست این است کہ فرنگان نجس ترین و کثیف ترین اہل  
 روئے زمین اند۔ چرا کہ ہمہ چیز را پاک و حلال سے دانند۔ وہمہ جو کچھ حیوان سے آخوک مومر  
 و سنگ پلشت و قور باغہ را سے خوردند۔ و بے آنکہ دل شاں بر ہم خورد۔ مردہ را با دست  
 تشریح سے کنند و بے آنکہ بعد از آن غسل مس میت بجائے آزند۔ نہ غسل جنابت آزند **نما پاک**  
 و نہ تیمم بدل از غسل۔

حاجی حکیم ہاشمی راست است کہ اگر کسے بحرف شاں اعتماد نکند و آناں را  
 دروغ گو گوید۔ تا پائے مرگ سے ایستند و با او سے جنگند۔  
 حکیم۔ آری۔ گویند مردمان و مراستوار نیست۔ چرا کہ ندیدہ ام اما از یک چیز  
 پر خذر باس۔ اگر شخص فرنگی از یک چیز تو خوشش آید نہ ہا یہ مگوئی۔ پیش کش  
 است۔ یا بشما تعلق دارو کہ با ختمہ گفتن تو ہماں و بردن مرد کہ ہماں با ایکہ قول  
 تو بجا است۔ فعل او بجا خواہد آمد و بے باید با ایساں قول و فعل شخص مطابق باشد  
 چرا کہ ایساں این طور خوش دارند **بقول**

حاجی۔ یا این حال چگونہ سے خواہی۔ مرا با آن دروغ علانیہ پزیرد۔ من خود را  
 با تندرستی بیما۔ جو کیم و دووانے کہ برائے بعض است در حال صحت از او بچرم۔  
 حیم۔ نہ۔ نہ۔ عدائم آں درست نہ بر شد۔ عین تدرک ہو و خیا۔ با فراط بخورد  
 اگر ناخوش انشری۔ پائے من۔ آں وقت دروغ نوحین رست خو ہوو۔ پس دست  
 بگردنم در آورد۔ کہ حاجی قرآنتم۔ برو۔ خیا۔ ذکا ہو را ہمیں حال بخورد۔ و خیمے بخورد  
 امشب۔ جہا را بیاورم باوا۔ نادانی یہ خلاف کنی۔ دیر بخورن۔ و کم بخوری۔ کہ جب  
 نیادری بعد از این سخاں۔ با نزاکت تمام از طاق پیروں کرد۔ من نیز بے آنکہ  
 یدانم۔ با این صورت **تازہ** با پرخندم۔ یا بگنہ پیش کہ قدمہ در سطلے تاکردہ خود  
 را ناخوش کردن کا رخص ندیدم۔ بگنہ تہ۔ یا و غاوتہ تم۔ بگرم رفتہ بود۔ ناچار بے

مقاولہ رقم - ۱۱۱۵ / ۱۵۱۱۱۵۴۰

شادان بگرامی



بناظر من خیلگتا مخی و جبارت نمود۔

منیدانم از کجا باین غریب زبان مارا یاد گرفتہ بود۔ ہنوز احوالہ را نہ پرسیدہ گفت  
امروز ہوا بسیار خوب است و چوں در حقیقت ہوا بسیار خوب بود۔ تو انستم جواب  
پریم۔ و نہ جوأت کہ دم اعتراض بکنم۔ فکر کردم کہ باید با او حرفائے خوش آید گایت  
با کمال چاہلوسی گفتم۔ صاحب باشاء اید۔ تو در این شہ شہرت و شان عظمیٰ را  
کردہ با وجود تو کہ لقمان را بہ زبانت میرسنے شمارو۔ حکیمان معاشرت قابل برداشتن  
دستہ باون و پاک کردن شیئہ اعمالہ ات نیستند۔ حکیم فرنگی بیسج جواب نداد  
و منیدانم چران داد۔

بعد ازال گفتم۔ کہ اعلیٰ حضرت تہہ یا سے ہمیں کہ تاثیر دوائے سرکار را در  
مرزاج محتہ اللودہ شنیدند۔ ہوتانی بولیاس امر فرمودہ آن را در مخالفت تو بیسج درجہ  
و در جرم سرسے باو شاہے ایس امر موجب حیرت و ہیجان گردید۔ جمعہ از بانوان حرام  
باشتیاق و دیدار شمانا خوش شدہ اند۔ یکے از کنیزان خاصہ کنیوں در بستر ہمارے است  
آغا مبارک۔ بزرگ۔ خواجہ مسرینم۔ ہکمہ شایق فرستادہ تادہ انی بعدن شد۔ بہ حبیب  
کہ معتقدار و دادہ لود ویر بکہ ہم وہ لوددی بروم۔

میں نے

میشود۔ حضرتش بیش از فائدہ شود۔ اگر ہانم کنیزک را در وٹے من در واقع منید  
شود۔ تا کہ پیراستہ بدوان آما بعد از ملاحظہ۔

حاجی۔ از و بدن کنیزک۔ گمہ پیر کہ کار سے اس دشوار است۔ در ایران دیدن  
زنہ زنجینہ شدہ۔ بیان۔ سر نیک کار خیر۔ نہ مویہ۔ وقت  
حکیم اذن کہ متن بنفہ۔ در زبانت۔ کے جو را۔  
حکیم فرنگی۔ برائے استخیمیں مرض نبض بر ذائقہ کانیہ است۔ ہیر زبان یاد۔  
را ہمدید۔

منوچھر

حاجی۔ دیدن زبان در این جا خیسے تازگی وارد۔ معہہ ناخوش است۔ بزبان  
چاہلہ و جرم سرسے شہ۔ تو اس سرگز میتہ شہ۔ حتی کہ پیر یک خواجہ  
سراہم شد۔ نبون برین نشان زدن اس پھرئی زینت پیر شد۔









دارد و دوائے ایشان در طبیانح و امرنجه بہماں قدر فاسد است۔ کہ خود در تدبیر سیاست  
 خائن اند۔ پس جب را از جیب در آوردہ بنمودم کہ اینک آنچه با برائے ہلاکت بکار ہے  
 بر ہم فرنگان در بار بے شفا بکار ہے بزند۔ چیز و اعظم ادویہ شان زیق است۔ آنگاہ از سو  
 ترکیب و ضرر حسب تصویر و تقریر ہی چنان کشیدم و نمودم کہ بادشاہ تعہد نمود کہ بے  
 استخارہ و استشارہ دوائے فرنگی را نخوردہ و چون حکیم فرنگی دوائے ساحتہ خود را بفرستد مرا  
 برائے کنگاش بطلبد۔ اکنون حاجی۔ باید کارے کرد کہ پادشاہ دست بردائے این  
 ملعون نزند۔ اگر اجیاناً از دوائے او خالصتہ بیند۔ کار من تمام است۔ کسی بر لیش الحق  
 نخواہد خندید۔ لا و اعد۔ برگ تو حاجی۔ اگر باید ہمہ دوائے او را خود بخورم۔ میخورم۔ و  
 پادشاہ نمے خورم۔

ختم سخن بریں شد۔ کہ دوائے حکیم فرنگی را گذاریم خالصتہ بخشد سر روز بعد ازال  
 بادشاہ میرزا الحق را خواست تا دوائے حکیم فرنگی را بدو بنماید۔ دو عیارت بود از قوط  
 پرا حسب حکیم باشی انواع و اقسام اعتراضات و اشکالات بمیماں آورد و دلائل و  
 براہین بے سروین در باب استحصال ادویہ از دست بیگانگان بسرد و چنان داد  
 افادت بداد کہ بادشاہ قرار داد تا در ایاب مجلس مشورتے برہا کنند۔

روز دیگر در بار عام بادشاہ بر تخت و محمد الدولہ و وزیر دول خارجہ و میرالممالک  
 و وزیر الممالک مستوفی الممالک و حاجب الدولہ و سردار و میر آخور و رئیس آقاسی باشی  
 و حکیم باشی و سایر رکان و اعیان در حضور بودند۔ پادشاہ روئے بصدراعظم و  
 محمد الدولہ نمود کہ با حکیم فرنگی در باب اصلاح مزاج و تدبیر و علاج ایچنے منقد فرمایم  
 در نشست اول بجز تحقیق نہ و ترقیق تمام بہ ترتیب و نظم رائے حکیم فرنگی  
 باین قاز گرفت۔ کہ مزاج مبارک ما را ضعف و سستی صری شدہ است و از  
 جاہدہ انتقامتہ این در زبردہ نشست دومہ عنداشت کہ سر روز تمام  
 کتب و دفاتر خود بر یہ تہن مطالعہ و وقت نمودہ و پڑنے و غنقہ و سایر حکمے  
 فرنگستان مراجعت کردہ۔ بنوعی عیب و کمبود نیک درستی شدہ بچون  
 از سنوف ادویہ مختلف البیانح و جناس عقاقیر متعادۃ التیز و افق دستور  
 قرابادینات ترکیب و ترتیب ساختہ و اعدہ و رجاہی بہ او باطن در مزاج

ہمالیوں چنانہ تاثیر و فائدہ عاجل نہ آجبل بخشد کہ طلسم و تعویذ سے بگرد آں نہ رسد بعد  
ازاں گفت کہ ذات اقدس ماحل عقود ایں مسائل غامضہ را بجدہ تاخن تدبیر مقرب  
النجاقان حکیمہ باشی محول ساخت حکیمہ باشی از روئے خیر خواہی و دولت و ملت پرستی  
بارائے زیریں اختلافات و اعتراضاتے ظاہر نمود کہ

اولاً باید دانست آیا ممالک داخلہ شخصے سلطنت را یکف کفایت اجانب  
و رتق و فتق آں را با و امر و نواہی بیکانہ تسلیم میتوال نمود یا نہ ؟  
ثانیاً بغولائے مضمون حکمت مشخون لیس فی الحرام مشاء و انجس یس  
بد واء آیا در دوائے ایں حکیمہ کہ بحکم آلودگی دست خویش کہ بر آں حکم نخس و پلید  
است شائبہ شفاء ملحوظ میتواند بود یا خیر ؟

ثالثاً از آنجا کہ دریں دوائے مجوز و مختار تاثیرات خفیہ مضرہ و مفسدہ نباشد  
کہ بجائے عمارت و آبادانی بنیاد پادشاہی و بنیان مزاج شہریارے را اندک لائیک  
رخنہ وار و رفتہ رفتہ بالمرہ قنح و تمح مادہ حیات ناسود۔

آنجا گفت کہ رائے مبارک ما مناسب چنان دید۔ کہ پیش از مباشرت عمل۔  
کنگاشی بر پاسازیم۔ تا بمکان بانفاق و اجماع جوابے درخور مقام پادشاہ بر بند۔  
و برائے اینکہ از حقیقت ایہ۔ رشتہ کا ملے ہم رسانید رائے ہمالیوں ما بر ایں قرار  
گرفت۔ کہ ہر یک از بندگان خیر خواہ و ملازمان در گاہ بلا اشتباہ و راستحال ایں  
دوا یا ذات اقدس ما اشتراک نماید۔ تا اگر خیر است ہمگان از خیر آں مستفاد گردند۔  
و اگر شر است بحکم۔ اہلبیتہ اذا امت طابت۔ از ضرر آں چنداں متاثر و متاثر نہ شوند  
تا ایں معنی کا ملا ما پہ تسلیمت خاطر ہمالیوں گرد۔

حضار مجلس فوق الکلمہ۔ کلام الملوک ملوک الکلام را گویا ایں سخنان را استخوان  
نمودند۔ کہ خداوند ظل عظیم پادشاہ را بر مفاہق بندگان ذلیل طویل سازد۔ اطاعت ما  
بندگان با سر پوشد و جہاں نخمزہ بجیدان یک جب نہ بلکہ اگر پادشاہ ما را امر نوبشین  
سمتہ تہن و زہر بلایں قہر باید۔ قشمش معارض و فرمائش واجب الاتباع است نشأت  
دستور ایں گونہ او امر نہ نشاد و مصادیق حقیقی یعنی پادشاہ جہاں بحال عبودیت شمال  
بندگان ہر چہ نیا۔ تہ نہ م است (ہر چہ حکم کند بر وجود ما حکم است) دولت

خواہاں بر مال و جان صدقہ سر و فدائے زہ بادشاہاں است خداوند پادشاہ را چہاں  
جاوید بخشاود و دشمنانش را محذول و منکوب گرداناود۔

پس از آن پادشاہ پر پیش خدمت باشی امر فرمودہ۔ تا تو طی حب را از آمدن  
بیادرو۔ و حکیم باشی را پیش خواستہ ہا و نمود کہ ازین جہوب از صدر اعظم گرفتہ تا سائر  
طبقات ہمگے را یگان یگان در مرتبہ خویش بلجان

بعد از بلعیدن حب۔ شربتہ آوردند۔ سپس امر کرتے شد۔ در اثنائے استراحت  
پادشاہ بٹٹے ہمے نگریت۔ تا تا شیردوار را ملاحظہ کند۔ اولاً ہم تر شربتے و متفکر  
مانند۔ چون چینیہائے جس اندکے کیشو و پادشاہ از درہ و تپہ پارہ سوالات کرد  
و آناں بفرافرا حال و عقل خود دست و پا ہٹے جواب دادن نمودند۔

انگاہ آہستہ آہستہ دوا تا شیر آغازید۔ محیر الممالک کہ مرے گندہ و تمبر بود۔ پے  
در پے بر سوالات۔ تہا۔ جواب۔ بلے بلے قربانت شوم میگفت۔ ہمانا اخلطش  
بمجتہ مزاجش مستعد بود پیش از ہمہ متاثر گردید۔ مزاجش بر ہم خورد۔ ہمانان دیدہ  
براودت حسند۔ این معنی بر ہم خوردگی مزاجش افزودہ بر خود کچھ دین گرفت مستونی  
الممالک بلند قد بود و ناواں و زرد روئے بعد از آن او بنا کرد۔ بعرق ریختن و نگاہ  
نیاز آمیز کردن کہ

دست من و دامنت اسے پادشاہ

تنگ دلہم زحمت حب نغم مجناہ

خلاصہ دوا در مزاج ہر یک نوعے تا شیر کرد و ہر یک بطورے مسخرہ شدند بجز  
صدر اعظم ہر کوتاہ قد و مخت طبیعت۔ کہ از دست پلچکے دیگر ان شاداں۔  
در زیر لب ہمے خندید۔ و بہمہ مضنون می گفت۔ چون پادشاہ خاصیت آل  
دوا را برائے العین باید مجلس را من نمود۔ و با جمعی امر فرمود۔ تا درین باب چہ  
مفصل بنویسد و بنویسد و اندر ول رفت۔

حکیم باشی حیلہ سازد ز فرحتے بیستہ نشست کار صمیمہ فرنگی برست۔ نت دہد بر  
آں دوا آل قدر تفصیلات و اہی واد کہ بادشاہ بے تجربہ و آزمائش از ہر استعمال آل  
در گذشت۔ و نسخہ آل را بطلاق زیان نہاورد۔ حکیم در اظہار شادینی درونی بے اختیار

مرا بدید۔ وازر واقعہ مطلع گردانید۔ کہ حاجی ماکار خود را دیدیم۔ این مرد کافر خیال میکرد  
 کہ ما بے دست و پا و ریش گاویم۔ من با وحلے خوام کہ دو کہ ما ایرانیاں چه جانوراں  
 نادرستیم۔ فرنگی سگ کیست کہ دو ایشاہ ایراں بدید ہنہے۔ نے ایں گونہ میباحات  
 مرا میشاید۔ کہ طب طبیانم اختراعات فرنگیک را کجاسے ہرند۔ پدران ما مردمانی بودند  
 ما سپران پدائیم۔ از ہمالی کہ آناں گذشتہ اند۔ مانیز میگذیم۔ دوائی کہ بگنہ شنگان  
 ما شفا میداد بما ہم میدید گذراز حکمت لقمان و ابو علی سینا تا احمق زندہ است  
 قانون و قانون و قانون اور البسندہ است۔ پس مرا اذن داد۔ تا در باب قلع و قمع حکیم  
 فرنگی و استقرار و اعتبار خود تیرے جدید اندیشیم۔ ۲۸۱۱۵۵۴

## جبل المتین

خلاصہ

## سیر المناخرین

سوالاً جواباً

انما

م۔ ۱۔ رازی۔ جالندھری

قیمت ۱۰

ملنے کا پتہ: جناح بک فوڈ پوسٹ آفیس لاہور

# گفتار بست دوم

## تنویر خوشن حاجی بابا از تیم باکی چگونگی آن

تا آنکاه با حکیم بطریق خادمی از مندی بلکہ بطریق دوستی حرکت میگردم - چه دستوراتی هم نشینی و تیم کاسکے بلکہ ہم تلیانی با او داشتیم و اگر چه با سائز توکران او نیز ہمیں کار راسے کر دم دیدم دریں حرکت برکتے نیست - نہ با خیال من سے سازد و نہ با امیدم - فائدہ ام مخصوص تھاں اولین بارش فے بود کہ گویا نعمت آخریم شد - آن تیم در سایہ درو ستم بر خود مگر کر دم - کہ ہر چہ با او با خدمات خود را حکیم دست آوردین کناں سر شکایتے بار نمائیم -

آل روز در خانہ باو خوش گذشت - چون برگشت - مرا بخواست کہ امروز میرود عنایات بلا نہایات جہان داری گشتیم بجائے اینکه بر ستم و بریں ساعت پائے بر بندہ در پہلوئے عرض مرمر بر سر پا و اوارد - دو ساعت بیشتر دادند - عجب بادشاہی داریم - چہ قدر مہربان وزیر دست پر در خدمت ستان - نمیدانم با چہ زبان شکر النام و احسان او کنیم - حکیم فریاد شد - پادشاه داد - و تحریف فضل و خداقت بخیر نمود - کہ فریاد تو در جنت گردان گفتش و نیت بخیرت صوت امر فرمود و کبک کہ باز جالیوں شکار کردہ بمن النام آورد - یعنی پادشاہی میں است - خدا عمرش بدہر گفتم - پادشاہ راست فرمودہ - امروز نظیر تو در ایران کیست یکتائے لے ہمتائے زے سعادت پادشاہ ہے کہ مانند تو گنج باو آورد و ارد - حکیم فریاد چاہے اس سے چاید - کہ در پیش تو دم نہ در مجسمہ دانش سے خوبند - اینک مرزا حسن تجویز مرزا الحق بیولائے حکمت و فضل و خداقت سے خواہند - اینک مرزا حسن تجویز و بنیش سے خواہند - اینک میرزا احمد - چہ چو با زبان یا - پادشاہ در پیش کشید - حکیم باشی ازیں سخناں باوئے کرد - و بردنے تا بید و دستے بر پیش کشید - و تلیان را از دمان خود باز گرفتہ بہ من دو -



گفتند امید دارم کہ انشاء اللہ منبذہ نیز از این فیض ہائے بہرہ نشوم البتہ ہر  
 از این منبذہ کا ہے خواہ بود نے نے من سگ کیم و مرا کجا میرے گدے ہمانا بقدر بگلے  
 کہ از ہم نشینی گل خوشبو شود ہم کترم -  
 حکیم ہاشمی - چسے گوئی - مگر دیوانہ - ایں چہ حرف است تا این درجہ شکستہ

نفسے چو؟ - ہجارت -  
 حاجی - اگر محض فرمائید - حکایتے دریں باب دارم کہ (و خود حقیقت نقد حال  
 ماست ایں بیان کنم و شما حکم باشید -  
 حکیم ہاشمی - بگوئید -

حاجی سگے بود - درد بتار و کر وار گگ وار چنانچہ گگان اور اور حلقہ صحبت  
 و سلک جمعیت خود راہ دادہ - در خورد جواب یا آنا ہم نشست و در گرفت و دریدن  
 گو سفند باآں ہم دست ہر نکالیف گگے را بجائے میاورد و ہمہ سخن و آداب  
 آناں عمل میکرد - و در جزو باسکان ہم جنس خود تیز ہمیں روش داشتے و در طریق  
 آناں نیز نظیر و مطیع از ایشال باز نمادی - تا اینکه رفتہ رفتہ سگان را از حرکات و  
 سکنات باوشہ عارفش شد - و چنان پے بر مذکر اورا باگر گان سرو کار بلکہ باآں  
 دستیار است از جانب دیگر گگان متشکک شدند - کہ دوست شان کلب ابن  
 الکلب است - و تبلیغ کرتے کند - پایا اورا حلقہ خود راہ نداد و خارج الغیب  
 را العنتہ اللہ علیہ مگرد - کار بجائے رسید - کہ سگ بیچارہ از دیر زانہ و از حرم مادہ  
 نزدیک در میان آں دو جنس آورد ماند - چوں از حالت تردد و طافش طاق شد و  
 پیش آں وقت تخلص بنامد - بر آں تشریح کہ با مجاہدہ تمام یا سگ سگ شود - یا اگر گگ  
 و آناں بر تراز دوزخ منتگاری نیاید -

مگر دیوانہ

ایک من آل سگہ کہ تو بمن دستورے دودہ کہ با تو وہمتر تو ہم کاسہ و ہم قلیان شوم  
 ہر شوری و سواج میکنی - و یادوستانت ہم نشینم تا چہ سود کہ با ما تہذیبت گاران  
 تیز میند - این وجہ لغت ہرے من چہ سود دارو؟ تو کہے مستمبے موہب ہستند  
 گدین یعنی درد دین و بیجان - بن بریت اتی من آل دارم - کہ در خدمت سرکار  
 ہر مہمیں - و موہب مختص و بہتہ - شر -

حکیم پاشی - باواز بلند - چه طور موجب بریدہ شود؟ من بہرگز آدم موجب نے  
 وہم - گزراں خدمت گاران من از پہلوئے بیماران است تو نیز ہرچہ توانی بستان  
 فضلہ خدایم را سے خورد تو نیز ہرچہ سے توانی بخور۔ ایں نور ز خلعت آں نور زہ  
 میگیرند - تو ہم بگیر - زیادہ برس چہ میخوای - مرگ سے خواہی بروگیلان - ورایں ایشافرا  
 سفرہ و سینہ دردست - کبک شکار باز ہما یوں بیاد و وہ اعزاز تمام در پیش روئے  
 حکیم نہاد - حکیم از جائے برخاست - و سینی را بر سر گزارد - خانہ احسان بادشاہ آبا و عمر  
 و دولتش مزید و جاوید باد -

پس نوبت العاش لفرش آمد - اول پنج قرآن بانیا ز فرستاد فرارش بانا ز روز  
 کرد - بعد ازاں با کج خلقی یک تومان داد - فرارش نیز با کج خلقی نکرقت - کہ انعام متعارف  
 پنج تومان است - آخر الامر خواہی سخاوتی - تا پنج تومان انعام متعارف را نکرقت ز رفت  
 ایں حال پر ملال ہر لہذا از احسان پادشاہ را بیامند و را کرد - و دعا ہائے خیر حکیم بہر  
 رفت - از چشم چشمہ نوسیدہ و دہان بکشاد و چنان دستا ہما شاد و غلاظہ بادشاہ  
 بشرد - کہ اگر بگوشتش سے رسید - یقیناً گوشت حکیم را سے برید - بادل پر دوزیر لب  
 حکیم سے گفت -

احسان - احسان میخوام - ایں جور احسان بہرگز و برہنہاد - نہ باشد میں التفات  
 بائے پرک اسفل برود - با بیچارگان باید چه قدر گرت - چشمہ نغمہ پائی بے شرم و حیا  
 املق گویم - حبیب شاہ - پر کنیم و - و - و بادل خون باوز سے گفت -  
 بلے موجب نو جوان شاہی - ما باید بریمہ - و رولے در مان اینکہ اگر نہ ہی - و  
 یک روز زیر چوٹان نیفتی - نہ کی کہ من بقمہ تسمہ از گردہ آدم سے کشید - پدیر آدم  
 را از گردہ یوں میاورند - بہر کہ حبیب شان - پر میکنند - ہمیش را برے کنند - جائے  
 وہ شاہی احسان پنج تومان انعام سے خوانند - و آں گے ایں احسان ہا از بچا پدیر  
 باشد سعدی مگر دروغ گفتہ است بر آون خوش و دیکون و دوستی پدیر  
 اعتم بہر کوشاید - کہ یں بچوئی متمنیست کہ رود و آں بنیائے میل  
 شود  
 پس از خدمت شدت بسیار نہ کہ بخود - و جنیاں تمنی خوب

دعوتِ برائے حق اور نجات  
 دوسرے کے لیے جو اس وقت  
 دنیا میں ہے۔ اسی لیے ہم نے  
 یہ کتاب لکھی ہے۔ اس کے  
 ذریعے سے لوگوں کو  
 حق کی طرف متوجہ کیا  
 جائے۔ آمین۔

29/1/55

# شعرا لعلی خدام

سوالات و جوابات

۱۸

آقا بیدار بخت خاں ایم اے ایم اے ایل

قیمت - 8/-

ملنے کا پتہ: تلج بکٹ پو موہن لال، وڈلاہو

خطبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حسب الحکم پنجاب یونیورسٹی

گفتار بہت دسوم و بہت و چہارم کاٹ دی

گئی ہیں

ملک نذیر احمد

پروپرائیٹر

تاج بک پبلیشرز لالہ وڈ لاہور

# گفتاریست و پنجم

## گفتار نینب سرگذشت حال خود را با حاجی بابا

شب دیگر بخمال دیدار و اشاره وصال بیام برآمدم اما درینج - که چهار قدر شاخ درخت نبود - نو میدنشم - نه تنباکو بود - نه اسباب پاکتی تنباکو - در زیر پانم سکوت نامے مستولی - آواز ناخوش بے در لے خانم - که در آل حال از سرود بار بد خوشتر مے نمود بریده - تنها صدائے کفش کهند گاه گاه بگوش مے رسید - علامت آل بود که در دار اگر دیار مے است آنهم پیر ه لیل است - صدائے گونا گونا گوں از شهر شنیدیم - اول صدائے نقاره خانه - ثانیاً صدائے اذان - پس ازاں صدائے طبل اول - ازاں بعد آواز طبل بر چین - پس صدائے طبل بگیر - و به بند لجا ازاں آواز ه حاذق باش بیدار باش کشکیچان با ناز و پاسبالان برج و بارو شے ارگ خلاصه شب از نیمه گذشته - و در خانه حکیم بجز خاموشی چیزی مے نبود -

با خود گفتم - سید این همه سکوت حرم مے تو اند بود - حمام این قدر طول مے کشد - و انگهی حمام زنان اکثر حج کاپان است - باید به عیادت ناخوش - یا بعروس مے و یا بسکشی زن زامورفته باشندی اینک حکیم خوب خورده باشد - بار مے کم مانده بود - که از خیال بترکم - ناگاه طراق سداں در برخواست - و در گیشود - و صحن خانه از صدائے نعل کفش زنان مے پر شد - اما صدائے خانم - بر سر صدائے برتری و بدتری داشت - چراغهای متعدد ازین سو و آل سو و داں گردید - چوں زناں رو بند برابر انگند چشم به جمال نینب روشن شد - بانظر وصال کمر بستم - و در حقیقت زمان انتظار طومے نکشید - با پیش بینی تمام خود را به من رسانید - و بگو شتم فرو خیزاند - که امشب حضور میسر نخواهد بود چرا که غیبت از خدمت میسر نخواهد شد - اما بزودی تلافی خواهد کرد و مختصراً اینک خواهم در که در نروین شایع بود - آنچه در دیار مے - قبیلان زهرش داده - خانم همراہ خود را برده - مشور و غوغا بر و زور - زمین بجان در اندرون شایع آواز نوحه و زاری گوش گردون

لاکھ کے دو خانم بجنوان گریبان دریدن سچے لباس خود را پہنکاقت۔ برس گیسو بہرین سر  
زلت را بزدو۔ بنام خاک گاہ بسرا پاشید۔ فرار روز کن و دفن است۔ بایں صبح زود آنجا  
حاضر باشیم۔ لاجل عزاداری ایک چہار قد سیاہ با شیرینی خواہم گرفت۔ پس برقت و در  
وصال بشرط مسعدت احوال بہ فرداشتب دادہ۔ گفت حاضر شارت باش۔

بامدادان چوں سر از بالین برداشتم۔ متحیر ماندم۔ کہ اشارت بجاست و زینب  
بر سر پا اشارت وہاں کہ بیابا۔ از زو یا نیکہ او فرامیاد۔ فرورفتم۔ و خود را اندون حکیم  
دہیم سبے اختیار لہ زہ ہار نام مستولے شد۔ کہ بہ چنال جائے مردیگانہ بے آنکہ  
سرش برود۔ پائے نیگی زود۔ اما زینب با خندہ روئے ولداری و تسلیم داد کہ دل  
قوی دار کہ در خانہ بجز زینب نیست۔ اگر سخت یاری کند۔ بے خرتا شام زندگی  
خواہیم کرد۔

حاجی با تعجب بچہ معجزہ بریں حال دست یافتی۔ خانم کجاست بہ زنان چہ  
شدند بہ از دست حکیم چگونہ در امان بودن مے تواناں بہ زینب مترس۔ ہمہ در ہا  
سقا است۔ اگر کسے نیز بیاید۔ تا گشودن در ہا تو فرصت گریز داری۔ و ہم  
و با کسے نداری۔ زنان ہمہ بجز اداری رفتہ اندا تا میرزا حق خانم کارے کردہ است  
کہ بہ یک فرنگے خانہ ہم نزدیک نمے تواند شد۔ باید از ہمہ چیز تو را مطلع سازم  
چرا کہ مے ہنیم۔ خیلے۔ ازیں سعادت در جیب تے آں۔ روز او تین دپار ہائے ما  
سخت مسعود شد۔ ہمہ چیز در خانہ بیاری من برخاست قیمہ۔ بشریں۔ ہوائے  
اینکہ خانم مرا بخود نہ و۔ و از چہا قد سیاہ و النام عزائم و آمدہ وارد۔ خاطر نشان  
خانم کرو۔ کہ لیل از کود کسے۔ حال مشق گریہ و زاری نمودہ در ما تھا خیلے کار کردہ است  
و در نالہ و آناہ استا و۔ مسحت آن ست۔ کہ در چین جان و را بخود پیری و  
زینب را بگذاری کہ کردہ است۔ و ناشی روزات آب خہ۔ بنا بریں یک ساعت  
است کہ ما باز گذاشتند۔ و خود در ما تہہ سرا سوو۔ نی رفتند۔ بے ننگ و خیلے وقت  
تلخی کردہ۔ کہ چرم ماندم۔ اپید رفت۔ تانہ۔ شکرہ۔ کا بہ کام من شد۔

وہ زینب تہا کہ چین و مکہ یافت شود۔ پس و بتدریب ہمار رفت۔  
و من تما شائے چینے مشغول شدہ۔ کہ تسبقت نہا پناہ بیان بہاں است۔



تا در خانم را برداشته و آنگاه نغمه خود را با آواز ساز و دماساز نموده این غزل حافظ  
را که در جوانی برائے لذت افزائی مشربان دوکان پدر آموخته بودم - شروع  
بخواندن نمودم -

خوش تر ز عیش و صحبت باغ و بهار چیت  
ساقی کجا است گو سبب انتظار چیت  
هر وقت خوش که در وقت دیدم مخم شمار  
کس را وقوف نیست که انجی کار چیت  
پو ند عمر بسته به وقت هوش دار  
سخن خورشید باش غم ز کوه چیت  
راز درون پرده زندان است پس  
اے مدعی نزاع که با پرده دار چیت  
تو خلاصتور و وقت هر دو چو از یک قبیله اند  
ما دل بکشود که در وقت اعتبار چیت  
سهو و خطاے بنده چو گیرند استب  
مستی غم و رحمت پروردگار چیت  
زابد شراب و کوثر و حافظ سیال خواست  
تا در میان خواستگاری و کار چیت

نیمب از شادی به خورده در عیش نه شعرای بهار نوشی و نه بریزه  
بیران و گشتی و نه ساز سه بر سر از سره شایسته و نه فیضی و نه  
است سیاه روز و زمین بنده و سه گله از آنچه بدو است زین بدو در دست و گداز  
شباب تا قیامت بچ خوابد و -

بعد از خواندن چند غزل از این نویسنده در این مجلس شادمانی و شادی  
و چون ساقی در وقت راز و نیاز و در وقت راز و نیاز و در وقت  
ست خدایان میز و در وقت راز و نیاز و در وقت راز و نیاز  
راست بر این مصیبت اصفی و در وقت راز و نیاز و در وقت راز و نیاز



# گفتار بیست و ششم

## گفتن زینب سرگذشت حال خود را با حاجی بابا

(من دفتر کوکوراغا، نام شیخ کرورکر وستان مشهور است مادرم رائے داغم - کیست میں قدر شنیدہ کہ محصول یکے از شہرہائے چراغ کشاں کر داغم - کہ نسیم را این قدر ستور میدارند - کہ کسی را یارائے پرسیدن چگونگی جسم از ایشان نیست - اینست کہ آنچه در باب نثر از من گفته اند - دروغ و راست آن رائے داغم گستاخی محکم کہ حقیقت آن را بر پرسم - آنچه واقع و نفس الامرے باشد - اینست - کہ من سرگز بہ بیچ ز نے بہ چشم مائے نگاہ نہ کر دم - در میان زنان قبیلہ دست بدست بزرگ شدم - رلیق او لیتیم - کہ اسپے بود - کہ در چادر زنان پدرم مثال ہم سفره با بامایر لیت و مادر اور - مادریانی بود عربی - کہ نزد ما نہ چون حیوان بلکہ مانند یکے از اعضائے خاندان و در واقع از محمد خان عزیز تر بود - مجالش از ہمہ برتر و بہتر و برگ و سازش از ہمہ چہ گراں بہا تر و سفر ما از ہمہ چیز بیشتر باور عایت مے کر ویم - و فتیکہ یادبان بھر و ہم قبیلہ عزاداری دسوگوری نمودند - کہ اس برائے سواری ایام جنگ پدرم بزیست و بزرگ شد - و ہمہ امروز مایہ اعتبار و اختیار کردان است کاش ماں ہمہ مہربان حواں نسبت بودیم - چہاں ہمہ بلا بسبب یکاویان لبر ما آمد چنانچہ تفصیل آن را در ضمن حکایت خواہی شنید -

باید دانست - کہ کردان - بانیکہ خود را زیر دست بیچ زبردستی نمے دانند - اما نیاگان مادپر دم تا چندی پیش ازین ) ہمہ بار مددگہ خود در کوہ ہائے مالک کردستان - کہ اکنون در تصرف عثمانیاں و در زیر اوارہ والی بغداد است - مانند تبعہ عثمانی چادر نشین بودند - و بہر وقت والی را باکے جنگ و نزاعے بود - از ما بیاری خود سوار مے گرفت ؛ سواران ما چوں در ہمہ مشرق زمیں بدبیری و چاچی محرو شدہ - اولیہن سوارے بودند - کہ نظر این محضے - مے شدہ - پدرم تہمتہ بہادری

و ساری در چنگا بدست خود بسیارم آمد گشت و او را بعد از چند روزین و سیزده هم داشت  
 پاشا کے بعد از او را وقتی با فرسنگ از دست قید و زانی سزوی گشت و آنروز از قول آن  
 پادشاه سے ترسیدند پاشا مصلحت دید که پدرم را بسیار سی طلبید پدرم با بچه از سواران  
 خود رفت و از قضا شکر و پادشاهان شجوان زد و پسر شیخ و پادشاهان را به گشت و اسلحه و را  
 با ما دیا نے نے انظر که ساری او بود بسیار و چون قدر آن مادیان و قدر کال را  
 میداشت که اگر خبر دار شوند بر لیسے بازرگ قتل کی اترا سچ امر کو تاجی نکلند۔ این  
 بود که او را نهانی بقید فرستاد و در چادر ز نال به نهفت۔ اما سسی او به بوده شد  
 صیت شجاعت و آوازہ اخذ غنیمت پدرم به و پادشاه پید در خبر اسب بخوش پاشا  
 رسید۔ بنا خواطر او و بملاحظہ وقت به نقد خریدے یاد گشت ہمیں کہ و پادشاهان را لاندند  
 که وان به نگاه خود برگشتند روز سے میرا خورد پاشا۔ باوه سوار مسلح بچاد و ما به برگونه  
 خدمتے که از چادر نشینی بچنال کسال تو اند شد۔ در حق ایشان کردیم۔

پدرم به محض پدیدار شدن آنال حکمت را دریافت و از روی احتیاط مادیان  
 را گریزانند۔ چادر ما چنال واقع شده بود۔ که زمان مروان را امید یزند۔ و آنال ما مانع  
 دیدند۔ بعد از تعارف رسے میرا خورد رسے به پدرم کرو۔ و از زبان خود و طرف پاشا  
 صداقت و غیرت و حمیت اور البت و۔ و سایرین نیز تصدیق هم نمودند ما قیت  
 در سخن بدین نوع گشت و در او کو ز آقا و پادشاهان (علیه السلام) آدمیے پاشا فرستادند  
 و ما دیا نے که پسر شیخ شال سوار بود و خواستند۔ اول میگفتند که خون بهائے او خون  
 پاشاست و پس حال باز دوان مادیان را صحتی شده اند۔ این مادیان گویا پشت به پشت  
 به مادیانے می پیوندند۔ که پیغمبر خاتم صلوة الله علیه در وقت هجرت از مکه به مدینه سوار  
 شده و این قدر پول در این راه خوانند شمر که پاشا بگوید۔ پس است۔ همه کس شجاعت  
 تو را شنیده و میدانند که تو پسر شیخ را گشته پاشا در کار و پادشاهان مشورت کرد و مصلحت  
 چنال شد که چون این کار دوستی شده۔ از تو این مادیان را بخوابد۔ تا فتنه و پادشاهان  
 فرو نشیند این است سبب فرستادن او و آمدن من نزد تو

پدرم جواب داد و الله۔ بالله۔ بندگان پاشا که خورده ام۔ و بجان عزیز شما بحق  
 ما دم که مرا بار آورده و پسر۔ تارگان سوگند که مادیان اینجا نیست۔ و پادشاهان دروغ

مگر سند میں پورے میرا خورد بکشتا کہشیدہ سوس قد سے از سر کو شعی میرا خورد بکشتا  
 شد سبب از قد میرا خورد با بکشت با جو علی و ایک نازی را شعی باز فرستاد تا از سر کو پاشا  
 شفاقت او نماید و دعوتے او بیان لار فرخ و رجوع سازد و وزیر عدلہ داد کہ پاشا  
 در دنیا ملک خود یعنی سازد۔

در پرده دروغم بود دخت کے چہ دختر بہ چرخ جمال اخترے  
 اگر چہ بصورت بود بچہ کرد یعنی پری سے تو اش نمود  
 ر بکیش و زناد و نہلو ایزدی چہ شیطان شیطانی و بخردی  
 با اینکه مایزدیاں را با افراد ساڑ مل و او دستد دختر نشاید۔ نامینا نم اورا  
 یہ پاشا پیشکش فرستاد۔

بعد از سلعے میرا خورد برفت و چوں پدرم از رقتن او خاطر جمع شد۔ کس فرستاد  
 و مادیان را بیاورد۔ و ریش سفیدان بقید را گرد آوری نموده گفت۔

حضرات با کار ما گروہ مدلتے است دریں حدود عثمانیاں را از خراج و ثروت  
 و پیش کش میر میکنیم۔ در ہر کار بکار شان میخوردیم۔ پاشا بمن اظہار دوستی میکند بلئے  
 اینکه من در راہ او جان فدا میکنم۔ اما چنان تشہ طلاست کہ دنیا را بدینا سے میفروشد  
 این فرصت کہ بدست او افتادہ۔ ہر ایگان از دست بخوابد داد۔ اگر صاحب زن و  
 بچہ نبودم میدانستم بایں ترکان چہ باید کرد۔ اما چکنم کہ پائے بست عیالم و کاسے  
 از دستم برنمے آید۔ بالحق تمام سے باید بزودی ترک حدود عثمانی نمود۔ و بجد و ابران  
 گریخت۔ البتہ آنجا پناہ ہے خواہیم یکے از ریش سفیدان جواب داد۔ کہ کہ او کو ز آغا  
 من نیز برانم۔ چو کہ ترکان ہمیشہ پے بہانہ میگرددند۔ تارحیت خود را خواب سازند  
 اکنون کہ بہانہ مادیانے بدست پاشا افتادہ زندگی بر احوام خواہد کرد۔ فردا یکے را خواہد  
 فرستاد۔ و از ما گردی خواہد خواست کہ ناچار ماندہ در این جا بمانیم۔ تا پس ازاں آنچہ  
 دل خواہشان است بعمل آرند۔

پناہ بخدا ہر چہ با داد۔ باز بگوہ ہائے قدیم نیاگان خود سے رویم۔ و باصل خویش  
 رجوع سے کنیم۔ اصل ما ایرانی است۔ و ہم ایرانی حقیقی و ایزد پرست۔ جسے دیگر  
 باؤ ہمزبان گردید آدیسے نزد شاہزاد کرمان شاہ فرستادند۔ تا بہ خیمہ نشیناں سرحد

فرض شود کہ کار سے باخدا ملاقات یافتہ۔ جیسا کہ ایشال در باب وصل و تصرف لیسورد خود  
 بسیار خوب لکھتے ہیں۔ یہ کہ طلب پادشاہ لاکھ بار بار کاواں و شتران کہتے تھے کہ در  
 یاد ایشان انداختہ۔ زبان در دو سو بارہ و زیادہ روز سے بہر حال ایران بہا لایم  
 من از یک راہ دل خود رویم۔ کہ چو ازین باتنا و محسوسا ایشال و افراس خود و شتران  
 ایران و یان لشکر۔ خلاصہ از راہ و گئے راہ بے مانع بہر حال ایران رسیدہ در آنجا  
 توقف نمودیم۔

پدرم بکرمان شاہ رفت۔ چون در آنجا محروم بود۔ شاہزادہ اور انہو تخت و  
 خلعت و اطمینان بخشید۔ کہ ملک خدا وسیع است۔ بہر کس بہر جا سے خواہے  
 نشیند۔ اگر پاشاہ بہا یا اینکه کہ وان رعیت ماکہ بخیر اند۔ شمالا یا تپس خواہد پدرش  
 را سے سوزانیم۔ وہ فرخ دورتر از خاک عثمانی سے روزہ خاک برائے میلاق و شفاق  
 بنا و آوند۔ و با سودگی آنجا قرار گہ فتمیم۔

شاہزادہ راست گفتہ بود۔ چند روز بعد از ان پاشاہ نے بغداد بہ شاہزادہ  
 نوشت۔ کہ (اد کو ز آغا) دزور بہ زن و مفسد و سرکش مادیانے از ما بروہ است بہ نظیر  
 کہ بعلہ سے ارزو۔ اگر اورا با قبیلہ اش بجانب ما برنگردانید۔ آادہ کارزار با شہید  
 از این خبر تر سال و ہر سال۔ اضطراب عظیمی در میان ما افتاد۔ پدرم مادیان را بجائے  
 بہ ہفت و سجدت شاہزادہ رفت۔ شاہزادہ اورا اطمینان داد کہ در پناہ ٹمنشاہ  
 ایران سے باشی۔ از بیچ ہاک ہذا۔ کسیکہ دست تو سل پدا ماں دولت قاچار زند  
 از جوادت روزگار مضمون است۔ تو بروا سودہ باش۔ مادانیم و پاشاہ۔ تو رعیت  
 پادشاہی و در مان خدا۔

پدرم این خبر را بقبیلہ رسانید۔ ہمہ خوشدل شدند۔ مگر عموی پیرم کہ در ایام شاہ  
 خدمت با ایران کردہ بود۔ گفت :-  
 لے ایران با ایرانیان دل مہندید۔ چونکہ وفاندارند۔ سلاح جنگ و آلت صلح  
 ایشال دروغ و خیانت است۔ بہ بیچ و پوچ آدم را بدام مکنے اندازند۔ بہرچہ تجارت  
 ایشان کوشی بجز انکی کوشند۔ دروغ ناخوشی بہتان از فطرت ایشان است  
 و قسم شاہراہی معنی است۔ قسمہائے ملی با عیب ایشال را بہ بینید۔ سخن را چہ اعتیاج

بقسم است - بجان تو بجان خودم - بمرگ اولادم - بروح پدر و مادرم - بپسر شاه بجمیغ  
 شاه بمرگ تو بپسر امام علیک بنان و نمک - بر پیغمبر و اجداد طاهرین بر پیغمبر و قبله  
 بقرآن مجید - بحسین بر چهارده معصوم بدوازده امام - از اصطلاحات سوگندی  
 ایشان است -

خلاصه - از روح و جان مرده و زنده گرفتار تا سر و چشم مقدس و ریش و سبیل  
 مبارک - و دندان شکسته - و بازو و دست بریده تا با تش و چراغ - و آب حمام همه  
 را مایه قسم می گذارند - تا دروغ خود راست نمایند پاس دروغها باور نکنند - پاس  
 حال شکار اعتقاد نیست که این مادیان لذاتی را الشما باز خواهند گذاشت ای ایرانیان  
 از عثمانیای طمع کارترند این مادیان حکم دارد - چگونه بدست شما می گذارند  
 اگر شهرت این حیوان بگوش بادشاه ایران برسد - و بخوابد - چه خاک بپسرخوابیم  
 ریخت - آبله می توانیم مقابل یک دنیا جنگ برپا نماییم - نه و اندک هر چه میخواهید  
 بگوئید - من با ایرانیان اعتقاد ندارم - و با قوالشان اعتقاد -

ماقت کار چنانچه پیر با تیر گفته بود و واقع شد - و مرا این روز سیاه که می

بینی انداخت - سکنز  
 روز صبح گاهای سکان نپیلد شروع بیارس و شور و غوغا نمودند - پدرم فریت  
 تا بیدار چه خبر است - اول یک سوار پیدار شد - ازال بگریه و دیگه و دیگه دیگر  
 معلوم شد - که اطراف چادر ازال مارا احاطه کرده بر پدرم - حمله آورده - دوسه تن  
 از ایشان را بگشتند غرض شان مادیان بود بچادر را بگشتند - مادیان را ضبط  
 کردند -

چون روز روشن شد - دانستیم - که دشمنان ما ایرانیان اند پدرم از قضا  
 بزرگشان را کشته بود - معلوم است مارا اسپر کرده - قیاس حالت مان را  
 خود بین - پدرم را در پیش چشم بانواع واقسام شکنجه کشند - و اموال ما تمام  
 غارت و تاراج شد -

زیب میخواست شرح افنادن خود را بدست میرزا احمد بگوید - ناگاه  
 شدت درازند - مادست پاچه شدیم - من از بام فرار و زیب بگشودن

در وقت از صدائے دردانست که میرزا احتق است. با وضاع نماز اغانا نکات  
در لایکت شود. چاره عذر خوبی داشت.

من از پشت با هم تماشا شے اجرائے کردم. زینب و او قدر سے چنان با  
مهربانی صحبت داشتند که آب از دهان من جاری شد. ناگاه چشم حکیم با وضاع نماز  
افتاد یقین کرد که در خانه غم بوده است و در کار سوال و جواب بود که خاتم با  
هم زمان در رسید و چنان بگفتند داخل اطاق شد که حکیم و زینب فرصت  
جدا شدن از یکدیگر نکردند. حالت خاتم و وضع آن تا قیامت فراموش  
نمے شود.

باجترای که میدانی گفت سلام علیکم کنیز شهابتم ان شاء الله مزاج شریف تا  
را که در وقت نیست. لذا نذ عیش و نوش عافیت باشد وقت شام عصر نشاندند و بخیر و خوبی  
گذشته در بیخ که قدم سے زود رسیدم. دست زده تماشای فروردند غص از جرات  
پرواز کرده. با ناخن و دندان بر روی مقصران افتاد.

پرواز کرده! نماز هم در اطاق من بر شے دو شک من ماضراست ماشاء الله چشم  
بر دور. حالا معلوم شد که من بیخ سگے نیستیم. در خانه من. در اطاق من روئے  
دو شک من متکائے من. غلام من کنیز من. ماشاء الله من. خداوند توست  
بینی. این واقعہ عجیب و غریب را من کجا بودم. کجا آمدم. در آسمان بودم بر زمین  
افتادم.

پس روئے بشوید و در که خوب را من جان. سر زده. بر شے زینب  
کن بجان من بگو. بر بینی بچم و لبها. نماز تو بگو. نماز تو بگو. نماز تو بگو.  
سخاوت تو هم باید سرور من. نماز تو بگو. نماز تو بگو. نماز تو بگو.  
چشم آفت باین. نماز تو بگو. نماز تو بگو. نماز تو بگو.  
مهورت بچون این. نماز تو بگو. نماز تو بگو. نماز تو بگو.  
پس طبع عشق بازی. نماز تو بگو. نماز تو بگو. نماز تو بگو.  
کے شادی. نماز تو بگو. نماز تو بگو. نماز تو بگو.  
تو بودی. نماز تو بگو. نماز تو بگو. نماز تو بگو.

کردم۔ شال کشمیری بستنی۔ بر شناس شدی۔ لے آدم از سگ کتر وائے سگ کترین  
 آدم۔ تو وایں حرکات۔ ایں چه حکایت باشد۔ ایں چه معنی وارد۔  
 حکیم بجز قتم۔ برہان انکار نداشت۔ برہانش ہم قاطع بود۔ وانکارش نیز فائدہ  
 نداشت۔ خلاصہ۔ خشم زن حکیم آتش فرو نداشتنی ویسی پیش بستنی نبود و شنام پر  
 روئے دشنام سے بارید۔ و سقط بر روئے سقط از روئے حکیم پر روئے  
 زینب سے افتاد۔ و از روئے زینب بر روئے حکیم۔ آتش غضبش بر ایں ہا ہم  
 فرو نہ نشست۔ گیسواں و لارا ہم زینب را گرفت۔ و چال بر ایں سو و آں سو  
 کشید کہ بند و لہم برید۔ و لہم ماند کہ ریشہ جامع بگسلد۔ بیاری ہا ہاں ویرا بگوشت انداخت  
 و چنداں بچوفت کہ خود از حال افتاد۔ و ریخ کہ من ہمہ اینہا را میدیرم و بسیار  
 دلہم میخواست۔ بیاری روم۔ انا کہ یا نم بحرم سے رسید۔ نعمت بیرون سے آمد۔ اگر  
 سے فرستم شاید کشتہ سے شدم۔ و فائدہ بحال زینب ہم نداشت بلکہ حالتش بدتر  
 سے شد۔ چو طوفان بلا فرکش گردید۔ از باہم فرو و آدم۔ و در ایں قضیہ کہ خود از اکلان  
 آں بودم۔ تفکر کنال بگردش رفتم۔ بدیہی است کہ بایستی ہماں آں ترک آں  
 مکان گویم۔ چو بعد از آں عشق بازی من باز زینب امکان نداشت۔ چون حالت  
 اورا بنظر میآوردم۔ دلہم خون میشد۔ از جو ہا تفصیل ہائے عجیب و غریب شنیدہ  
 بودم۔ معاملہ غفرتی مثل زن حکیم۔ بایستی ایش زینب معلوم بود۔

۱۲/۵۵۶

بہ صیح آقا بیدار بخت ایم لے

المصحح

سید محمد شمس الحق صاحب

ترجمی

# گفتار بیست و ہفتم

## در تدارک حکیم ہاشمی برائے مہمانی شاہ و خراج ہننگفتی کہ عنفا بہ گردش افتاد

در ہنگام گردش بر خود متحکم گردم کہ در دم ترک خانہ حکیمہ - بلکہ شہر طہران گویم کہ  
جائے امید نہ بلکہ ورطہ خطر بود - آما -

عشق چوں ز ندر خمیہ در دروں عقل را پر اگندہ سے کند

عشق زینب بعقل من غالب آمد - و با امید لقائے او ببطائے میرزا احق را فی  
شوم کہ در حال نہ سگے و نہ در مال گرگے (بازہ ز سمت بزرگ اورا تمھل تو ہم میرزا  
احق را از رقابت من با او از نیکہ سبب آل مہ شورو غوغائے خانم من بودم -  
خیر نبود - ولے این قدر سے دانست کہ در زیر کاسہ شہ کا سہ مست - یعنی در این  
کار پائے اغیار ہم میان است بدیں جہت چنان چشم وقت بگشود کہ من با ہزاران  
صعوبت از حال زینب نتوانستم - خیر دار شد - و از نتیجہ عتاب خانم با ہزار زحمت  
نتوانستم سر حساب گردیدم - ہمہ دم چشمہ بردر حرم کہ زینب با بانوش پیوستے  
آید یا نہ آتا کیچ اثر سے از او در میان نبود - ہونے سے - من کہ در دم - یزد در بہتر چارے  
است - و یاد زینب گرفتاری - طاقتہ طاق شد - تا میں کہ روز نور جہاں ز دیدم  
تنہا بیازار روال پر پشت سر او ستادم - و بحکم اعتراض سے کہ بدوستی ایشان با ہم  
داشتہ - سلام واہہ گفتہ -

نور جہاں - تنہا بکجا میروی - جواب - ہمہ بڑا وہ - گفت -

آقا صاحب - یہ وہم برائے کنیز کُردوں دروں بخرم -

آبے کشیدم - اگر زینب بانوش است -

پانچ واہہ نہ تنہا بانوش ہائش بسیار خراب است شہ میں خیر اند خیر



تال و ہر سخت مروان پر حمید۔ ماسیا بان سگان بشما میارزد و عیثہ دم از  
 حدیث (اکرموا الضیف) میزنید۔ و خیر از آنچه بایں کنیزک کرد۔ کردید۔  
 نداید۔

گفتم تو را بخدا چه شده۔ مگر چه باو کرده اند۔ راستش را بگو؟  
 از دل سوزی من۔ آمستہ آمستہ گفت کہ خانم از رونے رشک زینب لا در  
 پستونی نہادہ و غدن کردہ است۔ کہ روئے آفتاب نہ بیند۔ از شدت بد  
 رفتاری بادبے عارض شدہ۔ بنوعی کہ در دم مرگ است (اما خدا برکت بدید)  
 جوانی در قوتش بہ تب غالب آمد۔ حال رو بہ ہیودی مے باشد۔ غضب خانم ہم  
 اندکے فروکش کردیدہ اذن خدا سرمد دہ پیش عطار میروم۔ تا خدا و سر میر مجرم  
 اما یقین میدانم کہ اگر خانم خبر آمدن پادشاہ را دریں روز با سخا نہ میرزا احسن شنیدہ بود  
 بہرگز این اذن را نمے داد۔ چه پادشاہ محتار است۔ کہ بہ جرم ہر کس داخل شود۔ و ہر دم  
 زنان بہر حال تماشا کند۔ خانم بہلے شان فروشی و خود نمائی زینب را از جس  
 بیرون آورد۔ تا در حضور پادشاہ اندر دم چشمش را زیادہ تر نماید۔ اما ہنوز زینب این  
 قدر با آذوقہ بیرون دوسے رفتہ و آمد نیست۔

ازین خبر آسودہ و دل گرم بفرک و تدبیر ملاقات دیگر افتادم و لے چوں موانع را  
 سخت قوی میریدم۔ ز زینب بچی نوشتن بعتاب مے ترسیدم۔ آنگ آں کردم کہ  
 بقدر از خیال ملاقات زینب در گزرم و نصیحت حکیمے را کہ بہر دم کہ گفتمہ؛ فرس ہوس  
 در نوردم۔ و اگر دست ما جیت کردم۔

اما یہ میلاق رفتن پادشاہ نزدیک بود۔ برسم محمود پیش از رفتن میلاق بخیاں  
 ویران پنجاہ روز گواہ میرفت۔ و بہلے خود و اتباع پیروان پیش کشی از آناں حاصل  
 میکرد و بیش ازین بہر پیش کشی دادن۔ مایہ میاہات و انتخار مے مگردند۔

ترجمہ: در بہاں دست۔ و او بہلے کسانیکہ پیش کشی دادن را مایہ بہاات موانع  
 و است مینزد۔ سو بود۔ و مروان در بارہ دیگر کہ با او را شکامے لایق سیرغ شہریہ  
 دیدہ بودند۔ پہ نہت۔ کہ دست بنا بریں روز اشرفی فرمائی مشخص شد و خبر  
 روز بہر بہاات و انتخار مے مگردند۔ و او بہلے کسانیکہ پیش کشی دادن را مایہ بہاات نیست

بلکہ بالطفے خاص و شرفے مخصوص خواهد بود۔ چنانچہ پادشاه شام با ہمارا رادخاہ حکیم  
باشی خواهد خورد۔

حکیم نے از مہابیات خوشنود و نیمے از صرف این مصارف گزاف ناخوش۔ چار  
ناچار خواہ مخواہ بخمال تدارک و تہیہ افتاد۔ اولین تدارک تدارک پائے انداز بود۔ میداد  
کہ این فقرہ بد ہا تھا افتادہ مے باید۔ کہ ہمائی او خاتمہ چشم دشمنان و گل باغ دوستان  
شود۔ تا رایت سرافرازی او از التفات شاہ پرافرازد۔ از یک سو مرض حب جاہ  
گل کردہ از دیگر سو بخالتش در عمل و خالت میگرد۔ اگر دست از مال شصتہ بچوان  
مروی حرکت میگرد۔ برکت میشد۔ مدتے بود کہ بالتفات استشارہ مرا سرافرازی نفرمودہ  
بود۔ من طفیلے حقیقی بودم۔ اما چوں فکرش تنگ کشودگی من و تدریر و تدریرم را با حکیم  
فرہنجی بخاطر آوردہ مرابہ کنکاش خواست۔

حکیم۔ حاجی کار ما گیر کردہ است۔ نمے وانہ چو بایدم کردہ شنیدہ ام۔ قبیلہ عالمہ  
از من توقع پائے اندازی مختناہ دادہ۔ معیر الممالک کہ درین کار ہا سہ آمد قہر این و مسعود  
اعیان است باز بان خود بمن گفت کہ تو بہت تہمتی نمے توفی کردہ۔ اصرارش میں است  
کہ سرتا سرتا شاہراہا جانیکہ از مرکب فرود مے آید۔ قماش ایشین و تادراغ الملس و از  
آنجا تا بشاہ نشین خانہ کہ محل نشستن شاہ است شال کشمیری بگتر مے۔ اما پروٹے  
مسند البتہ باید چیزے از شال گراں باہتر گستر د۔ حاجی۔ پیدا نیکہ من مردا میں ہمہ  
مخارج نیتم۔ راست است کہ حکیم و حکیمہ باشی مے۔ تا شب و روز در فرسکہ جمع  
مال دنیا نیتم۔ وانگہ میدانم غرض معیر الممالک ازین حرف میں است۔ قدرے  
حریر ریشٹے و شال دارد۔ زمرہ آند۔ یعنی بمن بفرود شد۔ خیر۔ بہرگ خودش من رود  
اورانے خورم۔ برو د۔ این نصیحت را بدینگرے بر مر منوب حالہ پنہ۔ چہ  
بایم کردہ؟

حاجی راست است تو جبے۔ کہ کیونہا۔ تہمتی و سہ حساب متہد بود  
وانگہ بہ ملاحظہ ابرو سے خانہ۔ لا مدائن و سیدنا ابوتہ ایشین و تادراغ الملس  
نکنی و پادشاہ ندرند کہ ال و ہر نو در دہ و قدرے۔ از وقت نا فہ  
تلمیح خواهد شد۔

حکیم - بلے - حق سے گوئی - ولے من حکیمے پیش نمستم غمے تواند گفت کہ این ہمہ شال  
وز زلفیت در وقت لزوم بکار میبرم -

حاجی - خوب غیر از این پس سے خواہی - چه بکنی - نمے توانی - بگوئی چوں من حکیم  
سیراہ پادشاہ برگ خطمی سے پاشتم - یا این کہ سند لیش را لپتہ میگزارم -  
حکیم - نہ - نہ - ولے میتوانم برگ اگل پاشتم - کہ چنداں گراں نیست گاویے سیر  
راش بختم شہائے شربت فراوان در زیر کپش بشکتم - آیا این ہا کافی تواند بود -  
پائے حاجی - خیر - خیر - این گونہ حرکت و سلوک با پادشاہ مناسب نیست سررشتہ  
بدست دشمنانت خواہی داد - کارے میکنند - کہ ریشہ ات با آب برسد - شاید بایں طور  
ہائے گزاف کہ معیر الممالک گفتند خرج لازم نباشد سے شود راہ راجحیت - در باغ را مغل  
و حیاط از زلفیت - و اطاق را کہ شال بکشتری - و گویا این قسم چنداں خرج گزاف نداشتہ  
باشد -

حکیم بدینگوئی خوب است - این طور ہا سرش را بہم آریم چیت درخانہ  
حاضر داریم - سے خواستند - شوارزہ نانہ ہر روز نند و ختند یک ناخوشی پریروز  
دو توپ مغل اصفہانی آوردہ خلعت امسالہ را ہمہ میفروشتم زلفیت میگیرم شالہائے  
خانگی مان ہم برائے اطاق پس است - بیارمی شاہ مرداں کار سر انجام میگیرد -  
حاجی بسیار خوب در باب حرم چہ میکنی سے دانی کہ شاہ برائے اظہار التفات  
دید نشان خواہد کرد - باید سر و وضع نشان موافق حساب باشد -

حکیم - کاش - ہمہ دعوا ہا سراپاں بود - درخانہ ہر چه لازم باشد - از خواہر آلات و  
چکن و شکار و چارقد - و شال از دوست آشنا ہما بیگان - عاریت میگیرم - غصداں  
را نادر چوں تفصیل این تدبیر سخا نہ رسید - علم مخالفت برافراخت - کہ قبول ندارم - شوہر  
را فر واپت پایہ خوند - کہ چہیں کس قابل شوہر سے من نیست البتہ باید بطورے حرکت  
نمائنی کہ شالستہ شخصے باشد - کہ بعد از این باید پیدا کنی - باخانہ چانہ زون و بچوال رفتن  
کار حضرت فیصل و خرس بود - بنا بریں تدارک خیلے مکلف ترا آں شد - کہ حکیم نداشتہ  
بود یعنی - آنچه سہار سے تہیہ بے تکیہ چہ کوتاہی کند و از گره - این آں بیرون آوردہ بود و نظر  
چند روز بے تکیہ نہ ہوئے و تاہی شود - از حلقش در آوردند - (مشادان بگل امحی)

# گفتار بیست و ششم

## در پذیرائی پادشاه و پیشکشها و چگونگی آن

منجان برائے حرکت شاه روزی مخصوص از اسعد ایام و ساعت خاص از اشرف ساعات برگزیدند۔ صبح روز مہو و در خانہ احمدق سائز تدارک چیدہ شد یعنی جشنی کہ تاقیامت از یادش نتواند رفت۔ تہنہ دیدند۔ پیش خدمتال و فراتال در اطراف سلام پذیر شدند فرش پائے زیر گشودہ۔ شاه نشین را با شالے فروغ افراش کردند جیاط چاروب و آب پاشی۔ فوار ہائے حوض را گشودند۔ بڑے حوض رو بڑے ارسی شاه۔ از شاخ و برگ و گل شکلا ہائے گوناگون ساختند۔ گل دستہ و گلدان ہائے نارنج و ترنج تیلوان بر اطراف حوضها چیدند۔ بنوعیکہ طراوت بہار نظر ہا نمودار بود۔ تماشا۔ جمع کثیر از آہن پزان و پوست بزرگن بادیک۔ و مجموعہ۔ و طشت و سینہ۔ و لنگری۔ و دوری۔ و لبتاب۔ و کاسہ۔ و کوزہ۔ و قندح۔ و فنجان شربت خوری۔ و قہوہ خوری۔ در رسیدند حکیم دست و پارہ کہ کرد۔ کہ شہرا بخدا۔ مگر سے خوابید۔ ہمہ شہر را غذا مید گفتند بخیر۔ ولے نباید۔ شعر استعدی را فروش کردند فرمودہ۔

اگر دباغ رعیت ملک خور و سبب

بر آوردن مسلمانان او درخت ازین

پہ نیمہ بیضہ کہ سلطان ستہ روادرد

کشند شکرانش ہزار مرغ

مطبخ حکیم کہ چہار یک گنجائش تدارک کن شہر پزان را داشت۔ پوست آتش پزان افتاد۔ ناچار با جاق بہتایگان انجا نمودند۔ دیاب ہ۔ نے پرو بہ پاد۔ عدوہ بر آہن پزان دیکستہ شربت دارد۔ شیرینی سائز در جانب دیگر صویات و شرویات و بستہا از میوہ ترتیب میدادند ایس قدر چیز ہائے نادرہ و نایبہ با قیمت ہائے

گر ان خواستند که حکم چو پادشاه آید - کمر باندند بود - که روح از بدنش پرواز  
 کند - بعد از آن توسطه باسی - با دستمه قتلان - باز بگمان با بیت لفرے زن  
 و دنگ زن از قبیل احمدی - اقری - اکبری - بابائی در رسیدند -  
 ساعت معین حرکت شاه طرف عصر بود - چون تورت گری روز در گذشت  
 و مردم لهران از گره با چسپه و اگر و ندر - پادشاه بقصد خانه حکیم - انارک تیرولن آمد -  
 راه با همبر رفت و رو آب زده و پیش پائے شهر پارسه در هر کام گلهامتا مے شد -  
 حکیم بنفسمه خبر حاضر بودن طعام را برد و در کباب همسایوں با غلامان سواره  
 پاده کرد گشت -

ریجکایان پیشاپیش ودان یسازلان با کلاه باوگر زبانه مخصوص از چپ  
 و راست روان مشغول بود - بر دیر - و دور باش کور باس - نان از دور و نزدیک  
 بر باهما و پشت سوراخ دیوار با تباشانے دیدار پادشاه دیدر دوخته - گوسه  
 انبوه از فراشال و پیش تدمتال با تکره و حجاب هائے بلند مردم را بر سر و صورت  
 زغال پرین سوئے و آس سوئے میدادند - بعد از فرشان گوسه فاسشیه  
 بدوش یدک کش - پس از آن مشته غلامان با کمر هائے زیری قلبیان دار و کفش دار  
 آب دار و جبه دار و چتر دار و تریاب دار و نذلان دار و بهمان دار - این گروه چول از  
 خدام خاص اند - همه پیش پیشاپیش هائے رفتند - بعد از اینها گوسه پیادگان  
 بالباسهائے گوناگون جفت جفت پارہ با رتبهائے زرد و زولکندار و دسته با  
 کلچسپهائے مخلمین و حوریباز پائے اسپ پادشاه بر نئے داشتند - میر اختر با  
 گوسه ترمجی دسته مینا - بر کور کباب پادشاه بر اسپ زهر و گون بالباسهائے ساده اما  
 گراں بهاسوار - سه نفر شانه اذگان در غضب بجائے خاندان سلطنت در عقب  
 شاهزادگان ایخان و تک اشعار و جمع کثیرے دیگر همه با خدمت کاران و لوگوان  
 خلاصه همه آتال - که بایسته بر سر سفره میرزا اسحق بنشیتد اگر پانصد نفر گویم  
 که گفته ام -

اسپ شاه در شاه خیمه زروں غمے رفت - شاه فرود آمد بر روئے پانندز  
 با - مسی بر دیندیکه - تدر شمشت - از ۱۱۱۱ بود به نشت بچتر

شاہزادگان ہمہ ہمایاں برداریتادند۔ حکیم ہاشمی بنفسہ خدمتگزاری میگرد۔ و  
 پیوستہ میگفت :-

بادراز بخت ندرام کہ تو جہان شکنی  
 خیرہ سلطنت آنکاہ فضلکے درویش

ہمیں کہ پادشاہ بیات خود امین خلوت یا میر آخور پائے بر ہنہ در پہلوئے عوض  
 پیدا شد۔ امین خلوت از پیر شال خود صد دانہ اشرفی تازہ سکتہ بیرون آورد۔ و  
 آواز بلند گفت۔ جان نثار۔ خاکیر۔ نمک پروردہ حضرت شہرہ یعنی یہ پادشہ  
 حکیم۔ بر خاک پائے تو تیا آسائے جملہ عالمہ و عالیان سایہ پیر و پادشاہ مت م  
 محاکک محروسہ ایران بعرض امین صد تومان پیشکش کہ ہنشا بہران کلمخ نزد سیمان بون  
 است۔ اجتارے و زرد۔ پادشاہ جواب داد کہ خانہ آبادان  
 حکیم محقول نو کہ جان نثارے است۔ مادر حقی اولیٰ اللغات شاہ صاحبہ ہم بحق  
 یا اس جان نثارے در نزد امثال و اقربان رو سفید شد۔ خیلے بایر شہر نوانے  
 بجائے آرد۔ و ہر افتخار یا سمان ساید کہ پادشاہ قد و مہینت است۔ ایچانہ اش  
 ارزانی فرمود و پیشکشش را در معرض قبول قبول نمود۔  
 حکیم کہ دست بسینہ ادب الیتادہ بود۔ چنان کہ نشی کرد۔ کہ کم ماندہ بود۔  
 مینیش بخاک مالیدہ شود۔

پس پادشاہ روئے بایلیخانی کرد۔ کہ لہر شاہ۔ میرزا حسن نجیب آدمی است  
 امروز مانند او در ایران کلمت۔ از لقمان دان تراز جابنوس۔ لا تہر۔  
 ایلیخانی جواب داد کہ۔ بلے بلے۔ قربانت شوم۔ لقمان را کہ نہ بد۔ لایقوس  
 سگ کیست ہاں نیز از فیروز ہی بخت پادشاہ است۔ ہمیں بہ  
 ز ایران رچیں شامی۔ و نہ بیچ کاوشان بیزادہ۔ جہاں سیمہ در  
 در قلمگان و ہندوستان ہر جگہ ماحیلہ است۔ ہر جگہ و ہر جگہ  
 حکمت در کجاست حکمت ہر ملکات ہر جگہ است۔ و نہ مدعی رتدق ہند  
 پادشاہ کجاست۔ حقیقت امر اس است ہر منت و باوجود نے رچیں ست  
 پادشاہ۔ رے۔ راست گفتی۔ ہر بین بر شاہ لایقوس۔

شہر یائے ما۔ گندم جاریف و علوم و صنایع عرفا و علما بودہ است مردوم ایران ہمیشہ بدیش  
 و بیش معروف و بظرف تنگ و خرد و موصوف و سلاطین ایران خواہن دوران بود  
 اند۔ از زمان کیومرث کہ نخستین خدای کشور گشت۔ تا عندیمون ما۔ چہ سلاطین نادر  
 راز ایران برآمدہ اند بلکہ در ہند را جہ گان و جیالان در چین و ختا فقہوران۔ در  
 توران خانان۔ در عرب غلیظہ گان در عثمانی خونکاران از قدیم بودہ اند فرنگیاں نے  
 وانم از کجا پیدا شدہ اند حمد خدا را کہ ما بیکہ در ہند آوران خوبی پیدا کردہ ایم۔ صاحب  
 مردگان۔ خیلے پادشاہان ہم داشته اند کہ ما اسمشان را نشنیدہ بودیم  $10/12/55$   
 ایلیخانی۔ بلکہ بلکہ۔ قرابانت شوم۔ بغیر از انگلیس و فرانسیہ کہ از قسار معلوم  
 چیز کے اند۔ سائرین را کاملہ ہم نمے توان شمرد۔ اگر روس را بگویند آن فرنگی  
 نہ از سگ فرنگ ہم کمتر است۔

چہ شدہ

شاہ تہقہ کشاں روس خورشید کلاہ دارد۔ اعتقاد روسیان این است کہ  
 این زن خیلے نقل داشته است۔ اما ما میدانیم کہ چوں در کارے پائے زن بمیان  
 آید۔ پناہ بر خدا و نگاہ روسیاں بطرے دارند کہ دیوانہ حسابیت۔ ترکان  
 بے خود راوی پطرو نگفتہ اند۔ برائے دیوانگی او ہمیں بس۔ کہ میخواست لشکر بہ  
 ہندوستان بفرستد۔ مثال اینکه گویا تخم قرلباش از دنیا بر افتادہ است روسیان  
 خیال مے کنند بعض کلاہ فرنگی نہادون درخت تنگ پوشیدن دریش و بیل تراشیدن  
 آدم۔ فرنگی میشود۔ خیر ہے

ہزار نکتہ باریکتر زمو این جااست

پس تو ہم اگر دو بال تاز سجدوش بندی میتوانی فرشتہ بشوی۔  
 ایلیخانی احمدت۔ احمدت۔ کلام الملک بلوک الکلام سے این نہ تکلم کہ معجزہ  
 است و کرامت۔ ہمہ حضار۔ بلکہ۔ بلکہ۔ چہیں است۔ عمر و دولت شاہ باوید

و بدی باد۔ بخورون  
 شاہ از زمان شان چیز ہائے غریب نقل میکنند۔ مے گویند کہ در میان روسیان  
 بیرونی دانمونی محترم و نامحترم نیست۔ زنان نشان مثل زنان ایلات مار و بند دارند۔  
 زن و مرد با ہم کارے کنند۔ و تو مے ہمراہ مے روند۔ و کاریکدیگر مے سازند۔

اور ہم فریبے بیاید از آل خاندان  
کہ با تک خروس آید از ماکسان

پس با خندان و اشخاص ہزاروں سے باہم فرمود خوب حکیم ہاشمی تو مردے  
ہستی حکیم - جو بہ ہنیم چہ طور شدہ است کہ در دنیا - کلمتی کہ بزنان خود مسلط باشند -  
تہا ماسلمان واقع شدہ ایم - علی الخصوص تو کہ میگویند - زنے داری بسیار -  
فرمانبردار و صرف شنو - نرم خود خذہ رو - حد خود را نیکو میداند - و حق تو را  
خوب سے گزارد -

احق - از عنایت بے غایت پادشاہ دوران بند و خاکسار مظهر سعادت  
دارین و عنایت کونین گردیدہ ام - و سندہ غلامی از غلامانم و خاکگیا نم کینیے  
از کنیزگان - و ہر گمان رحیم العبد و مافی یکرہ کان لمواکہ تعلق بجاک پائے مبارک  
پادشاہ داریم - اگر در غلام فصلی است از مولاست کہ نور چراغ از زینت تو است  
و اگر عیبہ است - در صورتے کہ منظور نظر ہمایوں گردیدہ ام سے

ہر عیب کہ سلطان بہ پسند و مہز است

اما آنچه در باب زنان بالفظ کہر بار فرمودید - منظر بندہ خاکسا چنیس سے آید  
کہ در میان فرنگان و حیوانات مماثلت و مشابکتے تا تم است و پستی فطرت و درستی  
خلقت آنال از اسلامیال از اینجا ظاہر سے گردو - کہ حیوانات نرو مادہ با ہم لبر سے  
برند - فرنگان ہم چنیس حیوانات سر بر نہ اند - فرنگان ہم ہم چنیس - حیوانات جنب بابا  
راہ میروند - فرنگان ہم چنیس - حیوانات نماز سے کنند - فرنگان ہم چنیس - خلاصہ  
حیوانات با خاک و گرا از ہم دم و ہم ازند - فرنگیاں ہم چنیس - چرا کہ بجائے قطع اس  
خوک و گرا از جنس العین چنانچہ مانے کنیم - شنیدہ ام - کہ خوک چراں خاص و طویلہ  
مخصوص دارند اگر زنان شال مانے گویند - خوب - کدام - سبک نراست کہ در  
کوچہ سگ مادہ - بہ بیند - و زود بہ استقبالش زود و گرم کشتی او نکند - فرنگان  
نیز ہمیں سے کنند - در مملکت ایشان نام مرد لفظے بے معنی واسے مسما است  
چہ یک زن - زن ہمہ است و چنانچہ در مذہب ایک مرد سے تو نہ چند زن یکو  
در مذہب فرنگاں یک زن سے تواند - چند شوہر گرفتہ باشد -



شاه خوب کسی حکیم معلوم است کہ بحر ماہر مردم بیادند و دان با ستار  
 خوری مہر وار است کہ انما افضل کا لیب و ما مستی افضل کا لیب  
 را و دار الحکم و نور و تصور کا قول را حکیم و نور را  
 حکیم از قرار ہے کہ شنیدہ امہ تو از حال او برستی۔ ان دنائے تو این  
 آمدہ است کہ فیصلے شنیدنی است یا دیدنی ؟  
 میرزا احمق۔ نہ سے معاونت من بندہ کہ اپنے فلک فرمائے حضرت  
 شہر یاسے باز رول ذرہ نمونہ سائید۔ تا اگر بر سر عرش سابع شائید  
 شاہ خوب۔ با چشم خود خواہیم دید۔ نظر پادشاہاں مبارک است برو  
 باز رول خبر دہ اگر در میاں زنان بیماری شفا خواہ یا تازہ جوانی شو بہر جسے۔ یا  
 از شوہر سیر شدہ نجات طلب باشد مطلب خود را پادشاہ عرضہ دارد کہ نظر  
 التفات پادشاہ دوائے ہمدان گوئے درد ہاست شاعر کہ تا آنکہ فرق در یائے  
 فکر الیتادہ بود۔ گفت فرمان پادشاہ ہے از طریق ہرانی و نیکو خواہی است پس  
 لولہ کا غذا را انکر در آورده یا وارے بلند این قصیدہ قرار اس شروع

بدرین دل کہ یک شاہ ہست ایراں را  
 بود مطیع و مطابعم ہم آں را  
 نظر نمائے شفا ئے نگاہ سلطان را  
 نمازین نگاہ پادشاہ دوراں را  
 کہ نیست چو آن مہابا کت ہیچ انسان را  
 بدار منت و ارالشفا ئے یزداں را  
 تو را خدائے فرستادہ ہجو لقمال را  
 بگوید برو کہ آمادہ باش درماں را  
 نہاد مقدم مہیوں حکم کو احساں را  
 بی نبض حق حرکت بر نہاد مشریاں را  
 چہارہ تاکہ حماقت بود طہیاں را

بخواندن نمود۔  
 یکمیت ہم نمود سپہر گردان را  
 حیات و پرورش کائنات پرورش  
 طبیب چند ہم علاج خود نازے  
 حکیم باشی کا میرزا ئے احمق کا  
 بخانہ داری اندر دوائے ہر دروسے  
 بہل کئے لفظ غولش و جالبینوس  
 نگاہ شاہ چو کی اجرا کرد و آ باشد  
 نغمتہ نجات حکیمے کہ شدہ نجات او  
 بیاحتمے آنکہ رسد دست میرزا احمق  
 ہمیشہ تاکہ طیب است میرزا احمق

سید مولانا

غزل شہزادین اوباد ثقبتہ المحققاء خورد چوپیکان خصمش بجان سلس را  
 در وقت الشاد تصیدہ حاضرین سرتا پاکوش مدہوشانہ ایستادہ بودند۔ پادشاہ  
 باواز بلند آفرس! آفرس! عجب مضامین بدیع و معانی غریب بنظم آوردہ تھے  
 شائستہ ملک الشعرائی ماہستی فردوسی سگ کہ بود سلطان محمود غزنوی را کجا  
 مہ برند۔ ایلمخانی برد۔ وہن ملک الشعرا را ہوس و دہانش را پراز شیرینی ہا بکن -  
 دہانیکہ اندازیں این ہمہ سخنان شیریں و آید۔ شیریں خوشتر است۔  
 ایلمخانی۔ بار لیش انبوتہ بوسہ سحقی بردہان شاعر نواخت کہ دہانش پراز مہوشے  
 ریش شد۔ و بامشے شیرینی چنال دہان اورا اپناست کہ سروریش پراز آرد و  
 خاکہ قند شد۔

در ظاہر شاعران آں شیرینی، تلخکام و آب از چشمان و شیر و شکر از گوشہ ہانش  
 روئے سینہ اش روال شد۔ جد و جد بسیار کرد۔ تا حالت خود از حاضرین  
 مخفی داشت۔ آں گاہ پادشاہ اذن حاضر کردن نہاداد۔ ۱۲/۱۲/۱۲۵۳

**مراسلات غالب**  
 خلاصہ  
 ادبی خطوط غالب  
 انہا  
 جناب محمد بہاء الحق صاحب اشک  
 مدینہ منورہ  
 چہانچہ باب ڈپو۔ مومن لال راولا پور  
 قیمت ۱۱/-

# گفتار بیست و نهم

## تفصیل نایار شاه و واقعاتیکه بعد از نایار شیت پاریباط

### عیش حاجی بابا زرد

در اطلاق نایار شاه بجز پیش خدمتانی سه تن شهزاده بودند و پس شهزادگان دور  
از شاه دور الی شیت بدیوار - شمشیر باره منی زانو - میرزا محق - در کفش  
مجلس منتظر فرمان - امین حکومت - سفره از شال کشمیری زرد و زبر زمین گسترده - پادشاه  
دست شست - و نظرو فیکه در وقت بیرون آوردن از مطبخ - از ترس آینه ختن زهر  
کش بر تو نه کرده بود - بگشود - استادی طبعی تمام بکار رفته بود - پلاو از هر گونه مانند  
مخز عطر پلاو یا قلا پلاو - عدس پلاو - ماش پلاو - کیمیر پلاو - شاه خوراک پلاو - نارنج  
پلاو - پخته بودند - و بوشه عطر آنها شام جان را معطر می ساخت - مای قزل الی  
مای شور - کیاب مای و طبعه هائے چینی - مرغ هائے بریان - خجالت - کوه - آب  
گوشت مرغ یا دام - پسته - فندق - آلو - تمر - هند - خالکیند - ماشک - بادجان - مرغ  
گرده و غیره - و چندین غذائے دیگر که بوضیف می آید - یک بره بزیکان در دست با  
دنبه و سر - و یکت گند و تهر و قند و قزاقول کار نذران و گوشت گور خور و آمو و غیره  
و غیره - کثرت و ندرت اطعمه نیم بینندگان را لذت می بخشود - این قدر دور  
و کاسه در اطراف پادشاه بود که نمے دانست به کدام دست برود - از جزئیات سفره  
از قبیل زرشید و آچار باومرته ها - و چغیر و کره - و سبزی - و پیاز و نمک و فلفل و  
گوز که سر و لار دارد - اما از شربت هادر نمے توان گذشت - شاه کاگنه هائے چینی  
باقاشو نمائے شمشادوی نمیت کار خوالسار و شیراز پر از شربت لیمو - و نارنج و کجیچینی  
عمه یا گلاب مقطوع معطر و با تخم شربت مبذر - آخرین شربت انار از دستن بود -  
و پنج در عمه شتا میکرد - پادشاه ازین قاب و آل قابت نقل کنال و پیش خدمتانی

و کوه

در برابر دست بسینا سیاہ بودند - با کمال خواروشی نذر خود نمودند - بادشاہ دست  
 شست و با اطلاق دیگر لفظیان کشیدن رفت -  
 در سر غذا یک کتاب بلاذرام فرمود تا پیش منبت سے حکیم باشی برو چل  
 این اشارت از علامت اشارت النعمان بود - میرزا اسحق باچار گشت کہ انسانی ہے  
 پر بندہ بلاذرام در النعمان ازین قبیل ہم شاعر شد و او نیز گویا چیز سے مایہ کلام  
 کے از دور یہاں کہ نیز دست اقدس شہر یائے - بدور سیدہ بود - بزبان حکیم  
 باشی فرستاد - او نیز النعمان سے مروانہ داد - بدیں طریق دل و کس بدست ہی آید  
 احسان بر بندہ و النعمان گیرندہ -

خلاصہ - فضل شاہر شاہزادگان و فضلہ شاہزادگان را ایلمانی و ملک الشعراء  
 میر آخوند - و امین خلوت - سواب داران و سایر صاحب منصبان و مقرب الخاقان  
 نریش جان فرمودند - عاقبت نوبت بہ نوکران و شاگرد آتش یزاں ہم رسید -  
 پس از آن حکیم پادشاہ با تنہا یا اندرون برو - چوں اگر کسی میخواست گوش  
 بزنگ باشد گوشش بقاقون کو بیدہ سے شد - تقسیم در نیامد - ولے سخت  
 مشتاق بود کہ تفصیل آن را بدانم - تا در یخ شنیدم کہ حکیم برائے قدم پادشاہ  
 باندرون کنیز کردی را پائے انداز کرد - ازین خبر رنگ و روئے من پریدہ -  
 یا این کہ مے بائیست - از خلاصی او از دست زن حکیم و ایشاوشوم - ولے بہ آن  
 نتیجہ فراق دائمی کہ در برابر چشم جلوہ گر بود - خون در رگ و پیچ خورد - چوں عشق  
 بیک و دیگر مان زیادہ بر آئی بود - گوش بر حرف عقل و ہیم و اندیشہ استقبال کنیم  
 با این ہمہ در آن حال زمینہ از صورت ہولناک در نظر ممتصور شد کہ دست بیچ  
 مصور مانند آل کشیدن نتواند -

با خود اندیشیدم کہ در آن ہرج و مرج زہیب را ہیم و حقیقت حال را بفہم  
 بیدرنگ - بہ پشت بام بمقیات مقررہ رفتم صدائے زنان بلاء اعلیٰ طنین انداز  
 بود - چرا کہ علاوہ بر خانگیان حکیم - جمعی دیگر نیز بہ تماشا آمدہ بودند - اما منظور خود  
 را در میان ندیدم - بسبب نزدیکی شب - راہ اشارہ بہر دو دلدرد - اما بہ حکم سے  
 چہ خوش بے مہربانی از دوسری

یقین داشتیم کہ او ہم در میں تلاش است۔ پشت بام معهود ایک طرف نش روکے  
 ہو کہ در وقت سیر نماشا زمان یاد آنجا جمع مے شدند۔ صدائے شیبہ اسپال و نعرہ  
 مردان و روشنی فالو سہا کہ دلیل بہ رفتن۔ بادشاہ بود۔ در رسید۔ از میں سخت  
 و دلایح تق تق کفش و خشخاش تنبان بلند شد۔ معلوم ہوویم کہ زنان بہ پشت بام می  
 آئند۔ در پشت دیوار چال ہنتم۔ کہ چون یک سرش در حساب باشد۔ ناندونہ پند  
 و چہ زینب را در میان تماشا بیاں دیدم۔ نگاہے یہ من انداخت و آنچہ می خواستم  
 ہماں بود۔ باقی تدبیر و ترتیب ملاقات را برائے او اگذاشتم۔

صدائے دور باش۔ کو رہا باش؛ برو و برید با بلند و ہر کس حاضر رفتن شد بجز  
 چند نفر۔ باقی جمعیت از ہماں راہ کہ آمدہ بود و ند۔ یہ ہماں تہ ترتیب از ہماں راہ برگشتہ  
 بارگ رفتند۔ و گو یار و لوق خانہ محکم با پادشاہ برفت۔

زمان از پشت با ہماں بزیرا آمد و صحبت شان ہمہ جنگ و جدال اینکہ پادشاہ  
 کہ بہتر و با وقت تر نگو گیت۔ و از ہماں گاہ حدالیشاں بزینب نمودار بود۔  
 یکے میگفت۔ نمیدانم شاہ در این دختر چہ دید۔ گذشتہ از اینکہ خوش گل نیست  
 خیلے ہم بد گل است۔ مہن انال کشا و تر میشوہ۔ جاذبہ ہم کہ بیچ ندارد۔  
 دیگرے میگفت۔ قوزش را چہ بکنم۔

آں یک می سرود۔ قد و بالایش را یہ ہیں۔ خدا فیل را بیا مژد و پالیش را نگر خدا  
 شتر را رحمت کند۔

آں دیگرے می گفت۔ گیہ کہ خوش گل ہم باشد۔ یا نہ چوں بیزیدی است۔ البتہ  
 شیطان بنظر انسان طاؤس می نماید۔

عاقبت قرار بر این دادند۔ کہ شیطان او را جلدہ دادہ۔ پادشاہ خوراند۔ در این الفاظ  
 رائے من با آنال متفق نبود؛۔ وہی کفتم۔

رگو بہ مردمان و ما را تو را نیست

صدائے زنان بریدہ شد۔۔ یکے پیش در پشت بام نما نہ۔ آنم زینب بود۔

۱۳۱۲ ۱۵۵۶

شہ آدان بگرامی

# گفتار سی ام

## رقابت شاه با حاجی بابا و بودن معشوقه او

چهل حجاب دیوار از میان من وزینب برخاست - دست و پائے آن میگردم  
 که خطری نگویم از به زینب بیان گنجد - گفت این دیدار آخرین است پس از این من از  
 آن شامم - اگر ما را با هم بیند فتنل سرو جوتی است خواستم تعین قبول او را از جانب  
 بادشاه بدانم - و لے گریه خواه از روضے شاد، قبول شاه و خصوصی از اسارت فداه از  
 حیدائی من - اماں میانش نداد کمتر از یک دیگر گریه نکردیم - پشت با هم حکیم باقم سر رے  
 خوبی گردید -

زینب گفت - چوں بادشاه بزدون و نعل شد - یک دسته زمان سازند  
 و نوازنده با ساز و نواز باطقی خنمش برود - خانه بعد از پائے بوس الطیس زانند  
 پائے انداز کرد - که بر محض میدان پائے مبارک بادشاه بدان غلامان  
 به هانه تبرک پارچه پارچه کرده و در بودند - پیشش حاضر - عبارت بود - از سه  
 زون عرق چس و شمش میبند و دو شلوار - شال - و سه پیراهن ابریشم زون  
 جوراب - همه معروض قبول یا تخمین در دست پس زینب از دو سو بیست و هفت  
 من در عقب همه - حتی در عقب نورجهان بودم - جایب جان بود برین - حتی بیست  
 گیس - سفید تم رنگ بود - شاه افتادون را در شت - یکے عمدت میفرود  
 دیگرے تا خنجر میزد - یا با بود برین خت -

شاد بعد از آنکه - به درون دوستانه - با حیدر خت زینب و خت  
 بر تماشای نیت بیخودت - در شلوار و پیراهن - با نقره میزد -  
 حیدر پستی - شال - و سه پیراهن ابریشم زون  
 پس روضے من بود - بیست و هفت

بشم کبریا رخ و سیاه دستاوری

آنچه نروان همه دارند تو هستاوری

حکیم کو در دست آید و تاملی کرد و گفت قربانت شوم - من ملام بادشاه  
و اینان کثیر گانند - اگر چه این دخترک بر هیچ روئے لائق جالک پاری خاکبانے  
را علی حضرت شهر پاری نیست - و نه اگر طبع بجایوں بادشاه جهان پناه قبول لادان  
فرماید - پیش حضور معدلت دستور است -

شاه فرمود قبول کردیم - خواهر باشی را خواسته امر شد - باین دختر باری گوی  
بیاموزند - و لباسش را درست کنند - ہمیں کہ قابل حضور شود - بحضورش  
آرند -

امان از حالت زن حکیم - چوں این بدید نگاہے خشم آلودی بر من انداخت  
کہ کم مانده بود - باتیر نگاه مرا بلاک سازد - گرچی یک دفعه مرد - نور جهان خوشحال  
بود - چه کہ تو آذر من است خلاصه من تنها نزد بادشاه میان همه زناں منظور  
نظر افتادم -

بر محض دور شدن شاه - تبدیل حرکات خانم با من تماشا داشت ز تخم شیطان  
و نزد دختر ملعون بودم - بلکه تالی خواهر مهربان و نور چشم عزیز تر از جان - و فرزند  
گوازی شدم - من کہ هرگز نام قلبیان پیش او زبان نمی توانستم آورد - تکلیف قلبیان  
کشیدم کرد - خواه تا خواه با دست خود شیرینی بدایم گذاشت - گرچی در گوشت  
بر سوگوازی مشغول شد - سائزین ہم مبارک باد عاقبت بخیرے گفتند - کہ در عیش  
و عشرت و شراب و ساز و نواز و جواهر گراں بها و لیا سہلے ناخره بر دیت کشوده  
شد - کارے بکن - کہ مورد الطاف بادشاه شوی - و بانوے حرم گردی - مارا ہم  
فراموش مکن - آداب سخن گفتن و پاسخ دادن بادشاه یادم میدادند - خلاصه من  
کہ در هیچ حلبے نبودم دردم بانوے حساب شدم -

بالجور زینب چنان از حال خود فرسند بود - کہ من خطر بیکر پیائے خود بدانی می  
رفت نتوانستم - با دیباں کنم - هیچ و اہمہ آں نداشت کہ بادشاه او را بخوابد و قابل  
حضور نباشد - و حال اینکه دیدہ و شنیدہ بود - کہ در چنین حال بجز قتل راہے نباشد

و کسی در مجال شفاقت نہ پلایا این ناچار خود را شریک خود سستی او با تو موم  
 و ادگری بیانی در آن دل خوش بودم کہ کجنگار صفت ملاقات دست خواب  
 داد سے گفت کہ میں گسرا کیے انخواجہ سزایاں خواہد آرد۔ دمرخواہد برک۔  
 فی القدر دستہ بار سگواں موم۔

پس کے بنام اولہ کورہ خوانہ۔ و باالہما رہر سے چنان کہ گویا دیدار آخریں  
 است۔ از یک دیگر جہاں شمیم۔  
 ۱۴/۱۲/۵۵۴

# آثار خواتین

فی ترجمہ

## سیر المصائب

از

جناب محمد بہاء الحق صاحب اشک

قیمت - ۱/۱۰

ملنے کا پتہ -

تاج بک ڈپو موہن لال روڈ



# گفتار سی و یکم

## اندیشہ حاجی بابا بہت جلدی زینب و حکیم شدن او

چوں آرام جان از برم رفت - بے آرام بجائے اون شہ مستغرق دریا کے  
تفکر شدہ با خود گفتیم - این است معنی دو دوست چوں دو مغز یک پوست  
اگر دینا عبارت این است - کہ مرادو ماہ مشغول داشت خواب است یا خیال  
مجنوں لیلائے شوم - کہ تازندہ ام باید از آتش عشق لبوزم - و یاد و دل  
بسازم - آوارہ کوہ و بیابان یا رنج بے پایان بادش و طیر ہماز و باد و آواز  
شوم - کہ عشق ازیں کار ہا - بسیار کردہ است - این قضیہ گویا رنج و فلک  
است بر من - شامی آمد - ماہی را دید - دو کلمہ حرفے زد - کار از کار گذشت  
حاجی ہلایا فراموش شد - و زینب بابا ل شامی پریدن گرفتہ باشد برائے من  
حاجی ہم قوطکون نیست - ولے مزہ دار نہ خواہد بود - کہ رطبتی را حاجی خورد - و  
خرمانے گفتش بشاہ رسید وقتے کہ ملاحظہ شو و خواهند دید - کہ کلمہ کہ  
از کوزہ کہ بیگانہ میگردد ققاع - بگشت تا پیشش کور شود شے تب ناک گذراند  
سحر کا ہاں سرے پڑ اندیشہ نوانہ بہین برداشتیم و برائے آسودگی خیال  
بہ پشت باروئے شہ رفتہ - در وقت حرکت دیدیم کہ زینب بر خر <sup>محلے</sup> محل  
سوار - غلام سیاہی رکابدار با جمعی در بارش - و کور باش - گویا از خانہ حکیم  
بیرون مے شود - من با عقیدہ بندہ گوشہ چشمے مرا کند - اما بہارت از ترس اینکه  
مبادا وضع سواش ہم نورک - خود می بچباید - یا اوقات تلخ خواستم پالمہ از  
خیال تلخ تیغتم - رو بر آوردہ نمی دگر چہ شد - بجائے اینکه دروازہ قزوین بین  
رو خود را در رک دیدم -

میدان رک از سوار پر و پادشہ ہر سرور دیوان غامدہ تماشا شے سان  
دین نشون مشغول بود - اندیشہ قراولت بر - آنبویمہ انداختند - زینب

از نظر غائب شد۔ و رنگ تماشا ہم دگرگون گردید۔ فوج سان۔ وہ سوارہ نامور  
 خاں ستمچی باہمی بود۔ کہ خود بر پے بسیار پاکیزہ سوار۔ و فوج را فرمان میداد۔ کلیجہ و کلبہ  
 سنجاکت زین در خشاں در بر نشاں شیر خورشید مینا کاری در کلاہش شمع افشاں  
 این تلاء دیدہ را اخیرہ کلی کرد۔ چون ہرگز سان ندیدہ بودم این تماشا برائے من نازگی  
 داشت تماشاے اسپاں و سواراں و نیز ہا و تفنگہا یاد ایا۔ اسارت سوارہ را در کمان  
 بخاطر می آورد چنانچہ باز طریقہ سپاہیاں پیش گرفتہ۔ در دلم میگذاشتند و زیر لشکر  
 با فوج سان وہ در یک گوشہ میدان ایستادہ۔ سردار با شمشیر مشرف بہ آواز بلند  
 نام سوار را می برد۔ دیگرے حاضر و غائب می گفت۔ بہر آواز سوارے از فوج جدا  
 شدہ۔ باتندی ہرچی تمام تر اطراف میدان می تاخت۔ و از رو بر و شے بادشاہ بعد  
 از کورنش بالا بلند می گذشت این قاعدہ تا آخرین کس جاری بود۔ سواراں گویا ہر یک  
 مشقے و یگرے داشتند۔ حرکات پارہ بچیانہ و بنظر مرسدہ می آمدند۔ پارہ دیگرے اسپ  
 شان البتہ عاریتے می نمود، و اسپاں شاں ش از جنگ برگشتہ۔ بنظر می آمدند۔ جسے از  
 آناں را می شناختم۔ در آں میان جولنے بود چیت و چالاک و موجب حیرت و تعجب  
 اسپ برانگخت از قضاے آسمانی پائے اسپشن میل میدان چیدمانہ مرغبطید۔ و  
 جوان مردی چارہ را بروے میل پانید۔ ہماں آں او را برداشتہ۔ از آں و چا مش بیرون  
 بردند۔ یکے از اناں میاں مرابشاخت۔ کہ از اناں حکیم شامہ بہ تداویہ طلبید۔  
 من ہم بے آنکہ پر گمانے از نادانی خود برد و انکم قبول کردم۔ جوان را دیدم بروے  
 زین دراز و از قرار نظر مرکہ و پیراں و تیانہ۔ بہر یک بفرخوہ عشق خود بطبیت  
 مشغول یکے بیادیکے ناز میدان کہ بلا آب بچغش می ریخت۔ وہاں کشاید۔ دیگرے  
 بحکم تجربہ دود قلیان برداغش می میدتا بچاں آیدیکے چو زنج و اعضدش۔ بہ باوی  
 و مشت گرفتہ تا خون فشرودہ اش در رگ و تریان جریان یزد۔ میں ہمہ وقتہ بہ محض  
 ورود من باطل شد۔ پیش رفتہ۔ د اماناں و ناز نبضش را رفتہ چو چہ ہمہ س پتوینہ  
 من دوختہ بود کہ طمانیت تمام گفتم۔ کہ میں ہوا بندہ خود ہست۔ ویرانت و محات در  
 سرا و بچکنند۔ تا کہ ایں غلب آید۔ پس اسارت ہمارے ہوا۔ بہ نمودت  
 حاضران کہ ہرچہ در دنیا بدتر از آں نیست مکن۔ بایں تمس رسد۔ مکتوب۔

باید بر تقدیر مسموم و در سخت بنیاید تا اول است شود که هر دو جان در بدن دارد و هر  
 یک را هیچ تجویز بود که نه از شد بود حاضرین هر یک مخصوص از اول است که در حال  
 گمانند که از سر بندش آواز سے برخاست تا گاه آواز سر جناب و راه در میدان  
 شد حکیم فرنگی که فکر خیرش سبقت نمود از جانب الطحی انگلیس که از نماشایان  
 بود در رسید و پس آنکه ناخوش را پر بند فریاد بر آورد که زود خوش را بچیر میاید  
 خیر چاره نیست

بدر نصیب

من رویاه که برائے رو سفیدی ایرایان در طبابت و سز نمائی خود برانجا  
 دعوت شده بودم - گفتم چگونه خون گرفتن رے طبابت مگر نمیدانی که مرگ  
 سرد و خون گرم است - و قاعده کلیه در طبابت آن است - که مرض بار در باید  
 با سردی حال نمود - بقراط که رئیس الاطبا بود همین اعتقاد است - تو منکر اعتقاد او نبی  
 توانی شد - خون گرفتن همان - و مردن این مرد و حال - برو با هر که می خواهی بگو -  
 من این را گفته و میگویم -

همین که چشم فرنگی بر قضا زده افتاد - گفت دعوا را کوتاه کنید - نه از شما و نه از ما  
 و نه لعن و طعن به بقراط حکیم ساین شخص مرده و سرد و گرم باد علی التو بیست است -  
 پس کلاه فرنگیش را بر سر نهاده مر بقراط خود بد مغ نهاد و برقت - آنگاه گفتم -  
 چوں قضا آید طیب ابله شود - با اجل حکیم کار زاری تواند کرد - با معاشرا طبایا با حاکمات  
 خدا بیکار نمی توانیم - چنانچه آب کاری بر بار و وسیل خیز مقابله نیارد -

ملائی حاضر بود - انا لله وانا الیه راجعون گویا پا پائے مرده را رو بقبله  
 کشید شتبهای پار که بهم پیوست چیمان وزیر چاکه اس را با دستمالی بست درین  
 اشنا جمے از صاحب مردگان در رسید و با شیون و شین مرده را بجان بردند -

از قرار تحقیق دانستم که مردیکه از صد و پنجاه نفر نسبی ابواب جمے نامر و خال  
 بوده است که پیش پیش شاه می روند - و مردم را پر آنگده میکنند و نظم  
 و نسق کار بارامی دهند - زندان بانی و کار و بار محشی با آنهاست فی الفور  
 خیال مرابرو داشت که بمرگ آن ناکام شاد کام بکشیم - با خود گفتم - که بے واسطه  
 آدم کشتن باز با واسطه کشتن است - با بودن شمشیر بران چه حاجت بعباب و

پستان میں خیال بخاطر اس آدھ کی سستی راجسی دوست ایک رنگ میرزا امین بخت  
 و خیال آن لوگو کہ بر سے کسے کنڈر نیرا چند روز پیش انراں بر مخالف است شراب  
 سوگند و حضور شاہ خوردہ لوگو کہ اگر سستی راجسی شراب بخورد او صانع دولت ہم  
 بخورد و منج شراب باد کون مدارد۔ چہ از بر سے لذت نیست۔ بلکہ برائے  
 حفظ صحت است۔ یاں بہانہ نام و حال استغناء کر وہ۔ و بافتوایے عالم  
 نمایان ہے بر و ایشانہ روز شراب بخورد۔ آہنگ آن کہ دم کہ باں شربت آلودار  
 کہ ساغر قضا سستی راجس کام کر د۔ بدست یاری میرزا امین از آن شیر میں کام  
 گرم۔ 1554/1612

# تاثرات

شرح

# رباعیات ابوسعید الخدری

آقائے رازی

مئذنی کاتب

قیمت 1/-

تاج پکٹ پو موہن لال روڈ لاہور

# گفتاری و دوم

در آمدن حاجی بابا بخیرت دولت و پچی تندس

فرستی می بستم که تا پیش از رفتن حکیم بدرخان سفارش اذن عده پچی مرحوم ملاز برائے من کند بسیار اصرار بقوت نمودن وقت نمودن چه شاه درال روزها خیال سفر سلطانیه داشت - و حکیم نیز از ملازمین رکاب بود و سبکدوشی بام را از دوش خود از خدای خواست -

عده صریح داد و قرار بدیدن نسقی باشی گذارد - در دیوان خانہ منتظر آمدن او بایستادم - اذان ظهر رو بروئے تالار بزرگ دیوان خانہ که جائے مخصوص نسقی باشی است - جانسز شدم - نسقی باشی خود در گوشه اطاق به نماز - و جمع دیگر بالک الشعراء و الشک آقاسی باشی در صحبت بودند -

ایشک آقاسی باشی نشان تفصیل مرگ نسقی ویروزی را با خیلے کم و زیاد و تحجب بیان میکرد - انگه نسقی باشی در میان نماز فریاد برآورد - که دروغ است! صبر بکنید - من بگویم چه طور شد - هنوز تشهد خوانده مشغول بیان شد - با مبالغه بیشتر از دیگران قضیه را بدینجا انجامانید - که فرنگی خون بیچاره نسقی را گرفت و بمرد - و حال آنکه اگر حمیمه ایرانی تمام تنگانش دوده بودنی مرد -

در شترنے این غمگونی را احس و داخل شد - و تلاوی امر بجای بکنزیب بیشتر تسدیق کرد و حق داشت پس با انگشت نموده - که اینک آنکه اگر میگذاشتند نمی گذاشتند - پس همه پنهان بر من دوخته - غصیل قضیه را چنان واقع شده بود - خود من نیز به معنی بی زبدم - نه چنانچه واقع شده بلکه چنانچه گفته شده بیان کنم و سر آنست که ایچ به خونی موده داد بودم - ایچا با سم حکیم خرج دهم میرزا احق از این در میان مرگ زود است خدمت نمودن به من تمیای نسقی باشی گفت که این جوان در میان دستهای من باسنه عجمی مرحوم است -



رنگ زمین از مرستے بیاچ سید کہ از یک سیر زمین سے مرستے لوم و خوش  
 حضرت نے کج اور کوش ہو دار بود۔ مرستے سے مرستے مرستے مرستے مرستے مرستے  
 لبس مطابق و موافق رہتیں اسائن شہر را کانی رہتیں دین فنام مرستان راوانی  
 در خوش گذرانی و عیش و عشرت مشہور زمان علی ارد کل جھنگ ایانک کو خوش شراب  
 خوار و در فلا و ملاطمان را دست گزار۔ با نیکه یا بد۔ صفت الاستلاش شمار نہ بانام  
 بر غصبی و جلادنی از اول تا اسش می پنداشتند خانہ اش عشرت ابوالعینی بیت اللطف  
 شب تا صبح صدائے تار و تارک و در قص مرد و زن بلند بود۔ لو طیان ہمد وابستہ اور  
 مقلدان دستہ اور۔ با ہمہ جاشت و نایکاری از عفت و محبتی کہ وطنہ غصبی او بود سہو  
 فرود گذارنی کہ وہ۔ انکے اوقات با آرزف و نے و دور عرق و نے صدائے چوب  
 و فلک و لصرن کسین و نیک ہم بلند بود۔ در سواری چیت و چالاک در چہرہ رپولہ  
 بازی چہرہ و نے نال۔ با نیکه نال و کوارہ مرد جنگی و پرولی و ایشیت۔ در واقع  
 کم دل و کم زہر تریک تاس بود۔ عیوب ذاتی خود را در سایہ شاہ اندازی با۔ در وہاہ  
 مے بازی مای پس شد باک نیکہ از چند و چوں و سے خبر نداشتند۔ غائبی و آخر آسیابی  
 فی شروخت طیار کرانما ۱۲

تا وقت رفتن شاہ منزلم شہناور خانہ حکیم و روز با کارم جمع آوری۔ سیکورسات  
 بود۔ بقصد ہمہ چیز را بے رحمت بنییری خریدیم۔ در زمان اقامت خانہ حکیم از اسخ  
 از سہاراں بزور نادر و ختہ و آنجہ با ہنر خود بدست آوردہ۔ زیر انار۔ و روئے نلازی  
 و نبت و پاکر وہ بودم نہ بچارہ شہمی کہ در دستماں مرد۔ بخویشا و نداشت گفتہ کہ با عقدا من  
 اس جوان مسلمان پاک بود۔ در مرگش تقصیر ہے بر ما وار و نیاید۔ چہ ہمہ کس می دانند  
 تدبیر ما بقدر خدا نساخت۔ رخت خوابش ابریشمین است و استعمال حریر  
 در شرع حرام۔ و آنکے چوں در اس رخت پالیش را روئے بقبلہ نیز کشیدند۔  
 اس رخت خواب اس از جسم قبلہ افتاد۔ اس بود کہ رخت خواب اورا بمن دادند۔  
 کہ الخبیثات الخبیثین۔

آئینہ لازم و شتم میرزائی۔ ناخوشی یہ قان داشت و صورتش را در آئینہ زرد  
 می دید۔ خاطر نشان بخردم۔ کہ زردی در آئینہ است و صورتش مثل گل شکفتہ

میرزا با شصت سائید را من داد که این آئینہ ہم پر سفر رود من در آئینہ و آئینہ  
 و اعمال و تہذیب میرزا الحق خیلے عظمت رود و در میان کتب و کتب بسیار و موسیقی  
 بخدا بی لازم داشتیم و احمق و در خدمت انان را در کمال طاقی داشت. شصت روز  
 و پورہ پر آئینہ و پورہ بودم کہ بچہ تدبیر آن حضرتش را بر آیم۔ اگر نمیدانید در کوشش  
 سفر را و آنچه اکنون اسباب سفرم در این بخدا نماندہ بودے۔ عاقبت توبہ سے  
 کر و م۔ یکے از سگان کہ در طهران از سپیش و شایزادہ و شتر کتر میتند، در نزدیکی  
 خانہ مادر زید دیوار خرابہ بچہ تہادہ بود۔ پوشیدہ از چشم و مان بچگان اورا آوردہ و در  
 یکے از آن بخدا نماندہ شتم۔ و دیگرے را از آنحوال اپنا شتم۔ در وقت سفر حکیم برات  
 العین بخدا نماندہ را پراز سگ بچہ دید۔ کہ مادرشان آدم را پاره پاره می کرد و متعجب و  
 متحیر آن را بہ سلگون نیک گرفت۔ معانی و تاویلات چند بر آن زدند۔ یکے میگفت  
 اس دلیل بر آنست کہ از خانم یک خانہ پراز حرام زادہ متولد خواهد شد۔ و دیگرے  
 میگفت بچہ سگان چشمشان باز نشدہ است؛ یعنی خدا نکند کہ ما ہم مثل حکیم بشویم  
 حکیم خیلے دشت بر بخدا نماندہ سوخت دے تا چار قرار بہ نجاست بخدا نماندہ۔ و  
 حکم بہ بیرون انداختن آنها را با سگان داد۔ و فوراً من میا بیدر آوردن آنها کردیم  
 بنا بر این تدابیرم وے شدم صاحب بخدان اندکے پس از این اینقدر زنت و  
 پرت جمع کردیم کہ بہ شصت سائید بہ تکرار فتن می آرزید۔ و در محکم سفر دیدیم کہ اگر  
 باریس بندہ بردار آن بندگان شای بر سر استرے بندہ بردار چاند زودہ بخندگم

جا داد۔ ۱۷۱۲/۵۵۴

بیدار بخت خال ایم





خلاصه مراد اردو به راه افتاد و شبانه پیش یک قطار شتر زبورک خان بهار

اردو در سلیمانیه رفت. و صدای توپ سواری شاه بلند شد. و سکوت بهر سو گشت  
 مستجاب گشت. همه صامت و ساکت منتظر ایستادند. اول تفنگداران بعد اربابان  
 یک داریان با اسباب پاکیزه بپااق و مرصع وزین بند بائے کشمیری و اطلس زرد و زرد  
 اعلیٰ رستم شایران و دیگر کبابال ذات اقدس شریاری و شهباز و گمان - دو نراره -  
 پس از آن یک تپه باره در ریه ندره بزم بگمان و در ابدت بگمان ایستاد و بسبب سیری  
 از و استکان و غیره از آنجا بر داریان و اسباب و اسباب و اسباب و اسباب و اسباب  
 و فرشتان از آنجا بر داریان و اسباب و اسباب و اسباب و اسباب و اسباب  
 همراهی با اردو و لوگو گویا شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر  
 نمود. که از پیش چشم من دیدم در داریان شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر  
 کله پادشاه بار از آنجا با دوش - زدن و آسودن - بی پادشاهت قماری  
 و چهار کوبه ریاری شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر  
 و یکدیگر می کردند. شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر

همگنان، پید از اردو به راه افتاد و شبانه پیش یک قطار شتر زبورک خان بهار  
 مشغول قلیان کشیدن بودم. ناگهان زدن توپ که با داریان به همراهی شوهر بود  
 و به اردو می رفت. از آنجا بگذشت شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر  
 گذشت. شب پیش رفت و در داریان و اسباب و اسباب و اسباب و اسباب و اسباب  
 سازندگی و لوازم دیگر. شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر  
 از اردو زینب تر جویزه و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر  
 رفتن بار داریان و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر

شهر کمانه

همین - شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر  
 روز و نیم به راه رسید. شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر  
 و یکدیگر به راه رسید. شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر  
 چو عرض نمودند. شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر و شتر



بر فلک بر کشیده شد - مشغول کار شدیم - برائے الطینان و خواطر جمیع از وعدہ او اولاً  
 بنا کر ویم - لیترب حقیقی زون - تا فریادش بلند شد - پس با ستادی چنانچه شاه  
 ہم فہمید بخاطر خواہ خود بر مقدار نقد موجود کو افزا ویم - تا اینکه بنا کر ویم - بزودن خوب  
 بر روئے فلسکہ متقا و کہ طرفین ہمانا بدیں طریق شد - الیوائے امان مردم غلط کر دم  
 ظہار اسجد پر پیغمبر دوازده تومان بجان پرو مادر تال! پانزده تومان باریش شاه  
 بیست تومان ای یہ دوازده امام - سی تومان - چس تومان - پنجاہ - شصت - صد -  
 ہزار تومان بحضرت عباس مرچہ بخوابید - قسم کہ بہ حضرت عباس رسید کار تمام  
 شد - اما نامرود پدر سوخته جہاں شد تیکہ بہ مرعت سے فرود - در فرغت کاست -  
 داز آنچه اول وعدہ دادہ بود - زیادہ ندا - آنہم از ترس اینکه اگر بار دیگر دمس  
 گیر بیاید - جان سلامت بہ برد -

اس حکایت شیر علی چنان رگ اشتہائے مرا جنبا نید کہ بجز خوب زون و  
 پول گرفتن ہو سے در دم نماند - روز تا شام ترکہ بدست در گردش - ہر چه شکل  
 آدمی داشت می زوم - لبقوۃ ورزش و محاربت اگر میگفتند - آنچه در عالم  
 پانہست ہمہ ریکبار خوب زن سے زوم ہر منکرہ در خود بیج - سنگدلی و  
 شجاعت نمانند اسنم نے دانمہ پہ شیبے پیرسی شدہ بودم - اما سہیقت  
 امر ایں است کہ ایں سنت از غیرت و سعادت دیگر در من پیدا شد -

اسپ تازی را دور زسے گریہ بندی پیش تر فرود  
 رنگشاں ہگوں مگر و طبع گشاں ہمکوب شود

درال اوقات ز مذکورہ نیم در علم سے بود - کہ بجز بیبی درین کوش بدی شہ زون  
 داغ بہا دن چشم کردن - دم توپ گذاشتن - زیادہ انداختن - چیزے و میرے  
 شنیدم - سے توانہ گفت - کہ اگر پریم را میر وند - کہ پوستش را این و پر از گاہ  
 سن چوں ہما نیہا مضائقہ نداستہم -

۱۸۱۲/۵۵۴

گز منسوب بر سی است مردی مردی

بیدار وقت ہاں ایہ

# گفتاری و چہارم

## شعر از نظم ملازمین دولت در ہنگام مأموریت

پادشاہ آہستہ آہستہ بسطاطیہ زدہ پو پو ایں بر راتہ چہارزدہ روز در ساعتے معین و  
 مستند اندزدہ بکوشک تابستانائی نو ساختہ شو و نروراند۔ این کوشک در پہلوئے  
 خراب ہائے شہر قدیم۔ بر تلکے واقع و چمن سلطانیہ مشرف منظرہ خوش و صمیم دار  
 و زہیر پائے نظار گیاں ناچشم کار میگرد۔ چار و سیفید بر افراشتہ بود۔ من این حالت  
 تسبیح گری خویش را با حالت امیرے خود در میان ترکماناں قیاس کنال با عظمت  
 و شکوہ بر خود سے ہالیدم۔ کہ بارے۔ امروز مروے ستم۔ زلزلے مردم مرا می  
 زدند۔ و امروز من۔ دم را میزنم۔ اسم فاعل و مفعول را مثالے صحیح شدم۔ مثلاً وقتے  
 کہ آخوندم۔ چوب سے زد۔ تا عربی اسم فاعل و مفعول و بمنزلہ لازم بود۔ اکنون کہ فعلم  
 سے تو اندر بدیگرے تجا و زکند۔ نمیزد اسم فاعل و مستقیم۔

من در تصور و تصدیق این قہنمایاںے الفاقیہ کہ شیر علی داخل چادر شد کہ  
 رفیق چلشتہ کا زو بار چلہ شد۔ بہرہ میں بیاد کارار ملا برائے اردو سیوریات  
 باطراف و جوائب حوالہ شدہ۔ سچوڑ سائیکہ از وہ قارج سوار کہ میانہ اینجا و مہدان  
 است۔ حوالہ شدہ بود۔ بعد ازیکہ چند روز پیش شاہزادہ لجرم شکار آنجا رفتہ۔  
 و سیوریات را چنانچہ نرسیدہ است۔ تحصیل آل و تحقیق آل را اردن ریش  
 سفیدال و کہ خدیباں آنجا بہرست۔ شہی باشی۔ پس واگزار کہ وہ اند۔ چوں رفیق  
 منی با ہمہ لندن تسبیحی کہ نوبت تولد از دست ایشان گرفتہ ام۔ تو را بہرہ  
 میرم۔ بعد از نماز عصر ہمراہی حاضر باشی۔ کہ بایر فرواجیح و آنجا باہم من از  
 شادی بیتاب کہ باین زود سے توفیق پیدا کر ہم دبا بے خبری از شادوہ کار شیر علی  
 میدانستم۔ کہ این جنس فرصتہاںے امثال مامروماں جاہ جو را خیلے غنیمت است۔

خود کسب کر اگر شاگرد از سوسر است بر سرے ہائے با بھائے کند آشتی در لایح از حضرت  
ما انا با رحمان نیکو دم کہ سرچہ بجا مانده باشد بقدر سیر کردن ما مانده بجا کچھ شاعر  
گفتہ است :-

خود نزار مغز را بر جہلے ماند  
اقلا پوکتے از بند روانہ  
کنند از چانہ از ریش کے را  
ازو ماند بجا البتہ چانہ  
اہم در پہلوئے چادر در چادر بود لبشتانم  
کشودم پائے بند از پائے رہوار  
بہا دم زین و ترکش بر یکاہل  
برو گفتم کہ اسے پالبتہ تا حال  
بلا پابند خویش از پائے بگل  
اگر ایرانے را بگلانند  
چو تو پابند از پا اگر چہ مشکل  
لگد اندازی و گردن فسراری  
تماشا کرد با ید رب سستہاں

بالجملہ من داو با یک قاطر بند بردار در وقت غروب اردو بیرون فرمیں۔ در  
عالم نوکری بابے لقب بیگی ہم دست و پا کردہ بودم۔ از فیقے رستمہ نقرہ  
برائے سراسب خود و کمرے نقرہ برائے میان خویش گرایہ کردہ بودم۔ بشرطیکہ  
اگر گم شود۔ تاوانش را بدہم۔ و اگر نہ بکرایہ سو قاتے برائے او بہ برم۔  
باآں یراق و آل کمر بند شب ہم شب راہ پیماہاں۔ دو ساعت پیش  
در راہ نما میدہ وقت بیرون رفتن و قلیان کشیدن صحاروندگان بہ راج سوار  
از سیدیم۔ از دیدن ما معلوم است۔ اہالی دست و پا چہ شدہ ز ناں روئے پوشیدہ  
وہ ان بتواضع بزخاستند حالابیا و باد بروت میر غضبانہ شیر علی را باش۔ کہ  
با چہ قات دقت کد خدائے آنجا را خواست۔ سرد ریش سفیدی محترم بابا سے از



مرقم ہر سال کہ کبادہ شہزادگان کشیدن نہ کارے ست آساں - خواستیم - بادشوت  
 والتماس و ثابت دفع بلا کنیم - نشد - قرار بخالی کردن ده - و فرار کردن کو بہادیم  
 تانہیں ستارہ دم دار دستگاری یا ہمیم - سرکار نسیمی باشی - اگر آں وقت حالت  
 این بیچارگان و ریختن آنچه دارند و تدارک - و فرار کردن ایصال را بکو ہمسے ہدی  
 دولت کیاب و جگرت آب مے شد -

شیر علی - باواز بلند باریک اللہ وہ پادشاہ نق و نق میاندا زید تا خراب گردو  
 و توقع آں ہم دارید - کہ ولہم کیاب - جبکہ ہم آب شود - چہنیں نیست - اگر پادشاہ  
 بفہم ہمہ یا از کشیر مے گذارند -

کہ خدا صیحات اللہ! آ آ خر گوش بدید - از اوقات تمنی فرود خواہد آمد -  
 گاؤ و گو سفند خود را با آنچه مے تو استیم برداشتیم و بمیان درو آب کند کو بہ فرار  
 کر دیم - در وہ بچہ کہ بہا و سوزن پیر ناخوش چہرے برائے شاہزادہ نمائند -  
 شیر علی - روئے سحاجی ہا با کردہ باواز خوش گفت - حاجی بیگ مے بی  
 ماں و اموال و آنچه از اشیائے کہ سہا دشتہ اند بکو بردہ اند - و برائے شاہزادہ  
 کہ بہا را با زناں پیر ناخوش گذارشتہ خوب کہ خدا بانی را بگو -

کہ خدا - سرکار آقا - ناد میان درہ و کن - بہا چا در زویم - و آدمی چند  
 گماشتیم - تا سبجا خیر آرد - ظہر روز دیگر خیر آرد و نہ کہ شاد اوہ با خدمت و شہ بسیار  
 آمد - ز فرار ہل دہ در غضب شدہ امر فرمودہ! خدا نگاہش در ہائے تخت  
 را بزد شکستہ دانن و جانے کہ شدہ گشتند بجائے حفا - شش غضب شاہزادہ  
 کیے از زمانہ پیر پشہ - بستہ - دمن - شود - ز فحش و درشتنام ہا ہا و چہرے  
 باقی بگذارشتہ سپس شاد و بہ - ہر چند کہ ہر چند کہ ہر چند کہ ہر چند کہ ہر چند کہ  
 و در زمانہ مار شستند - ہمہ ایشیا - ہر چند کہ ہر چند کہ ہر چند کہ ہر چند کہ ہر چند کہ  
 وہاں کشت و زشت - ہر چند کہ ہر چند کہ ہر چند کہ ہر چند کہ ہر چند کہ ہر چند کہ  
 ہمہ امور آرد - اسپان - ہر چند کہ ہر چند کہ ہر چند کہ ہر چند کہ ہر چند کہ ہر چند کہ  
 چید زہر - و ہر چند کہ ہر چند کہ ہر چند کہ ہر چند کہ ہر چند کہ ہر چند کہ  
 بیاس - بے کوزہ و یوسف - ہر چند کہ ہر چند کہ ہر چند کہ ہر چند کہ ہر چند کہ ہر چند کہ



ایں نخلان شیر علی۔ از جلسہ برخواست و پیش پیر مردا گرفتہ گفت۔ مردو کہ۔  
 باین لیش و نیم سفید چائے کنی۔ این طور دروغ سے کوئی۔ در وقتہ حضورش باقرار خودت  
 ہرچہ گراں بہا داشتہ یکوہ بر مید۔ و ملاحظہ خراب شدہ آید۔ این سئے شہود ساملایں  
 ہمہ را برائے عمر خوف و نامرولو شنیدن تو نیامدہ ایم۔ اگر خیال ریشخند مآذاری۔ اشتباہ  
 کردہ تو شیر علی راستے شتاسی۔ ایں جور مردانیم اگر یک چشم مان در خواب باشد  
 آن یک دیگر بازاست اگر تو رولہ ہے ما پر رو با ہم۔ اگر تو کہتہ آپارتی ہستی۔ ماکتہ  
 آپارتی ترم۔ باید ریش تو خیلے سفید تر و ایں دراز تر باشد۔ و حجت خیلے وینا دیدہ  
 تر مگر توانی مارا دوست بزنی۔

کہ خدا۔ خدا کھد۔ من ہرگز فریب تو نخو اتم۔ من کیا و ایں خیال کجا مار عیت  
 پادشاہیم۔ ہرچہ دایم و ندرایم از پادشاہت است اما چہ کنیم نخت مان کردہ پولو تارہ  
 کندہ اند۔ ایں تپوہا مان ایں لہہ ہا مان نہ درخاڈ مان جبہ ایست۔ و نہ در کشت مان  
 خوشہ۔

شیر علی من ایں جو نما سرم نمی شود۔ پوست کندہ یا کندہ جبہ تاریابی جبہ با یک بار  
 کردنی واریہ۔ ویک حوت گھتی حکم پادشاہ باید بجا یاید۔ یا سیورسات یا بدل سیورسات  
 با تو و سائر لیش سفید ال رالبطانیہ بحضور حکم می بریم۔  
 ازاں بعد کہ خدا ریش سفیدان را بگوشہ کشیدہ با سرگوشی یا ستشارہ و استخارہ  
 پرداختہ۔ و ما با کمال تخصص و کیفیت بے آنکہ کیگمان کنو چوق سے کشیدیم  
 و نیس سے کریم۔

تیسرا استشارہ ایتکہ مارچہ نہ۔ یکے شیر علی را بچارے کشید۔ و کہ خدا با کمال چرب  
 زبانی و چالوسی بر نزد من آور کہ آقا ہم من دہم سایراہل ایں دہ۔ نخت غریبی تو پیدا  
 کردہ ایم۔ بہانا تو خضم وقتے کہ خدا بخلاصی ما بیچہ رگاں فرستادہ است کہ کسے کہ ایں درط  
 نخت دہ توئی نہ خدا ایں تر نمائے چالوسانہ را میزد من باوقار تمام باچوق خوبے  
 صدا بازی سے کریم۔ . . . شش گجویم۔ ہمیں کہ حوت رشوہ بمیان آید۔ طور دیگر  
 شہدہ۔

یہ نخت۔ مشورت بریم۔ و منفقیم برائیکہ چیزے کہ ندرایم چکوہ بضر بنیم

اس مسئلے است آہم بر سر اینکہ اگر شما این بلا را از سر اذفع کنید۔ حاضریم چیزے بشما پیشکش کنیم۔

من بسیار خوب۔ ولے میدانید۔ تنہا نیتیم۔ بزرگی داریم۔ اگر ہم بزرگ مارا نہ بینی۔  
اس حرفبامقت است۔ ازین گذشتہ۔ چر بے دست اورا من من رون  
باید۔ نہ مقال مقال۔

کہ خدا۔ چہ بکنیم۔ ہر چہ داریم ظاہر و باطن۔ اما تمیلات اسالہ ما خیلے گراں  
بود۔ بجز فرزندوزن چیزے بجائے نگذار وہ کہ بدیم۔  
من ہر فیک راستش این است۔ کہ اگر پول نقد اندازید۔ یہودہ زحمت  
میکشید۔ با پول نقد بالائے سبیل شاہ نقارہ سے تو اوں زدو لے بے پول بجز  
ضرب چوب چیزے در میان نیست۔

کہ خدا! از کجا پول۔ پول این قدر کیاب است۔ کہ اگر زناں مایا تہ تعویذ  
گردن سے کنند۔ و اگر ما مردمان بیچارہ پنجاہ تومان بدست آوریم خود را مالک  
کوہ نور سے شماریم۔ و در زیر خاک پنہاں سے کنیم۔ کہ قارونیم پس نہ بگوئیم فرود آورد  
کہ تو مرد متدینے۔ احمق نیستی۔ اگر خلاصی ممکن است مارا بدان شیر نیندازنی۔  
ر رفیقمان نشان وہاں گفت۔ یہ بنیم ہم این را چہ طور سے تو اوں دیدہ بہ ہنچ  
تومان نقد و یک شلوار قصب سرخ سے تو اوں دہنیش را بست یا نہ بگفت۔ ایر  
رانے دانہ ولے میدانہ۔ کہ رحم ذرہ درواں اونست۔ تومان را وہ و شلوار را  
یک دست ارضت کنید۔ بلکہ بگردن قبولش بگذارم۔

پیرہ مرد گفت۔ او خیدے است و ہمہ وہ رہین ہیں مبلغ نے ارزو۔ ہنچ  
تومان یا یک شلوار تو اورا بایں کہ سے گویم راضی کن۔ تصرف تو ہمہ بالائے چشم  
مان۔ تو را ہم راضی خواہیم کرد۔

مجلس ما بدینجا انجامید۔ من مشتاق ایندہاں دیگر کوشش شیعہ علی چہ بہ سید  
خواندہ و او مشتاق کہ گداز۔ من چہ افسوس د میدہ خود۔ یہ یک دیر رس اندیم  
از فقرات گذشتہ یکدیگر را مصحح ساختیم۔ معصوم شاہ کہ ہر دوئی خواستہ نہ بدین  
ما چند مردہ حلیم۔ بشیہ علی گفتہ۔ رفیق من تو را جو سے قلم دہام۔ کہ میرے شرف



اور دلدار و دیر سے آفتاب گرفتہ ہو گیا ہے۔ وہ در پہلو سے ہوا کہ کچھ بیٹے  
دار و خوب بیٹے است میں قیوش دارم کہ خدا عباد اباطل خدا پر دشمن  
را بیامرزو۔

انہیں سخن مردم وہ انگشت بردہاں کسے را یا رائے درہاں کشائی نما از من یا  
دست ہتی یعنی بانگ بے شکر اور چیز سے کہ فہمیدم تحیر بہ این بود کہ بعد انہیں ہم  
شہریان دہم کاران خود چگونہ حرکت کنیم۔ ویکے کہ خود را دوست من گوید  
چہ طور اعتماد کنیم۔ بایں حال برگشتیم

# گفتاری و پند

## در تبدیل ترسرونی بخت بختہ رونی

### در سیدن حاجی بابا بچہ وہیل نائب پیچی گری

دو بڑے بزرگ۔ کہ تبرک قاطرینہ بختہ بودیم۔ تنہا پیش کش بزرگماں  
ازہ روو یار و اول پیش نائب رفتہ او مارا پیش رئیس برور رئیس در چاندرا باجھے  
از رفقا باحکاط مشغول بود۔

بشیر علی گفت خوب، چہ کردی؟ سیورسات را آوری یا کہ خدا را۔

بشیر علی جواب داد۔ خدمت سرکار عرض مے شود کہ نہ سیورسات را۔  
نہ کہ خدا را۔ کہ خدا مے قاج سواراں و دوبرہ خدمت سرکار فرستادہ و ما چشم خود  
دیدیم۔ کہ بیچارگان بجز این دوبرہ چیزے در بساط بلکہ جانے در جگہ نداشتند۔ ہرچہ  
داشتہ و نداشتہ از دست شال گرفتہ اند۔ بلکہ اگر چیزے باہر نال فرستادہ نشود

از گرسنگی گوشت یک دیگر را خواهند خورد۔  
نامر و خاں :- بسیار خوب ۔ اگر گو سفند نداشتند ۔ بره از کجا فرستادند ؟  
شیر علی :- راست است و حوت سرکار درست ۔ اما سخن من نگر گندم بود ۔  
نگو سفند ۔

نامر و خاں :- چه البوجیب فرمان که خدا درویش سفند <sup>درویش</sup> را بنیادوی ؟ اگر من  
آل جا بودم ۔ زنده زنده آتش شاں سے زدم ۔ زانو بندھے کر دم ۔ تا قرا هر چیز  
واری کنند ۔ بگو به بنیم چو بنیادوی ؟  
شیر علی :- بدین نگاه است شهاب و کناں اما خیلے چید کر دم ۔ بستیم زویم ۔ فحش  
دادیم ۔ حاجی محمد را دیده و سے واند ۔ و گفت اگر پول ندید ۔ البتہ کسی به شما  
چم نخواهد کرد ۔ تم همه از ما با ایشان نشد ۔ و خلعے کر دیم ۔ کہ خان رحیم در دل ندارد ۔  
اگر خیال زیر دستش بقیقید و بگر خلاصی ندراید ۔

نامر و خاں :- اینها همه را سختی ؟  
شیر علی :- گفته و چنان ترسیدند ۔ کہ اگر زمین سے شکرگفت فرو سے رفتند ۔  
نامر و خاں :- رز و بجای :- بنموده حاجی ۔ من نمی فهمم ۔ چو ایشمالیے آنها برگشته

آید ؟  
حاجی :- ربا تو دفع تمام راستی بندرتم نمی فهمم ۔ او نایب دویم بود ۔ و همه کاره  
و نایب کور ؟  
نامر و خاں :- خشنک ۔ رو بچو طمن گفت ۔ این دویدر سوخته بدیم ناساخته اند ۔  
شیر علی :- بدین بنان و مناب پوشه بگو ۔ به بنیم ۔ چه قدر گرفتنی ؟ حاجی تو کہ یک  
دو ش نیست ۔ در خدمت منی ۔ بگو به بنیم ۔ چو اندوختی ؟ سر چه قسم خوردیم ۔ و غدر  
اور دیکه کسی پوشه نبرد ۔ و باور خورد ۔ در آثره ۔ از چه در سیر دل کرده بدست نایب  
سپه دزد ۔ تو ندید ۔ و به بنیم ۔

حاجی :- شیر علی ۔ بگو به بنیم ۔ فی غایت دست سخی گرفته با من قسمت کندده تو مان  
نایب کور ؟  
نامر و خاں :- رز و بجای ۔ رز کار زند شته شهاب را خورده در دوسر و خمار را هم تو



# گفتاری و ششم

## با امیر بخش اظهار شفقت

### دجوال مردی حاجی با بادربار و زنی از ارامنه

شکر پادشاه روس که با دولت ایران جنگ داشت - آن روز با درگرجستان بود -  
 و ترس آن سرفت که از حدود رودارس بگذرد و حاکم ایروان بلقب لبروار و مقرب  
 شهریار از منتهی باز با چو چیمبائے روسیه بطاعت جنگ - و گریز بستیز و آویز بودی و  
 خود را بخراب کردن دیهات و قطعیات سه راه مشغول میباشته - و لیکن هر دو هم  
 حاکم تبریز - در نزدیکی اسنجا با اردوئے قرار بر آن داده بود که دشمن را تا نعلیس و  
 باصطلاح اهل دربار تا پشت دیوار شهر مسکو برانند -

اردوئے سلطانیه هر روز منتظر ورود - خیر برش که بالیست لقمه شکر برند - بود - و  
 در حراک پذیرانی سر آن دشمنان که برانے نشان فتح و ظفر بالیست فرستاده شود - تا اینکه  
 چا - پلنے جلورین بهم آتی بیجا - سه - پرو آمد - سه بار با طنطنه تمام در سر راه چادر  
 اچیدند - اما چون موکداً متدد و تمخواست بود - معلوم می شد - که حادثه تازه واقع  
 شده است - ازین جهت بزرگ نام وصال رفردائے بهماں روز باده هزار سوار  
 برگماشتند - که بزودسه چن - رس - بود -

بین باشی - یوز باشی - و بیایاں در - دو بدین سوواں سوشتا بااں تمیرد - ایک  
 نام وصال رس و پیرند - و دستور حمل خویش رسے گرفتند - چادر نامرو خاں پاز

سرگردان بود۔ ایشان دستور اسل و بیگونی حرکت مثال راسته داد۔ اموریت من  
این که ایک نوح تسبیح ایک روز بیشتر از همه برائے ترتیب سیورسات برده۔  
این کار کوشش و زحمت فراوان در کار داشت و نه اگر بگردن کسیست همه سے تمام  
نیکی فرصت بود۔ اما از حرکت شریعی متبر شده جوأت گرفتن ریشه نموده همه کار و هم یک  
تصاحت آتش برص و طبع را فرو نشانم۔

بالا و الجبے خوب شتاب یک روز پیش از روز دوازدهم بایران رسیدیم۔ سردار  
هم بعد از هجوم به تشلو خود را بدینجا کشیده منتظر سواران نامر و خال بود۔ دوازدهم  
از سمت دیگر سرحد بسرحد گنج۔ که تازه بدست افتاده بود۔ سے وقت۔ و چون بوجد  
نے توانست از او نئے خود شکر جدا کند۔ سردار از او نئے شاپی استغاثت  
جست۔

بعد از طاقات سردار با نامر و خال و گنگاش ایشان قرار بایران دادند۔ که از برائے  
اطلاع از حرکت لشکر بایران روس بهر سو نئے جاسوسے رود۔ من بامیت نفر از جانب  
نامر و خال مامور بدین کار شدیم۔ سردار نیز برائے بلد بامیت نفر همراه مان کرد۔ وقت  
غروب همه جمع شده بعد از شام برآه افتادیم۔ نزدیک طلوع آفتاب بدو اشتراک  
رسیدیم۔ تا از آنجا بفرق کلیسا جائے گاه خلیفہ رویم۔ در کنار ایل اشتراک۔ کلیسا  
خراب بلئے زمینیاں بسیار است تا گاه یکے از ہر اہاں بانگ بر آورو۔ تا دخیلیا  
مظہر العجایب این ہیکل عجیب و غریب چیست؟ آنچه من بینم۔ شما هم سے  
بینید۔ یا نہ؟

یکے گفت۔ من ہم سے بینم۔ غول بیا بانی است یا ہیکل شیطانی این ساعت  
ساعت غولان و این وقت وقت شیاطین است کہ میآیند و مر و گارال میخوندند  
شاید حال ہم در آنجا مردہ میخوندند۔

من ہم چہ نئے میدیدم۔ اماں شخص آل نئے تو انتم داد۔  
بر سر ایل ایستادم و چشمہا بجانب سیاہی دوخته ہمہ با عقاد اینکے چہ نئے خلج  
از عادت و ماورائے طبیعت است جملہ پناہ بر پیغمبر و امام سے برویم و کسے یارائے  
پیش رفتن و داشت ہر یک بنام دفع رفع و کزیز انک شیطان و غول آیت و عزیزیے



سے فریاد۔

پیر مرد عاقبت گفت کہ نیکو نیا تھا را بکشائید۔ تا اگر غواں است در رو چو چادر  
اصفہان این امر را تجرہ کردہ ایم۔ خیلے عجیب است۔  
جوانے ترک گفت۔ میں تجرہ نیکو نیا تھا پر اسے کہ زیادتی غول اصفہان است  
غول آذربایجان میں چیز با از میدان بدر سے رو باید پاچہ با در مالید اور لا پیکرہ  
این بگفت۔ واسطہ برائیخت پس از لمحہ چند چیز آورد۔ غواں زنی است چادر سفید  
بامروے در آدویار پنہاں شدہ اند۔

باخت شش تن از ہاں ہاں ہاں کے تحقیق بخراہ رفتہ۔ چہ وظیفہ جا سویم جنیں  
اقتضائے سے نمود۔

در زیر ملک شکستہ۔ زنی دیدیم نیمہ وہ بروئے زمین دراز کشیدہ۔ جوانے  
سرگرم بیان پہلویش نشستہ۔ ہر دو جوان در دو بالباس گرجی۔ وہاں نیکہ زن پڑھو  
وزر و گوہر بود۔ شادہ بہت از او پیچیدہ جوان قمر در کشتہ پر یوار نہادہ کے از  
آں برآزند زانی بود نہ گز ما تداں جوان ندریدہ۔ رو نپازان سفید ولی جا بجا  
نویں و دریدہ بود۔

پرسیدم سے وہ۔ بیواچہ کے تغیر با گراؤا کہ زیدہ چہ برہ ٹھے۔ دید۔ جوان  
سر برداشت کہ اسے جوان مرد۔ زنی دوستیری است۔ اگر ہم گر فتنہ ماموسے  
بجق مرد سے وہم وانگی کہ میں زن را از جنگ۔ سردار برہان۔  
گفتہ ہے۔ نے گر فتن تو مامور نیستم۔ تو خود بگواز کجا میانی و کجا میرونی۔  
جوان مرد جواب داد۔

آں یہ کہ نہ پرتی تو و ما میں ننگویم  
کہ انسا نہ را باعث مدد گو نہ ملال است

در نزد سے یاری و مدد گاری میں زن نیکہ مردہ۔ بہ پناہ گاہے پر سال تاغیر  
چہ عجوقی است بتیاری زنی لازمہ درو۔ آں گاہ میں بیان حال خود را خواہم کرد۔  
و بہ نیکہ دست چاس من خود موخت گراؤ خدا مال سردار بناشی۔  
میں اس بیان او چند س موختہ بود کہ اتنا میں لازمہ نہداشت باوہ۔ یا نیش

باروئے پوشیدہ یا آہ وزاری بجان پیرہ نسے پرده یہ تیار دار ماہر پر دم - حوال  
 مرو گفت - من ارمنیم و اہل اشتراک ہم ہمہ ارمنید - ایں کار سخت بجا شدہ دایں  
 خبر ما ابشار تے بود -

# گفتاری و مہتم

## سرگزشت یوسف ارمنی و مریم

خیال ایں بود - کہ برائے استراحت خویش وہ میدان حیوانات کیوہ (اہران) روم  
 لے قبیلہ کہ باہیت سیورسات از ایشاں گرفتہ شود - از ترس جنگ کیوہ باگر سینختہ  
 بودند ناچار با امید خیر یافتن از لشکر یوں درداشتراک ماند -

بعد از دو ساعت خواب - و صرف ما حاضر جو امر وارمنی را طلبیدہ تا شرح حال  
 خود خصوصاً کیفیت فرارش را بیان نماید - چون روز روشن شدہ بود - از ملاحظہ و جنات  
 حال و حرکاتش چنان استنباط کردہ کہ سرگزشت او بناید دروغ و ساختگی باشد محضاً  
 بدیں گوئی بیان حال خود نمود -

من اسلم ارمنی - و اسم یوسف - پدرم کہ خدا سے وہ - رفتلوں کہ در وہ فرم ہی اینجا  
 مے باشد - بنا سبب سردی آسج و دوستانی مکانات و جزئی استحقاقات - از ظلم  
 و جور حکام اندک زمان بودیم - محمود ناویم در خدمت زاری کیسا بودند و مرا موط  
 نمودن بر آلتجا خواستہ - بدر منہ آنجا فرستادند - و در کتاب خاتمہ مدرسہ - با ایں کہ کہ  
 کتابہ راجع یرینیات بود - کتابے در کتابچہ ارمینیاں پیدا کردہ - صلحہ نمودہ ہمید  
 کہ ما وقتے در دنیا تو مے و ملتے و صاحب سکرنی بودیم - ایں معنی رگ غیر قہہ ہمید  
 چنانچہ ترک طوطی رہبانیت کردہ اختیار رفتن سپاہیگری نمودیم - در آں اثنا جنگ

من در سواران میں آکر دو روز گزار کر ایں واقع شدہ بود۔ بیاری شامان  
خوش بر صفا شتا فتم زار سے کہ با ہمیش روزگاری بالود۔ باکمال بیرون بیرون  
گردید۔ از استادریگانہ کہ لے لارسان و پریشان با فتم۔ بیات شرح حال علی  
داران من علی الخصوص۔ ایک۔

روزے مسلح در کشت زار به یک سوار ایرانی بر خوردم کہ زلمے پرترنگ داشت  
عالمیان دورہ پیلویمیم خواست بگذرود۔ چشم زن از دور کہ من افتاد۔ بیاری اشافتم  
منو۔ من از روی غیرت و دلش را با نهایت کرد و تیغ بر دست سر راه بر سوار  
ایرانی بستم۔ بجهت تنگنی سر بار خود دست به تنگ و خمیر با دیون تراکت۔ با  
مازیع آملید۔ سخت بروئے با فتم۔ و از زمانن اسپ او زن را از ترکش بینا  
خواست با من در آویزد و حرفت را سخت دید از ترس جان چاره جز اینسکه  
بگریزد و نرید۔

فویا بیاری زن دویدہ در لباس از مینش دیدم۔ چوں سپر ستاری شتا فتم  
بمترن زار ش یافتم۔ سالش چارده و با از ماہ چارده بود چشم بروئے افتاد۔ از  
پاسے و افتادم۔ ز الیم لرزیدن گرفت و دلم طلیدن عشقش چخال لبر پایم مستولے  
شد کہ

گفتی ازیں بهال بجهان دگر شدم

اگر چشم خیره نمے شد۔ تا قیامت از دیدارش دیدہ بر مے کندم چوں خویش را در  
بغل میگاہ دیدار عقل میگاہ گردید۔ ہر سال چہرہ بخراشید۔ کہ خواب است یا خیال  
من و برنگاہ اهرے است محال۔ ولے چوں مرہ مجنس دید۔ میلش کشید۔ وانکہ  
آرام شدنہ من نہ آل کہ اور از چگک دشمن رہودم۔ بلکہ چوانقالبش کشودم۔ چ  
ورمیان ارامنہ جز شوہر کے نقاب زن را کشودن تواند۔ سوگند با خوردم کہ کشودن  
برقع نہ از روی ہوا و ہوس بلکہ برائے افاقت و راحت تو بود۔ اطمینان دلوم  
کہ ایں راز در میان من دا و ماند۔ و کسے دیگر نداند۔

پس از آرمے گفت:۔ من ایں سوار ایرانی رائے شتا سم ولے چند روز  
پیش ازیں جنگے بین ایرانیال و گرجیاں واقع شد۔ ایرانیال جمعے از گرجیاں ایسر

گرفتند و این مرد جهاندار با یک کل آلوده باقی گرفتند و بعد از آن سیر کریمی گذران  
خواستن یعنی زود کوزه آب در دست که چرخ زخمه را بر سر او انداختند و او را  
کار در دست بر آمد و تمهید میگفت - اگر صلاحت بر آید حکمت بر دم حل به  
تک بشمارد و بپزند - دخترانے چند از دوران حال را مشاهده نموده بفریاد و  
فغان برخاستند - و محفل است - بخارا و ام خیر رسانیده باشند - هر از راه  
بے راه پیشخار رسانید و با همه تمهیدات او از تو استمداد نمودم - باقی را خودانی -  
درین حال جمعی سواره و پیاده تازان تازان و دو دالی و دوال در رسیدند -  
دخترک فریاد بر آورد که اینک خولشان من -

چون به عهد بگرد رسیدند بوس و کنار پرداختند - من از یک سوئے سرا را  
ولرز ان که مبادا این نامروی را از من دانسته باشند و لے محمد خدایا که دختر مرا  
هوادار خود نمود - و ایشان از من اظهار تشکر نمودند -  
پدشش نام تبسم پرسید - گفتم - من پسرخواجه پر و س که خدایے قمشلیم  
شاسا و آیدیم - شادمان گردید - و پیرائے اولئے شکرانه با صرار و ابرام به  
بجایم بود -

در نزدیکی منزل - مردوزن بدیدان ما مشایبان نے گفتند که دیوسے وصال  
خوئے آهین سر قولادینچه - روئیں تن زره دار بر اسپه سوار که در وقت پوری زمین  
را شگفتی و مانند رعد غریبی - در سر چشمه آمد - مریم را بر بود و حاله ساخت - پس  
فرشته بصورت جوانے کشتا و رز از میان ابر کوه و از کوه بره فرود آمد -  
با سلسله اثر در شکل آتش و قشای - مریم را از دست و پو خلاص ساخت - و او را  
فاکتره طریبادیتی داد - و خود نا پدید گردید - بهاتا آن فرشته روح القدس  
مجم بود - که بخلاصی مریم آمد - مرا نا دیده فرشته انگاشته بودند و سخت پر خود  
مے بالیدم که بهال اعتقاد بازماند - و لے یکے از کوکان که مرا بار بار و گلپه بانی  
و گاوری دیده بود - گفت - این فرشته نیست - این یوسف پس فلان مشکونی  
مے باشد - با آن همه مراد صاحب مجزه مے نمودند - خولشان مریم از شکرانه عاجز و مل  
من از عشق او مال مال بود - و بجه تن میونختم و مے ساختم - چه دیگر اول بے نقاب مبرم

مگر آں ہمہ لذت لذت یک دمہ بود۔ بر خود مصمم کردم کہ  
 دست از طلب نذارم تا کام دل بر آید  
 یا جاں رسد بجاناں یا جاں زتن بر آید  
 اگر ہمہ باید یاد بود حال خوئے بیازم۔ آں فرشتہ مثال را سے بر ایم۔ پس یہ  
 تصریح ہے بچرخ بے نقاب بر خوردہ۔ دانستم کہ تہربانی از دوسو دست بے سوال و  
 جواب در گذشتیم۔

فروائے آں روز بخوانہ برگشتہ برست و پلئے بدر افتادہ۔ مادر را شفیع ساختم  
 کہ مریم با بہر بہار کہ باشد بر ایم خواستار کنید۔  
 در پوزش کنال کہ ایں وقت عروسے را نشاید۔ من بے سرو سامان جنگ  
 در میان۔ در میان عرصات عروسی؟ یعنی چہ؟

خلاصہ بزور زاری عاقبت راضی شدہ بخواستاری رفتندہ پدر و مادر  
 و ختر نیز راضی شدہ۔ نشان دادہ نامزد شد۔ شیرینی خوردہ تدارک عروسی دیدند  
 و ہمہ درال بندہ ہدایہ ما برست روس افتاد خانہ ما بحکمہ اینکہ خانہ کد خداست۔  
 منزل سر تنگ روسی شد۔ از ایرایاں بیش از روسی مے ترسیدم سر تنگ  
 روسی با اول گری داشت و لے از جانب مریم نمیہ نہاشتم۔ ایں سر تنگ  
 مرہ سے بود در صورت بچینہ نشند۔ س۔ رویش مانند رخسارہ یر صیان سپیدہ مویش  
 مانند سوزن یا خار۔ خار پشت بزرگ کاد۔ چشمانش کوچک و گود و کبود۔ بلکہ زرخ  
 و در پشت تپہ عذار و در دامند کوی پیشانی در مخاک طولانی بینی۔ اما چانہ اش لورہ  
 کشیدہ و در نوک آں موئے دوسہ نمودار

گس گفستی بنوک تیز تخم مرغ ریختی

خلاصہ شب زفاف شد۔ ومن در جلدہ۔ فتم۔ ناگاہ طوفانے برخواست از  
 یک سوئے رعد و برق ہ باران واز دیگر سوئے غرش توپ و تفنگ و شبیہ  
 اسپاں چیرے در میان تجارفتا و گماں کہ دم۔ برق است۔ بچرخ صحیحہ زوم  
 بچرین او در کار جستن نقد ب بود۔ کہ من یہوش افتادم۔

چوں بہوش آمدم عروس خواب و خیالے نمود۔ در روشنائی برق۔ سر

سہ ہنگ روس را خون چکاں در دست سہ ہا ز ایرانی دیدم روسیاں را تعاقب  
کر وہ مردم از یام پیام میگویی بختند۔

دوسوا دیدم۔ نئے بترگ است میرزند یاد مریم آمد۔ از پے ایساں دیدم  
پایم یارانی نکر ڈوہ۔ یہ ہوشا نہ شستم۔ تا صبح پدیدار شد۔ فرولئے آں روز چوں  
بحال آمدہ و بدہ ز نعم وہ را خواب و مریم را با میرے رفتہ دیدم۔

ایرانیان در کار شادی بعد اس تسخیر و رود شکر بیان روس در رسید  
خیجہ از آنجا کندہ با پرواں زدند۔ چندے از مریم بے خبر بودم۔ آخوشیدم کہ در سراسر  
سردار است۔

با برداں رفتہ۔ دور پل ز کوئی ریازنگی کہ دیوان خانہ براہنجامشرف است۔  
پانزدہ روز پے در پے ایستادہ۔ اثرے ندیدم۔ عاقبت روزے بیالئے بام  
آمدہ مرا دیدولت ماحت بدست اشار تم کرد۔ من خود را بہر انداختہ  
پائے برج ز نعم۔ اواز بالئے برج خود را بیابین انداخت اما پیاری بخت  
در خیجہ راہ پہ شاخہ درخت بیدے گیر کردہ۔ زخم وار شد۔ ولے ہلاک نکر دید۔  
اولا رپوہ شتکاناں بکارہ آمدہ بکش بکش تا اینجا خود را سانیدم۔ ایک من  
و ایک او۔

## گفتار سہ و ششم

بقیہ سرگذشت یوسف از حق و سلوک حاجی بابا

یوسف حکایت خود را بہ خصصاً تمام کرد۔ و من تعجب نہ نمود۔ و مستورے  
خواست برووزن خود در پیرہ زحالت و سے بین تیر آو روچوں تئہا ماندم۔ با خود

گفتہ۔ اس جوان چہیں حکایتیہ فی البداہتہ در حضور من نے تو است بسا زوال بہتہ  
 واقعیت وارد۔ زن خون آلود ہم گواہ صادق دوست۔ اما اگر بگذارم فرار کند۔ در  
 پیش سردار چه جواب گویم۔ رفتن منصب سہل است۔ حرف در سرگوش و مہنی است  
 اویا۔ ہا بناید کرد۔ کہ مثنائی نسیمی گری است۔ لقمان حکیم چه خوب گفتہ۔ اگر پلنگے  
 پرستی باش تا ساثر جانورال بداند سر و کار شال باکیست۔ اگر دراز گوش و  
 در زیر پوست پلنگ باشی پوستت را بدتر از ازل سے کند۔ کہ خرواقعی باشی  
 من در تو دونہ پلنگ واقعی باشم یا خر سے در پوست پلنگ کی پوست خبر  
 آورد کہ ہم ہم سخنش آمدہ و اندک احتیاط یافتہ اما از کثرت نشر خون از جراحتش  
 ضعیفہ بر او طاری است و بخت صدمہ تاق پایش در اضطراب۔ و تا چند روز  
 این بجا حرکت نئے تو اند کرد۔ مگر ایں کہ سردار تعاقب کند و بزور حرکت مان دہد  
 و نیز غنات از وقت بیرون آمدن از ایروان تا ایں دم ہم حالت بیان شرح  
 حال خود نباشت۔

انکوں گفت کہ چوں از جگہ با نقاب بیرون دویدم۔ دستگیر سر بازے ایرانی  
 شرم۔ در روش نانی برق صاحب جہالم دید۔ از وہ دور تو۔ پایا سے دیگر بار  
 دویم بر وہ پورہ فروخت و سردار میرا باندوں فرستاد۔ با آن حال در نظر سردار جلوه نمود  
 بلکہ جلوه نمودان ہم سخن است۔ پد حرکات و اطوار و حشیانہ اورا باندوں دنیا نش شنیدہ بودم۔ لغتہ  
 نے شوہر داہم۔ و نام شوہر اہم قلال است۔ و چوں در خانہ مسلمانان نے شوہر داہم محترم  
 است۔ پختہ شدہ۔ و گئے بخیال من نیفتاد۔ اما از شوہر بخت بامید رہائی بیکے  
 و زوں کشوم۔ او برے خود نمائی یہ پد داد۔ سردار خواست کہ اقرار بکرتاری خود کنم۔  
 بمانند شدہ ہم فرمود۔ تا ہر حال پوصالحہ رسد۔ من بخیال فرار اقدام۔ را بہا بستہ  
 بود تا یکاہ ملتفت پر لگاہ پکے بخرہ اطلاق خود نشدہ بودم۔ چوں آنجا را دیدم۔  
 نیال کردم کہ نہ! ز نجیرانہ ای جہتہ از ناموس خود را در اندن است دو سہ ساعت  
 پیش نے کہ تر پیندہ۔ و شوہر دستا کہ تمام روم و جہان سے پذیرائی او شوم۔  
 بہا بستہ شدہ۔ و تہیہ ہر موت و زینت۔ بیرون فرستادہ در را بستہ  
 پختہ شدہ۔ و روم پختہ روم تا تو رسیدم

یوسف بعد از تمام سرگذشت متحیر بیاری من البتاس والتجانمود۔

چوں روز بالآ آمدہ بود ہمراہاں برائے پڑ و پیش سوار منتظر من بودند۔ خیالے۔  
بخاطر مہم سید۔ کہ دفع مہم دشواری باشد۔

یوسف را علیحدہ گفتیم بعد ازین حکایت من تورا رہائی نمے توانم داد۔ باقرار  
خودت زنی از اندرول سردار گر یزاندہ کہ در سلمانی بالا ترازین خطائے نیست۔ تاچار  
یاستی تورا بایردان بفرستم۔ اما نمے فرستم۔ تورا با ما بیا۔ دور جا ہائے نابلد بلیکے کن  
اگر غیرتے درست و خدمت بزرگ کردی۔ مورد مکافات مے شوی۔ و من ہم  
در خدمت سردار طرفداری و کارے میکنم کہ شاید باز منت بے دغدغہ خلص شوید  
باغفل زنت در اینجا آسودہ است۔ و تا بوقت درگشتن تو البتہ از سرد مات  
راحت مے یابد۔

جوان۔ ازین سخنان شواں دستم چوسید۔ و بموجب دستور العمل من دواع  
زن کردہ مسلح جہراہ ماروانہ شد و مانند گوزن کوئے بیک چشم بر ہم زون تالبتہ  
کوہ پیش روئے ما بالارفت۔ - - - ۲۵۱۱

# گستاخ و نسی

## در اطمینان دادن حاجی بابا بیوسف رشتی

از میان درہ دکن کوہ ہائے خلوت وردہ۔ سنا ہوا بر بہرین یوسف۔  
بحسب ظاہر چو بود۔ و نمے برسد بہشت نہا میہ یوسف دون رفتن جو د نمود  
خواست کہ بیڈن بہ پنج رفتن خواجم۔ چو رفتن  
خبر رسیدن تریں۔ دس درہ غرور۔ چو رفتن۔ اسار دوسرہ دس ارگاس



منزل کے زودہ و محامل را تعون کرده یا تمکام ر قرا کلیسا می پروا کنند چوں از قرا کلیسا  
 چندال دور نمودیم بسیار مشتاق بودم که از چند چوں لشکر روس اطلبایم راهم  
 یا خود اندر بشیدم - که یا باس تجویز از منی را بکشتن سے دویم - یا رستگار ش میگویم - چه  
 به از آن که اورا بجا ملو فرستم - اگر خبر سے بد بخواه آورد - اسکا کے بخلص ادوزنش باقی  
 نے ماند - و اگر خیانت کرد - بلائے از سر خود و فرج کرده ایم و از سردار انجا سے می گیرم  
 که کینه گر خجته ات را آوردہ ام - الحاصل عرض خود را بدو بیان کردم - و در دم نتیجه قضیه  
 را استنباط کرده بآورد پذیرفت - مگر رنگ بست و دامن بگردوه کلاه را کج نهادہ گفت  
 ایشان را که فرار گفت - و بیک طرفه العین در جنگل دامن گوه ناپدید شد -  
 ولی خان میگفت : ه رفتت کردنت و صده ما و اولقیامت ماند -  
 گفتیم چو - مگر دوش در دست مانیت ؛ یا مگر از منی که شد از زنش دست بر  
 میدارد -

ولی خان جواب داد کہ مچوں او تر سلور و سپان ہم تر ساد مستند - مرده آنال  
 را گدازشته - بزنده مسخا ناں بر نمے گردو باس اسپ سواری خود ندر سے بندم  
 که اگر او خود یوسف کتخان و زانش زینبائے محتر باشد - دیگر ایشان را نخواهم دید -  
 پیہ و مرست ، و دستے پر سپان از کتاب سیاہ و سوخته بار لیش انبوه - بنیے  
 از لیش انبوه تر مدنے به ولی خاں کرد کہ حرف مفت مزن اسپ سواری تو شامی  
 است - به طور به سزای ندر سے بنیدی

ولی خاں گفت : به به بشیدا سپ از من اسپ از شاه نیست مرا بمیان  
 جیبری - خواستند -

مباشه به زرشید - او در پی تازی از اسپان سیاہ شدیم بهر سوئے پراگنده از  
 ایل اسپان و باد پوش خود به یک آفتاب گردانی ساختیم و اسپان را بهر غزار به چوین  
 و نه حت نمے دیدیم - شتر که اگر یوسف تا شب نیاید - شب را در آنجا بمانم  
 و چون از ہم به - تا بستد - و بهر غ با چیز سے دیگر برائے شام دست  
 از بهر - رسد - و سفند از گل و بهقنا ناں بزور آوردند - فی الفو  
 - ش - بهر بهر - شیدا به ماں با تفاق پروا تا کنند و قیمت مرا بجهت احترام

جداگانہ دادند۔

تا انجام روز از یوسف خیر نشد و آ آادہ خواب شریف۔ دو نفر کشیکچی قرار دایم  
تقریباً نیم ساعت از شب گذشت و ماہ در حالت غروب بودند۔ بناگاہ صدائے  
چند پشت سر ہم شنیدیم۔ بجز اجعت یوسف یقین کردم۔ صدرا را جواب دادم بلند  
از اندکے صاحبش پیدا شد۔ با ہم خستگی و کوتنگی راہ واقعہ را بدیں سال گفت۔  
چوں بحال و داخل شدم۔ یکے از سالک آتہائے روس کہ دریدہ از دست ایرانیان  
گریختہ بود۔ مراسم شناخت از در دوستی بر آندہ مرا بہ نزد سردار خود برد سردار  
با کمال وقت بجز تجویئے عالم برآمد۔ بہ بہانہ جتوئے زن خود گریبان را خلاص  
کردم۔ وانگہی اطلاق از خواب شدن وہ از حملہ ایرانیان وغیرہ شاہد راست گوئی  
من بود۔ از اطلاعات و استحضارات آنجہمے خواستم آوردہ بود چنانچہ با حدس  
و قیاس حرکات دشمن بعد از ازل قوت و تعدادشان را استنباط کردم۔

یوسف را اذن استراحت دادم چوں بر راستی و امانت یوسف اعتماد داشتہ  
بدستہ خود امر برگشتن با یرواں دادم بحکم خستگی یوسف را تہہ کن و یکراں سوار  
شدن اجازتہ داد و از نزدیک تریں راہ ہار سپار۔ در نزدیکی دہے قدرے  
استراحت نمودیم۔ تا از حرکت سردار نسقچی باشی خیر گیریم۔ ویوسف را ہم اذن  
دادم تا برو وزن خود را بہ بیند۔ از شادی بے خود شد۔ برقت و خیر بہیودی  
اولا باز آورد۔

سردار نسقچی باشی۔ از ایروان نزدیک منزل خلیفہ از سنیاں آمدہ بودند۔

یا یوسف سوئے برا نخواستہ تا فتم۔ ۱۲۵ قیاس۔

بیدار بخت ایم ہے



پاکشیرہ کیسوقاطران بازنگ ودرائے وازکیسوقاطرحیاں درجنگ وہائے۔  
 اسپال نوکران بزرگ درحیاط دویم و خود در حجرہ ہائے اطراف  
 آں۔

در بار بند پائین آدمیم سجادرتقی باشی رفتیم۔ وقت نہار بود و او در پیش سردار۔  
 بید رنگ باچکر و شلواریہ را آشنا خواستند۔

گویا مالک جویم مبارک خلیفہ بودند۔ آماں در حجرہ نشسته خلیفہ بدیں سوئے  
 و آں سوئے تکاپو میکرد۔ ہما ناں از تصرف آماں بے شرم داشت۔ اسپان خاصہ  
 سرداررتقی باشی بدیوار کلیسا بستہ بحالت استراحت و آسودگی آہنہا بیشتر از حالت  
 از منیاں وقت میکردند۔

چون اندگان کتاب قبل ازین نمودم کہ رتقی باشی کہوچہ بود۔ اکنون دو کلمہ ہم از  
 سردارہ جویم۔ ہرگز صورتے بشومی و نحوست او دیدہ نشدہ چشمش زاغ مانند۔ تو تیا و شل  
 چشم کہ بہ در شب تادرتخال ل آتش فشاں گفتی از حدقہ در پلو قیدہ بود۔ صاحب  
 مردہ بعد از نگاہ ہم سے ہم داشت۔ کہ ملک الشعرا در آں باب گفتہ بود۔

صورت سردارمے ماند کچوہ آغرے داغ

لیک ہنگامے کہ اندر قلداسش پرا پرومخ

وامنش گفتی کہ تا بیدہ است نور آفتاب

آں چنانکہ میتوال گفت از جنیں طینواں رین

از دستبر و پدیر پیر فلک دوچین دروور خسار ش بود کہ ریش کو سداسش  
 با ہمہ تخیل آں رائے انباشت پیرے بے پیر کہ از دناہائش چیزے بر جائے  
 نمائندہ نگریکے کہ مانند کل گز از دہائش بیرون بود۔ دولیش دروہ۔ سخت بگودی  
 فرورفتہ و مویہائے تنکش خاشاک صورت، آں مخاک ر پرے کرد۔ بسیار شل  
 بود۔ کہ تشخیص توان داد۔ بہ پلنگ شبیہ تراست۔ بیا انسان اما آنچه محقق است  
 ایں است کہ ہرگز صورت آدمی برین صورت نمودہ و پیش بعینہ صورت پنا پنے تیج  
 سہ و آئین انسانی جاہ تہہ تہیونی و ہائے توانست کہ وقت حور مسد بود و پیش  
 مے جبید۔ سنگرے و تہور شش رکوزہ و کران۔ ہند۔ ہند۔ ہند۔ ہند۔ ہند۔ ہند۔

خصائص، خصائل مخصوص ہم داشت۔ ذیروستائش را سے لواحت، دستگیری  
میکرد۔ خندہ روئی متحول میداد و دلاری سے نمود۔ و با آنجا چنان حرکت میکرد۔ کہ در  
نزد شاه معتد ثرو محترم تر از همه بود۔ شاه مانند لعیش و عشرت گذران سے نمود۔  
و پادانہ سفرہ ہم دم را بدنام میکشید۔ از فسق و فجور مانند بسیاری از مسلمانان پاک  
ترس و باگ نداشت و پوشیدہ و پنهان سے داشت۔ در و در راستی ایستے نمیکرد۔  
در پنهان ہر چه بود۔ در آشکار ہم بہال بود۔ ذیروستائ را انیسی ہم ساغراں را  
چلیے خوب بود۔ بجز رفیقش نسقی باشی کے از دائم الخمران بے و غدغہ از خشم و غیظ  
پادشاہ عہد ابد بامینا سے و آدائے نے نہ بستہ بود۔

با و کسرتن از تانیاں خود سخنور آں دور بزرگوار در آمدہ با ایستایم۔  
نسقی باشی نوٹے بمن کرد۔ حاجی رسیدن بخیر من بگو بہ بنیم۔ چند روز  
کشتی ہ سر آمدی یانہ ہ سر وار بگو۔ بہ بنیم چه کردی ہ روس تا سر حد آمدہ  
یانہ ہ (من) بے سر کار آچھ سے با ایست کردم۔ از من طالع سر کار ساعت  
سفر مان ساعت سعد بود۔ بقدر دلخواہ اطلاع حاصل نمودیم۔ خدمت شاعرین  
خواہم کرد۔ پدیدی است۔ کہ بخت بلند سر وار و سر کار نسقی باشی را خیلے یار است  
کہ مانند من بندہ خاکسائے مورد خدمت با ایساں توانستہ بشود۔

سر وار چشمہا را گردانیدہ با چہرہ خندہ رو بہ نسقی باشی راستی بخت خوب  
چیزے ست اما پشت گرمی ما بشمشیر است نہ بہ بخت۔

نسقی باشی۔ گلولہ و باروت۔ تیغ و تیر۔ ہم الخیب و ہم السعاده و ساعت  
سعد ما ساعتے است کہ سر کافرے را بہ بریم۔ اگر ہر امیگونی قزلباشم و ہنرم ہمیں  
کافی است اسپ عربی در زیر دان تیغ ہندی در دست۔ نیزہ خطی بر کتف  
از خدا۔ میدائے پراز روس منحوس میخواستیم و پس۔

سر وار۔ نسقی باشی از شراب خوب ہم بگذر اعتقاد من۔ ایں است شراب  
خوب یعنی کہ از من با نیست خلیفہ را بگو بید یابید۔ و یک شیشہ از آل شراب  
ہائے علی بجا ہی بہ پیمایید۔ ا حاجی پیش ز تہہ بگو بہ بنیم چه دیدی و چه کردی ہ لشکر  
روس و کجا روز و زوہ ہ چه قدر راست از تو پ چیزے وارند یانہ ہ سر وار

شان کیست؛ قزاقشاں کجاست؛ لڑکیاں چہ سے کہتے؟ اسمعیل خاں مراد در کجاست؛ زود باش ہماریں ہار اور دست بیان کن۔ سپس ہونے لگتی خود کو کہ میرزا تو ہم زود باش ہرچ حاجی میگوید نہیں۔

پس من با کمال وقار و شخص آغاز گفتگو بدیں طریق نمودم۔  
بجان سردار و بنان و ننگ نسقی باشی لشکر دوسرا بھیج نیست نسبت لشکر ایرانی۔ چہ گے حسابی اند۔ من کہ چکیدہ کارم۔ سے تو انم گفت۔ کہ یک ایرانی بے آنکہ شمشیر بکشد سے تو اندوہ دوسرا بکشد۔

نسقی باشی ازین گفتگو ہانے من شاداں۔ بے تابانہ فریاد بر آورد۔ کہ ہانے شیرزم حاجی ہانے من میدانستم کہ تو کار سے خواہی کو آفرین۔ کہتہ اعصہانی باہر خیلے شیوہ دجالی بکار زدہ باشی۔

حاجی:- در سرداروسی خیلے کہ است۔ پانصد۔ شش صد۔ ہفت صد یاشت صد۔ شاید ہزار نہ وہ ہزار۔ البتہ بیش از اینہاست نیست۔ وہ بیت منتہا چل۔ یا پنجاہ توپ دارند۔ قزاقشاں را سے گوئی۔ پینچد و پونچ بسیار کم است کہ آدم ایشاں را در جائیکہ گمان سے بردہ بر بند۔ با آن نیزہ ہانے کلفت کہ یہ کلکتہ گاؤیش رانی سے ماند۔ نہ بہ نیزہ جگی نے وانم چہ سے تو اتد کو۔ آں نیزہا بارندہ مردم ادبار آدمیم پر سر اسبشاں یا لوئے حسابی است ہرگز بگرد اسپاں چہل و پنجاہ تو ہانے مانمیرسد۔ کہ تا دشمن چشم باز کند از نظر فاشب سے شود۔

نسقی باشی۔ چہ از حمت سے کشی و نام قزاق سے بری بگو۔ میموند بر خوش سوار ریشاں ہم گفتار۔

حاجی ریشاں گفتا نیست۔ اور ادلی میور۔ اپنی دیوانہ سردار میگویند۔ چیز ہانے غریب از وقتن سے ہنند۔ از آں جملہ میگویند۔ قرآن بغلی سردار را بردہ۔ بچہ س مثل علامت ظفر بزرگ سے نمایاں۔

سردار۔ آہ۔ راست ست۔ میں سگ پران ذات دولت سال گذشتہ مرا غافل گیر آوردند۔ دستنچ فرستے ہیں جا چادر زدہ بودیم۔ مرا فرقت

شانہ درخت ندادند بختا پیر امن وزیر جامہ با اسپ بے زین در فتم - چا ویرا لغما  
گردند - دور میانه قرآنم و زد دیدند - اما من تم تلاقی را خوب در آورد کم در وقت لیکوم  
آسپ کر دم سو منوز تم بر روی قبه پر شاں کار کردنی خیلے دارم - گفتمی چه قدر تو پ  
ساجی پنج یا شش

میرزا - من حالاسی تا چهل نوشتم - که امه یک - راست است است ؟  
سردار - را با چشم دریده ، بما هم دروغ - اگر آنچه می گوئی - بخلاف آن در آید  
با امیر المومنین پوس از کلمات در می آورم - خواهی دید یا مفتی ریش خندی  
منے شویم -

حاجی - راستی این است - که این اطلاعات و استحضارات از من نیست -  
از من مطلع سردار و نسقی باقی وسیله غیر متبرقیه جسم - و این اطلاعات در ساینه  
آن جوان ارمنی است - که جان خود را برده - نهاده - بواسطه وعده التفات که من  
از جانب سردار سردار باد دارم -

سردار - زیانب من ؟ این منی ایست ؟ ز منی چه وقت تقابل التفات  
می شود ؟

حاجی - حکایت یوسف - از اوں از نظر اول در چشمه رسیده - و در  
وتر زبانی تدریم - مفید فایده بشود - و با خود می گفته که حال است سردار حق  
ایس جوان ارمنی به بے اعتدالی رفتار کند و زلفش را واپس ندهد -

بعد از سخنان من - سردار چهره بے عظمت - حاضرین گاه گاه **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ**  
**وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ** میگفتند - آن گاه سردار با طراف نظر کنان  
بدان تعلق کنان - ز منی حرکت کرده سفت چپا تمایان -

بجای خود به با دست بخت تمایان - سینه - این ز منی کجاست دست خسیف و کجود  
بجای خود به با دست بخت تمایان - سینه - این ز منی کجاست دست خسیف و کجود  
بجای خود به با دست بخت تمایان - سینه - این ز منی کجاست دست خسیف و کجود  
بجای خود به با دست بخت تمایان - سینه - این ز منی کجاست دست خسیف و کجود  
بجای خود به با دست بخت تمایان - سینه - این ز منی کجاست دست خسیف و کجود

ایرانی آنچه باید حالے بچہ کرد۔

خلیفہ - مرے بود - درشت اندام - فرہ - خندان چہرہ - گلگون - روئے  
لباس مخصوص کشیشان ارمنی - بادوسه تن راہب بیامد - ولید از اندکے لوقفت  
لیر یا سردار اشارت پشت تن کرو - یا ادب تمام ہروزانو بشت -  
پس ہر وار - سوئے بدو کرد کہ خلیفہ راستی با مسلماناں دلیران از سگ ہم کتریم  
ارمنیاں بجرم ما داخل مے شوند - زن و کنیز مارا مے کشند و بے گور پردا مے ریند -  
ایں باچہ معنے داروہ ایں کار ندانی است - یا کار شما ؟

خدیجہ از بیہ ہنڈن با خنیدہ و در تن و لباس بنا کرد مرقی ریختن - وہ سحرہ  
دانت بود کہ ایں گونہ شرم مقدمہ جرمیہ بزرگ است -  
بمدافعتہ برخاست کہ اینہاچہ فرمایش است با سگ کیستم ؟ کہ نسبت لیر کار  
ایں طوہ لے ادبی از ما سر زد - شہیت شایعہ - پشت و بناہ کا شمانید ارغیاں  
در زیر سایہ سرکار آسودہ اند کہ چینی خاکسے لیر مار سنجہ است -

سرد - یوسف را نشان دہاں - لے لیر بگو بہ بیخہ تو یک کینیہ - وزیر کا  
یوسف گوزنہ بخر زان خود بردہ عقصہ مستحق ہر جزا سیکہ فرمائید مستم - اما  
زنے کہ از پنجرہ خود - پلغین من انداختہ پیش از میں کہ کنیز شام شہو - زن من بودہ است  
من و بیخہ مرد و شہو شایعہ - شما ازہ کہ بہترے دانید کہ ہما یہ ہیراں گفت  
یوسف را نشان دہاں - لے لیر بگو بہ بیخہ تو یک کینیہ - وزیر کا

یوسف گوزنہ بخر زان خود بردہ عقصہ مستحق ہر جزا سیکہ فرمائید مستم - اما  
زنے کہ از پنجرہ خود - پلغین من انداختہ پیش از میں کہ کنیز شام شہو - زن من بودہ است  
من و بیخہ مرد و شہو شایعہ - شما ازہ کہ بہترے دانید کہ ہما یہ ہیراں گفت  
یوسف را نشان دہاں - لے لیر بگو بہ بیخہ تو یک کینیہ - وزیر کا

یوسف گوزنہ بخر زان خود بردہ عقصہ مستحق ہر جزا سیکہ فرمائید مستم - اما  
زنے کہ از پنجرہ خود - پلغین من انداختہ پیش از میں کہ کنیز شام شہو - زن من بودہ است  
من و بیخہ مرد و شہو شایعہ - شما ازہ کہ بہترے دانید کہ ہما یہ ہیراں گفت  
یوسف را نشان دہاں - لے لیر بگو بہ بیخہ تو یک کینیہ - وزیر کا



کرده تخت پائے اولین فوراً بلامنت نمود۔ واز روئے طی و عوایا و گفت۔ پس است  
 بسوزنت را بگیر و آه و فریاد را که تاہ کن چوں در رحاطی خدمت کرده در خدمت  
 من بجاں و مخصوصاً مہراہ باش۔ برو فرما باشی تکلیف را مین مکنند۔ ہمیں کہ سخت  
 توجہ پو شانید۔ بیا بحضور این را ہم در خاطر داشته باش کہ التفات من در بارہ تو  
 بر تمام سوسلوک بعد از امنیت و البتہ است۔ یوسف ازین بخان شادان ازدل  
 و جان بحضور سردار دود۔ و در عین آن شادی بے آنکہ برانچہ میگوید۔ و چہ میکند  
 زمین خدمت بپوشید۔

ہم حضار از ظہار حیرت و تعجب نمودند۔ نستجی باشی شانہ بر افراخت و غمیانہ بزرگے  
 کشید۔ خلیفہ مثل آنکہ بارے گراں از دستش افتادہ دست و پائے باز کرد۔  
 فقط راستے عرق از جبینش چکیدہ و عاقلش تر شد۔ ہمہ مردمی و نیکو کاری و دوا داری سردار  
 را بہ نوشیروان عادل مسائل نمودند و بان ہا از بارک اللہ بارک اللہ پر آوازہ احسن  
 احسن ہر ہر وں بچید۔ و در ہمہ رو و نقل میں شد۔ من میتوا غم او عاکنم۔ کہ غرض  
 اصلی سردار ہواں جوان مرد چہ بود۔ اما سردار را خوب شناختہ بودم۔ و یقین میداںتم کہ این  
 نکوتی و نوشیروانی۔ از راہ دوستی و خوبی منے توانست بود۔  
 درخت تنہ نہ شرمادہ نہ شفت نہ

## گفتار چہل و یکم

حملہ ایرانیان بر شکر یال و من نامردی نامرد خال

پتہ۔ سیاہ۔ رت۔ زہت۔ یوسف ازینی استحصا۔ سے نام بہ حال و محل روسیاں  
 اصل بروز۔ تو ازہ خدمت۔ روان بچہ موردہ۔ سپاہ۔ بجاکت امر فرمودند۔

ہماتائیں آردو براہ افتاد۔ تو پ خانہ از میان کوہ باجھکتے سخت و دشوار و پیادگان  
 بدخواہ خود لیے نظام۔ و سواران دستہ دستہ پر آئندہ و تار و مار از ہر سوئے ہامون  
 راہ سپارگر دیدند۔ پیش از آنکہ فراموش کنم۔ خوب است این را ہم بخوشم۔ کہ  
 پیش از حرکت با از منی ملاقات کردہ دیدم۔ آل کوہستانی با قلیاق کزانی و کمر چین  
 کوتاہ گری و کفش پاشنہ دار۔ و قمہ دراز در کمر و تنگ چپ و راست انلاختہ بدوش  
 نیست۔ بلکہ قبائے اطلس سنجاب ترمہ و زریں نگہ در بر شال اعلیٰ کتیری با جو رنگہ  
 و کمر۔ کلاہ بخارائی فردا علاج بہادہ و زلفگال دراز را با نہایت مشاکی و سلیقہ شاد زده  
 و تاب دادہ عروس آساعطرا سائے بود۔

چوں مرا دید ازال استعمال و انتقام و شرم پیش آمد و زبان و بیان کمی توالت  
 اظہار شکرانہ و اطمینان بجائے آورد و گفت بجائے اذیکہ خود را البر دار التین العرکیہ نہ نامم۔  
 با خود مخم کہ وہ ہم۔ کہ از زن بلکہ از جان در گذرم۔ چہ با او دست از جان شستہ سخن  
 گفتہ ہم۔ و با این تغیر لباس و اوضاع بہرگز تنگ پیش خدمتے سردار را بر خود ہموار  
 نئے تو انم کرد۔ اگر زودتر ترک سعادت خدمت سردار نکتہ۔ نامر دم و ہمیں کہ زن مرا  
 بجائے امن نہ ہمیں این تنگ را بر خود نئے ہم۔ ازال لہد گفت۔ کہ در کوہستان گریخت  
 بر ہنہ و بلے خانمال کہ از چاندن بہتر کہ در پر نیال و حویز زبردست ایرانیال بودن  
 اگر چہ در دیار بل در دیار ہر خسرو پدید با شد۔

با اینکه اگر دیگرے را محرم لازم ساختی کمال سعادت او بودی چہ در فرارش  
 پائے مواخذہ را در میان میدیدم۔ بولے از استخوان خیال و ہمت او از خود داری  
 نتوانستم گذشت۔

باری۔ لشکر راہے پیود۔ در پہوئے را شتر اک (یوسف دستوئے خواست  
 تا مریم را با خود آورد۔ چہ در آن حال مریم زن م دے بود۔ متخص و مورد شفقت  
 سردار سوارہ و محترم و معتبرہ و مانند ہے زہرا کہ در زوئے یرن غلبہ در رکہ۔  
 بودند۔ اردو در میان رہرت اور تمشو، نیچہ زور فظن شد۔ کہ بہر از بیہائے  
 جنگ آنچہ مست تا وقت برگشتن ردور سنی، نہ در قرار یریل یہ گفت کہ سردار  
 و نامرد خال۔ ایک باو بیج خود و دوزخ تو پکو بہنک پید زندہ





رقم - چهل پیشتر بر من افتاد - اولین سوالش اینکریوسف کو؟ ورنشش کجا است؟  
 فی العود وریا رقم کربارو گریخته است - با کمال صاف و صادق اظهار بے خبری  
 گفتم - چه میدانم من اصلاً از حرکت او خبر ندارم -  
 سردار چشمها را در کاسه بدوران انداخت - و در آن راج و حج کنال - و دندان خایان  
 دشمنان هائے شداد و غلاظ دادن گرفت و قسم یاد کرد - که ما را از روزگار یوسف و  
 خانان و خانمان و ده و ساز و برگ و آنچه که رابطة و پیوندی با داشته باشد - و  
 آورد - و روئے بمن کرد - که او هنوز از عدم معاونت تو با و خاطر جمع نیستم - بدان که اگر  
 بودن دست تو در کار فریادگوشش زدم شود - صفحه زمین از لوث وجود خبیثت  
 تو پاک میگردد انم بعد از آن شنیدم جمعی به تملی فرستاد - تا پدر و مادر یوسف  
 با با آنچه دارد - بکفند آوردند - و خانمان شان را غارت کنند - و بسوزانند - یا یوسف  
 از زرنجی همه را فهمیده و دانسته بود و چنان خوب دست پیش را گرفته بود - که  
 دست هر وار به هیچ نیندازد - خود و پدر و مادر و خویشان و دوستان و اموال جز  
 کشت زار همه چیز خود را برداشته بخاک روس گذشته بودند - آنچه معلوم شد -  
 دولت روس و سائر ملت عیسویه مقدم آنال را بجان و دل پذیرفته آن قدر  
 ملک و مال باایشان دادند - که در فی اذات شان شد -

# گفتار چهل و دوم

بازگشت حاجی بابا به اریو و مئے سلطانیه  
 و بروراندن روغانئے نسیمی باشی را

تهدیهات سه در سر یانم لر زمین گرفت و چهل رفتار زبردستان از رجال را

بازیر دستاں خود میدانستم - قضیہ را بہ نسقی باشی باز گفتم - آتے گرفت کہ اگر اندر کے  
 دامن می زوم در میان ایشان نزاع بزرگی واقع می شد - و لے چون ضرر سوار  
 یقینی دیاری نسقی باشی در حق من مشکوک بود مناسب دیدم کہ مسئلہ را کو تاہ کر وہ اذن  
 برگشت بطهران گیرم از کثرت مدح و ستایشم در نزد نسقی باشی کہ مثل تو کسی بازیر  
 دستاں خوش رفتار نیست بمقصود نائل گردیدہ اذن رجوع و دستورات عمل کامل  
 داد کہ در باب سفر و جنگ بصدر اعظم چنان و چنین گویم - و شرع حال مردانگی  
 اورا بہ پیرایہ مختلف بنیام - من بعد با کمال پروئے گفت :-

حاجی تو خود آسجا بودی - و قضیہ را بچشم دیدی - البتہ مثل من نقل می توانی  
 کرد - در واقع مانے توانم گفت - کہ غالب آیدیم اما مغلوب ہم شدیم - خرواقی  
 سردار بجائے آنکہ منتظر تو پ و تو پ خانہ شو - و با پیادہ جنگ کند - با سوارہ پیشہر  
 مستحکم حملہ برود عجب اینکه مستغنیان در ہار البتہ - و از برج و بار و گلولہ باران  
 گردند - و کارے از پیش نہ برده شہ مندرہ واپس برگشت - با وجود اینہم کہے کہ با  
 دشمن دست و گیر بیان شد - زخم برداشت من بودم - اگر رود خانہ حاصل می  
 بود و موت و حیات در قبضہ اختیار - من بود - یک سوی زندہ نمی گذاشتم - تا  
 مملکت خود خیر برد اینہا را ہم می گوئی و آنچه مناسب دیدی از شاخ و برگ  
 میافزائی - زان بعد یک دستمال کونہ بر سئے صدر اعظم و سائر بزرگان و رعیند  
 بشہ دادہم خصم نمود -

تالستان گذشتہ موسمہ بعت جہران در رسید - و لے ہونہ باد شد و -  
 سلطانید بود - پندتن ز تالستان و ہرات و بگرامی انب کاغذ بنے خود را  
 بحضور صدر اعظم بردیم - بعد از مناجات و سستیہ با و ز مندرہ پرنیان نہ  
 علامہ شخیص قرار دادہ - لے گفت - خوش را کو - تو ہم را حاطو بودی -

ساجی :- بر - بلہ - تو -  
 صدر نشہ :- روئ نخوس - قوابش - پندتن - و مندرہ - کو -  
 حاجی :- ضیہ - خیر - آقی -  
 صدر اعظم ہر دو ہم پیشہ و - خان شہ ز ہند - شدہ است - او از فروریان شدہ

از چنان سیاران دولت است - خدا رحم کرد -

الحمد للہ - چندان ضرری بوجوس نرسید -

حاجی - خیر - خیر - آقا -

صدر اعظم - در کنار آب پنیک جنگ پر زورے کردہ آید -

حاجی - بلہ - بلہ - آقا -

بہر سوال بہا بہا اب " بلہ - بلہ یا خیر - خیر وادم و خوشم سے آمد کہ مرا چشم آدمی  
از جنگ برگشتہ میدیرند -

صدر اعظم کے از مرزا یان خود لاگت - پیش بیا - فتح نامہ نویس کہ بہر جا خصوصاً  
سوزسان فرستادہ شود - تا نقتہ جو یان عاصی فرو نشیند - و قدر بادشاہ غازی مظفر منصور  
معلوم نزدیک و دور گردید - در حقیقت ناریر فتح لازم بود - تا ملتفت باش کہ ایں فتح  
خیل عمدہ و بزرگ بودہ است -

میرزا روشن کہ خوب عمدہ و نمن نہ قد بود -

من مبرود کہ چہ گویم - تا موفق طبع ایشان شود - تا چہ گفتم - ہر قدر میل حضرت عالی باشد

میرزا گفت - آخر عدوے ہمہ برایشان مقرر نہ -

گفتم - بسیار بسیہ -

صدر اعظم - آہستہ و پستی انویس پنجہ ہزار -

میرزا چہ قدر شان کشتہ شد -

صدر اعظم نویس ۱۰ ہزار و ہزار و لے ملتفت باش کہ فتح نامہ بہ بلاد دور میرود -

شان پادشاہ اہل ازانت - کہ دست بخون پنج شش بلکہ ہزار دشمن بیالاید - پادشاہ

ماگرتف مش از دستم و فرایاب کتر است - خیر - خیر - تا بادشاہ خونخوار و خونریز و دشمن

کش قلم زود - نیلے دو - دست از وجہ ب نہ برند - بعد ازیں سخنان رو بہ میرزا کردہ

نوشتہ

میرزا گفت - آہستہ و پستی انویس پنجہ ہزار -

میرزا گفت - آہستہ و پستی انویس پنجہ ہزار -

میرزا گفت - آہستہ و پستی انویس پنجہ ہزار -

با هم چون نے بھلاش بجا سمت ذات اقدس باہر کسایہ کفریہ گارو داریہ رحمت کاملہ پر کمال  
 برائت۔ سپاہی مگرہ شقاوت پناہ یا چند ملاوہ توپ انداز و در اس برستجات آورد  
 با بیجان این بلادیوینہ اذیران برکت دادا انجا کہ ہزارہ تائیدات الی وغیرہ است  
 تفضلات نامتناہی در خاطر و یا با اثر کمون و کمون است امر و مقرر فرمودیم۔ تا مقرب  
 الخاقان و سمد السلطان نامرد خاں با پناہ ہے شیر افکن کتیبه شکر شکن ہمدانہ و مقابلہ آل کرد  
 شقاوت انوہ رہ سپاہی و دیرین بخت بلند و کوب اجند فیروزی موکب شہر یاسے  
 کہ چہہ جافح و ظفر ہمنان دارو۔ و شوکت و نصرت ہمدست نامرد خاں موسیٰ الیہ در یک  
 یورش چوں مرداں شیر شکار و شیران دلیر رفتار در میدان کاندازاں فرقہ نابکاراں تارو  
 مار نمودہ و مانند ظو مار بچھ چیدہ در یک حملہ اول مردانہ پانزدہ ہزار و پانصد و شصت  
 نفر ازاں نابکاراں را بر خاک ہلاک افکنده و اں را شکست دادہ پست نمودہ و بقیت  
 ایصال الاتعاقب کردند بی گور و گوزن را ہمیں کہ اہل نزدیک شود۔ و مرگ بسر آید خود را  
 ہوزن شیر ژیاں خواند۔ و مہنگ پلنگ دماں بیند ہذا بر حسب این فرمان جہان مطاع  
 بمایلوں لہوم ممالک سچ الماک لہو کا نہ خودا مرد مقرر میداریم۔ کہ با ہم چر یک شکر  
 بیارے از دور و نزدیک با سیورسات زیاد و لوازم سفر جنگ گرد آوردہ جمع آوری  
 نمایند۔ و بطرف رود ارس ہ سوق و اعزام دہند تا آنکہ بالکل تیریشہ عدالت پیشہ این  
 قوم مستحق اللوم بخت برگشتہ را با پیشہ قہر و تیرا تمام از بیخ زمین بر آوردہ علیٰ انوار  
 و کثافت روس منحوس پاک و پاکیزہ گشتہ قاطبہ۔ عایا و بر یاد رکفت امن و امان و کہبت  
 راحت و آسایش در سایہ خدیوانہ جہانبانہ حضرت ملاک داری مایا رامند۔ المقرر مضمون  
 حکم مطاع و فرمان واجب الاتباع را مستوفیان عظام ثبت دارند۔ و در عہدہ شانند  
 فی شہر فلان۔

صدر اعظم۔ بارک اللہ! خوب نوشتہ اگر قضیہ ہم چندال واقعیت ندارد۔  
 ہمیں نیت و ہمت بادشاہ انشا اللہ واقعیت بہر سانہ فال نیک میز نیم تانہ  
 پروازی تو بہر نزدیقی واقع خوب است۔ و تیکہ ہمیل تخص مطالبی باشد  
 و گرنہ چہ قائمہ ازال۔  
 میرزا۔ سرازرا نو برداشت۔ برائے ہمیں شیخ سدی فرمودہ و دروغ مصلحت









تو رانج را این حرف با را جائے و دیگر مزاج۔ برائے ایں کہ اگر خپس شہید در حق من  
پیشود۔ پادشاہ ہماں دم قول نمود را بغض میآورد خوب تو کے شنیدی۔ کہ من خواہم  
را میخواستم۔

حاجی :- در ہبہ روز ہا در حق شما خیلے چیز ہائے گفتند۔ و ہبہ کس تعجب میگرد۔  
کہ چگونہ آدمی مثل شما۔ لقمان عصر۔ جالبینوس دہر۔ باں چال متلع نمودی و شیطان  
زاوہ حسابی دل بد بد کہ جز بد سختی و عاقبت بشری چیز سے نداشتہ باشد۔ ایر، امر  
ہ تنہا برائے خرابی خانمان تو۔ بیکه خرابی ملکوت را کانی است۔

حکیم :- سرے جنبانید۔ و دستے بر روئے زو۔ کہ راستہ میگونی۔ حاجی! چہ  
قدر خیریت دامن گیر بود۔ کہ مفتون چشمان سیامش شدم در واقعہ آنہا چشمہ نبود۔  
دام بلا بود۔ کہ خود شیطان در آن آشیان داشت۔ و نگاہ او دنیا نگاہ شیطان  
بود۔ کہ بجز رائے او فرساق اپیم ساخت۔ بعد از ہماں حرفہا حکیم گفت :- ہ لا چہ  
باید کرد۔

حاجی :- چہ بگویم۔ چیزے لعظلمے رسدہ پادشاہ یہ۔ چہ تواند با او بکند۔  
حکیم :- ہر چہ سے خوابہ کلند۔ بچنہ برود چہ ہبہ۔ دست پرش  
من در خود دارم۔

آنکاہ با صدائے نرم روئے بہ من کرد۔ حاجی! میدانی من چہ طور ہمیشہ تو را  
دوست داشته و دارم۔ وقتے بیرون در برودی بہ من نہ بہت وادہ۔ قببات  
داوم نہ بود اسطہ من دین منصب سیدی؟ گر عنقہ و داری دین کہ دروین چہ سے  
بہ از حق گزارسی و نہ کہ شہنہ سی نیت۔ بنک وقت نست کہ بہ عنقہ و خود کل  
کنی۔ سپس قدر سے بارش نمود بانو خاں رفتہ یافتی چہ ہبہ۔

حاجی :- خیر درست ہبہ ہبہ۔  
حکیم :- ہبہ ہبہ ہبہ ہبہ۔ ہبہ ہبہ ہبہ ہبہ۔ ہبہ ہبہ ہبہ ہبہ۔  
ایں حرف برستہ من نیچہ۔ ہبہ ہبہ ہبہ ہبہ۔ ہبہ ہبہ ہبہ ہبہ۔ ہبہ ہبہ ہبہ ہبہ۔  
دارو۔ بگو بنید فلان زنت ارہ۔ ہبہ ہبہ ہبہ ہبہ۔ ہبہ ہبہ ہبہ ہبہ۔ ہبہ ہبہ ہبہ ہبہ۔  
حاجی :- راستی راست میوقی۔ ہبہ ہبہ ہبہ ہبہ۔ ہبہ ہبہ ہبہ ہبہ۔ ہبہ ہبہ ہبہ ہبہ۔



واز لوک کوه (البرز) غرش بعد - وروشتانی برقی پر قوه تر دیده و شنیده می شد  
 ماه ساله دارگاه از میان ابرها می تکم بر میگرد و عالمی را منور میگرد  
 و گاه بیکبار می نهد و عالمی را به ظلمت می نهد من در گوشت اطاق جلا می نهد  
 نشسته - تا صد نای شب توانا گل دستها که با آواز غراب البین رحمت می خوانند  
 و اولی پاسبانان پشت باها می بازار که بوزده شخا و گفتاری مانند بلند  
 شد می شنیدم و نیمه شب در سید و آواز پیش آهنگ قافله همگ بیچاره  
 رزینب ابرویش رسیده - لرزه سر پا می رافرا گرفت - پیش ازاں مانان توانم  
 در حاله که از جان تو می بودم - روانه شد در جانم موعود در فکائی خود  
 را پیش از خود در کنار تابوتی که با نیت نعلش منقول را در آل گذارند نشسته دیدم  
 تنها سخن که توانم گفت - این بود شد گفتند - هنوز نشد همه ساکت و هامت  
 مانند هم - هر گمانی که آل تا شبان من تمام شد و من بجز بدون نعلش چیزی می  
 نخواهم دید - اما از منور تا می بود - همه قدرت نفس کشیدن - در گوشه  
 حرم می نشسته تا این بیست و نه - نیت تو چند گز از عمارت بلند تر از  
 همه جائی طهران نمایان در با شئی آن اطلالی است - تفریح گاه شاه اطراف  
 آل برج زمین خالی که اکثر در پائی حرم است - که بر اینجا کشود می شود - و  
 پائی بر اینجا مشرف است در حال خود را بر گز فراموش نمی کنم همه چشم بدال  
 با هم و خسته بودیم - در بالائی با هم - چه روشنی متاب - گاه کباب دو مرد و یک  
 زن و یک پیشه - مرد و یک پیشه - زن - در آن شب - و آن شب - و آن شب  
 و آن شب - و آن شب - و آن شب - و آن شب - و آن شب - و آن شب - و آن شب  
 ما از در می می رفتیم - و آن شب - و آن شب - و آن شب - و آن شب - و آن شب  
 انگیزه بود - که پادشاه و پادشاهان - و آن شب - و آن شب - و آن شب  
 ما به مویشی - و آن شب - و آن شب - و آن شب - و آن شب - و آن شب  
 که با من بود - و آن شب - و آن شب - و آن شب - و آن شب - و آن شب  
 که در سر می بود - و آن شب - و آن شب - و آن شب - و آن شب - و آن شب  
 می بود - و آن شب - و آن شب - و آن شب - و آن شب - و آن شب

دختر کشان فرود گشت و از افتادن نشسته آرام داشتیم که کار زینت کردنت  
 من از اندیشش بخود باز آمدم سرم از خیالات دورم دوریم پند و اندرز را نمی دیدم -  
 و با او سخن کردیم سوخته بجای که کوشش و یعنی بچشمی که زینب خود با طفل من در  
 بغل افتاده بود - بعدیم هنوز نفسش باقی - و لے در کشاکش مرگ بود - با اینکه  
 از و با نش خون مانند فواره فرو می ریخت لبانش بهم می خورد و چنانچه گفتی صورت  
 می زد - و از آن حالت با این حالت از فرخ با نش چیز می نمودم نشد - مگر آنکه  
 بهمه باش به فرزندم با گویا می ماند و شاید این خیال من بود - با کمال زحماتی  
 بر رویه نش متغیر اندک نش از یادم برقت - و چنان خود شدم که اگر عمل با نام نک  
 از عالم با خبری بود و در آنک مانی الضمیر می نمودند و مرا از آنچه مرگ میسج خلاصی بود  
 عالم خودی را بجای می رساندم که در شمال خود را از حب و آلوده بخون زینب آلودم  
 و به نعل نهستم - که لا عقل تا آخر عمر یادگارم باشد -

باله از صدائے وحشت افزائے یکے از جلاواں که از بالائے بام مانند موکل ذبح  
 فریاد برآورد - که مردیانه؟ بخود آدم - یکے از پنج مهرباں ناباکام گفت - آری مثل سنگ  
 جواب آدمی بود -

تالکاسے و گمراہتہ گفت : بچشم بالو - ہر ایام نش را بردوش گرفته و در سیرین  
 شہر تعمیر ستائے کہ قبرش در آنجا آملہ شدہ بود بردند - من با فکر سائے تیرہ و تار خواہ  
 خواہ ہر ای نمودم - چوں بقبرستان رسیدیم - بخود بر روی مزار سے در آن نزدیکی  
 نشستیم - و آنچه می گذشت بزومی نفیدیم - و با نظری بے معنی ملتفت آداب  
 نستعلیاں بودیم - نش را نہفتند - و قبر را از خاک انباشتند و سنگ بر سر و پائے  
 قبر نہاوند - پس بہ نوم من آمدند کہ کارمان تمام شد - گفتیم - بروید بخانہ من می آیم - مرا  
 در قبرستان گذاشتہ خود رفتند -

هنوز تاریکی شب بجای و در برق از کوه ہائے دور ہویا بود بجز آواز شلال کنگارے  
 توام و گاہے جدا جدا کہ در اطراف قبرستان مانند مردہ کشاں میسگر وند - صدائے  
 شنیدہ نمی شد -

ہر چه بیشتر و آسجاشتم - ولم از شغل خود زیادہ و از دہ کہ دید و بیشتر بخیاں ترک

آن کا یہ مضر عام افتادہم۔ از انہ کی سیرا میری زودتر و لمی خواست۔ تک دنیا  
و اینہ کہ ہم تنہا خواہیم ایک لباس و روکھاں را شمع و باقی بجز یاد و گوشہ عزالت و  
خلوت با تو بودا نامہ و دراز مرمہ لہر بر ہم۔ از ہمہ کہ شہ سبیل ایک مبادا و شمار و گفتار  
من نسبت بحالت مروہ۔ مقدار کاشک کہ وہ ساختہ باشد۔ سرا این اولیہ دستوار  
تر ساخت۔

خلاصہ دردم آفتاب مناسبت خطر لحوظہ آرزوئے دوری از مقلتے بلال شوی  
و کہ وہی عزیمت بریم شد۔ کہ بہ دکن اگر دردم و از آنجا با اولین کار و وال خود لیاہ منہان  
رسا تم۔

با خود گفتیم میر دم پہلوئے پدر و ماوری نشینم۔ بہ ہمچہ پر شدہ از دستایدیش از مرگ  
پدر بر ہم۔ و مورد عاے خیر او شوم و شاید در پیری چہ پیش بدیدار پسر کم گشتہ سوشن  
شود۔ با این بار شامت بجائے خود بر گشتن نمی تو اتم گناہ گاری پس است و بچہ  
وقت تو بہ وانا بہ است۔

ہاے ایں قضیہ ہائے چنان تاثیرے بر قلم نگند کہ اگر آں تاثیر بر جائے می  
ماند۔ ہر آنیہ یکے از اولیا و ارباب کرامات مے شدم۔



# گفتار چہل و پہام

## ملاقات حاجی بابا بایکے از دوستان قدیم خود

### در ماندن وے را از خطر

دستمالے کہ ہوز از خون زینب تر بود۔ از لبیل در آورده بر رویے قبر گسترده نمازے



کہ مدتھا بخواندہ بودم، خواندم۔ ازین صل وطم اندکے قسلی یافتہ بہ ترک طہران مصمم واز سر  
قبر زینب رو باصفہان نہاوم۔ چوں بہ اکتارگرو رسیدم۔ اثرے از کاروان نبود۔ ولے  
در من قدرت پیش رفتن بود۔ عزم آل کردم۔ کہ در حوض سلطان رفتہ شب را در  
آنجا بسر برم۔

در نزدیکی کاروان سرانے حوض سلطان در محراب دے دیدم با وضع غریب  
بہ چیزے در زمین خطاب کنال گفتی منخرگی و بازی میکند۔ چوں قریب دے رسیدہ  
دیدم بہ کلاہ خود مخاطب است ہمیں کہ نزدیک تر رفتم۔ آشنا بنظر م آمدہ  
گفتہ۔

ایں غنی تواند بود۔ مگر کیے از درویشاں رفتلے مشہد م در واقع رفیق نقالم بود۔  
کہ اینے از دستہ برسنے زہر پیاقتے بھرہ خود نقلی کردہ بعض دیر غم بشناخت و عاشقی  
تمام جزاہ سائنہ پیش ویدر جاہ با زبان بیدیم۔ ایں ہمہ ساں لجا بودی بہ جاہیت در  
سابقہ منزل خالی پس نہ رہتہ دوازہ پین قبیلہ تہانت بہ گفتگو باز آمدیم۔  
سہ گذشت نمود از ایام بیانی تا کہ کہ جاہت بود۔ از سنہ ہنے دور و  
دراز با مسرت و تہامیر متحدہ و پر سے مدتین نانت نقل کردہ معلوم شد کہ پیدہ از  
سنا بول می آید۔ و خیال رو کہ جہاں پد پد پیدہ بہ اصفہان و زہر پد بہ دہلی و  
مہر و تہ بن بود۔

کہ یہ آب محل پر طلال و مانگ گشتو نے چنداں نہ داشتہ۔ ولے با صرا و ابوام  
ھے تاپ نیورہ۔ شرح حال خود را ز وقتے کہ با درویش سفر از مشہد بیرون آمدیم تا  
پرانگاہ بیان کردم۔

منا شادشت ہم چہ و بہ بان مگذشت بزرگی و بدولتہ پینتہ می شد۔ عزت و احترام  
او در ظاہر بہن بیٹہ بی گشتہ۔ چوں بہ بنجا رسیدہ رسیدہ سستی ہشی شدم۔ از کثرت  
تخریب و رگپوشی وقت بہ سوک بہن ملالت داشت۔ کہ ماندہ بود کہ بہن سجدہ برد۔ اما  
تہیں بہ نیورہ دید۔ بہ بیٹہ شہ زنی تہک پیش رفت ہر نمودہ ہ یک بہ عزت  
ہر جہت تہیں رسیدہ با در بندشت۔ رفیق۔ تہیں تشریف کہ دست قدر بہ بال بیت  
دو ہنہ و ہنہ دے سے



خودم جیسے دیکھی وقت دستہ سخن لگم میگویم کہ عذاب تم پر مسکند  
با خودی لگم سے

من از وجود بر پنج مرا چه غم بچسے  
اگر وجود پریشان من عدم بوشے  
ہمہ عذاب و جہد دست ہر چه می بینم  
اگر وجود نبودے عذاب کم بودے  
بلے وجود کہ در رنج و ترس و بیم بود  
اگر نبودے خود غایت کرم بودے

اما امید ہم کہ شنوندگان نہایت لذت را دارند چه در محبوسہ اندیشہ من  
یکبار صدائے خندہ و کف زدنشان بلند می شد۔ و من از جام بر می جستم بہر خود  
مخمر کردم کہ وقت و یکجہ آں حکایت را از او بشنوم۔ و بہ نقد فارغ البال بخیاں  
خود پردازم۔ چه قدر حسرت بیک روحی رفقا را می بردم۔ کہ پلے در پلے سخن کاروان  
سرا را از خندہ شادی پر صدای کردند۔ با خود می گفتم۔ می شود من نیز مانند ایناں  
یاد لے بے غم و جالے خرم از زندگی برخوردارم؟ در عالم خیال خود بجواب خویش می  
گفتم۔ بلہ غم نیز مانند سایر تاثیرات نفسانے نوبت و وقتے دارد۔ و بہاں گوئد  
کہ آب تشناز بالائے سنگ ریزاں آہستہ آہستہ در جہتے نرم روی اختیار  
میکند۔ غم و اندوہ ہم باید۔ تیر در تیج یکبارہ۔ تا خیالات معوج معتدل گردد۔ و کم  
کم ہوا با شے فاسدہ جز ہوا شے صالح نشود۔

در آنجا قصہ درویش روز نیز بہ خانمہ انجامید۔ سقف پیر وز گون آسمان  
از ستارگان روشن و تابناک شد۔ باران شب دوشین آب و تلبے تازہ جو ہوار  
ابادہ بود۔ ماہ در کار آں کہ بر سیارگان فلک رونق افزاید۔ کہ ناگاہ سوارے سراپا  
مسلح بہ دلیز کارواں سرا در آمد۔ چاروا داران لبر پستی چار پایاں و فذہ گنگال  
لبر رہی خواجگان و خواجگان قلیان در دست بر روئے ہتلبے بہلے حشے کم و کسیت  
قصہ مشغول بودند من از رنج راہ و در دو آہ خورد و خمیر در خیال آں بودم کہ سر بہ  
ننادہ بر روئے خاک بخوابم چوں چشم سوار افتاد۔ خیالم دگر گون شد۔

دیدم کیسے اور چھپائی است کہ در تہادت زینب بچارہ با من بود و رسید  
 این کاروان از طهران میآید و با طہران می رود۔ آدمی بہ طمان و قمان نشان در  
 این میان ہست بارہ و آلت ستر کہ خود ہم۔  
 رقم دو پیش فی القوا استیاط کر و کہ چہ خبر است۔ عاقلانہ بہ چنان کار کہ کشید  
 دائر بان ہمہ ہر مال جواب دادہ۔

ہم بہ طہران می روند۔ مگر من دیک فکر کہ از استقبال می آیم ہر دے چنانکہ  
 تو میگوئی و دیدیم۔ اندوہناک و درمند روی بہ بیابان نہادہ می رفت۔ پارہ چیز ہائے  
 و کچھ مطابقت علامت و نشان من میفرودتہ تا سوار را شکے نماید۔ کہ جو سندہ او بودہ است  
 سوار چار نعل بجا نیکہ درویش نشان دادہ بود۔ بہ شتافت معلوم است کہ درویش را  
 خلفے با و نشان دادہ بود۔

چوں سنجی ہرفت۔ درویش مرا بہ کنارے کشیدہ گفت۔

اگر میخواہی از شر این جانور۔ دو پا در میان با منی۔ باید ہمیں حالا حرکت کنی۔ برائے  
 آنکہ آدمی رود و چوں تو را نمی جوید یا نہ بدایہ بجا باز میگرد۔ آنگاہ کیست کہ ضامن  
 نمودن تو شود؟

گفتم من ہر چہ باید بکنم میکنم ضامن دیگران از نہ نمودن من نمیتوان شد۔ مگر  
 نمودن خود البتہ اورا بگہ قتل من فرستادہ اند و از چنان بے رحمان چشم رحمت نباید  
 داشت و آنگہی تقدیر نیست کہ با دو ہم۔ چہ زبان بند اولقدر است و بس۔ پس چہ  
 بایدم کرد۔ کجا بایدم رفت؟

درویش قدرے فکر کردہ گفت۔ بقم۔ پیش از صبح با بچا میرسی و بے فوت وقت  
 یکسر بہ صحن معصومہ بہرست سے روی آں وقت از شر شامہ در بہنای۔ و گرنہ اگر در پیش  
 دیوار ہم تم بگردت۔ امید خلاصی برایت نیست اوستہایت را می بندد۔ باید زندگی را  
 خدا حافظ بگوئی۔

گفتم۔ در بہت از کجا گذران کنم۔

گفت آں با من کہ از عقب تومی آیم۔ و چوں اکثر سگان آنجا را می شناسم۔ کارے  
 میکنم کہ بدلہ وجود نہ گذرد۔ مترس۔ من یک دفعہ بہرست رفتہ ام بچہدہ اینکہ۔ برائے





من بیکیم کہ لقمی حق تولاقت نداشت چه اگر من ہم بودم ہی میگردم با این ہمہ منتوائے  
تنگدستی خود را اظهار نمودم کہ خودت میدانی سچہ حال از طهران کہ تہ سختہ پر کلہنے  
با خود بر نداشتہ ام۔

گفت و۔ و آنچه در طهران باز گذاشتہ رہمن بر بخش۔  
گفتم و۔ تو را بخدا از راستی کہ آمدہ برگرد و غمزدگان را بحال خود گذار۔ جواب من  
این است و پس۔ اما در واقع نفس الامر می خواست حلال شود۔ و در نہ یار و پیش  
از وقت آنچه از رخت و صندوق و قلیان و غیرہ داشتیم ہمہ را ضبط کردہ و خبر را ہم پیش  
پشاه دادہ بود۔ کہ از تاثیر مرگ کینزک با و معلوم شد۔ کہ مایہ کار اوست۔ و تہمد کردہ  
بود۔ کہ مرا بخیر و در عوض بمنصب من سزا فرماز کہ دو چہل بلے قدرتی خود بلے عرضگی  
فرمان شاه را ہر آل آستان دیدہ برگشتن طهران مہمم گردید۔ اما در وقت رفتن فرمان  
را بہ حاکم قم دادہ فذغن بلیغ کرد۔ کہ تلفت باشد۔ اگر از نسبت بیرون آیم دست  
بستہ بہ طهران فرستد۔



# گفتار چہل و ہفتم بست نشستن حاجی بابا و نفع ملال و از شنیدن قصہ درویش

بعد از دست بیکردن لقمی۔ صدائے درویش بلند و مدح خوانان داخل سخن شدہ  
نزد من آمدہ گفت "چشمش روشن دولت شان جان مفتی پر بردی کہ لقمی گرفتار  
شدی۔"

قرار بر این شد۔ مدتے ہاجم لسر بریم۔ درصحن امام زادہ حجرہ گرفتیم۔ از یاری سخت  
 فقو دم را یعنی بیست اشرفی طلا و چند قرآن نقرہ) کہ با خود آورده بودم۔ قدرے  
 از آن را بلوازم ضروریہ از قبیل حصیر و کاسہ و کوزہ و چاروب و گلک خرچہ کردم۔  
 اما پیش از تکمیل اثاث حجرہ درویش پیش آمد۔ کہ مرفیق پیش از ہمہ بگویند ہم نماز  
 و روزہ و غسل و وضو بقاعدہ ہست یا منور ہستی کہ در مشہد بودی و  
 حاجی ہو۔ اینہا چه حرف است۔ تو ضامن۔ نماز و روزہ من نیستی تو را کہ پاسے  
 برند؟ تو چه داخلے دارد؟

درویش:۔ بہن چه۔ یعنی چه؟ اگر من داخلے ندارد۔ تو خیلے مدخلیت دارد؟ تم  
 جاتے است۔ کہ حرف دیگر خیر از ثواب و عقاب و حلال و حرام و بخش و طافہ و عین  
 نیست۔ ساکنیں آل ہمدیا سر سبز اند۔ یعنی جناب سید۔ یا سر سید۔ یعنی سرکار اخوند  
 علمہ دین۔ یعنی مقدس۔ ہمد زرد رنگ۔ دراز صورت۔ جوس رو۔ اگر کسی را با چہرہ  
 پر آب و تاب کشادہ بینند منافق و فاسق گویند۔ اس است کہ من بعد از ورود  
 برینجا پیش از تبدیل آب و ہوا تبدیل صورت و سیما میکنم بہ مقتضائے وقت و  
 مقام ملاحظہ طہارت و نجاست و کثافت و لطافت مے نمایم کرم کہ بیچ وقت بہ  
 رکوع خم نمے شد۔ و سرم کہ ہرگز بسجود نمے رسد در رکوع و بسجودیکے مے شکند  
 و دیگرے پنہ مے بندد۔ تو خود میدانیکہ من در سائر اوقات۔

(روئے نیاز از ہمہ سوتافتہ)

قبیدہ نفہمیدہ مسمانیم)

اینجا مجبوراً وقت خوابم رو قبلہ مے خوابم۔ و طریقہ قبلہ اینجا را از آنحضرت و میں  
 بہ بسیار و ہمین و جنوب و شمال بہتر از رہدہن خودی شناسم۔  
 حاجی ہو۔ خوب اینہا کہ می گوئی صحیح۔ اما پنہ کار مے خوردہ من مسلمانم بخدا و تو غیر  
 و قیامت اعتقاد دارم پس است با این شدت و باین درجہ چرا.....

خیر ہرگز.....؟

درویش:۔ چه طور بچہ کار مے خوردنہ ہم۔ انہا دین مے خوردنہ نماز۔  
 تو از گسنگی ہمیری۔ یا سنگ سار شوی۔ میں لایان حد وسطہ را نمے واسند۔ و باید



ملکہ شان بود کہ تو راستی بخونی یا نہ ساگر مومنے۔ بایکہ سرمومے از سنن شروع فرو نگذاری  
 مثلاً اگر بدانند کہ قرآن را معجزہ و کلام غیر مخلوق ندانی۔ خواہ معینش را بضمی خواہ نصیبی۔  
 یا حرام تجوید تلاوت و قرأت نمائی۔ در شہادت را باب مے رسانند خدا نکرده اگر  
 بفہمند کہ تو صوفیستی۔ بجان پیر و مادرت کہ با دندان تکرکرات مے کفند۔ بایں اعتقاد  
 کہ برائے ہدایت لجر اط مستقیم مستقیم تر از این راهے نیست۔ رفیق جانم۔ حاجی!  
 را بخار اقم مے گویند۔

در زمینے است کہ ایماں فلک رفتہ باد)

ایجا نشیں گاہ میرزا ابوالقاسم مجتہد است کہ اگر ہمت کند ہر طریقے بخوار ہو  
 بقعین توانم کردہ در پیش رفت حرف۔ اعتقاد ہمہ انیکہ با پادشاہ سر و کلہ میزند۔ و فرمان  
 شاد بہر دم پیش از پارچہ کاغذی تلمہ نمے در۔ حقیقتہ آدم خوبے است۔ عییش انیکہ  
 دشمن در پیش و صوفی مے باشد۔ و ماد سخت خواہی واروہ بجز این دیگر کیسج علیہ  
 ندارد۔

بعد از استماع این سخنان۔ اگر چه بیب بی۔ عہد۔ نماز خواندن بہن زود و  
 دشوار بود و سولے برائے مصیبت و وقت مخصوص بجزت قبول عامہ لازم آمد۔ بنائے  
 طہارت و وضو و نماز گذار شتم۔ بشد تیکہ گشتی برائے ہمیں کار پیدا شدہ۔ فی الواقع  
 اول تکلیف و محس مے پنداشتم۔ خریدیم۔ پیشگوینے تمیست۔ برائے دفع ملال  
 و وقت مذلتی معقول بکار می خورد۔ اداں صبح برائے خواستم۔ و در سر حوض بایں بے مضمی  
 ترس و سخت ترین تکلیفات وضو مے ساختم۔ پس از اں در محضر ہمہ انظار با جہر و قرأت  
 تمام کردہ۔ جہا۔ جانب شنی۔ مے شد۔ نماز ملی خواندم۔ بایں امید کہ آہستہ آہستہ گوش  
 زدہ۔ شود۔ بے سبب صورت مثل صورت من عبیدس و محس و نامیموں و بر طہانت و بے  
 انور۔ نبود در پیش۔ خود نیز در تقدس فروش و حاضر سازی۔ قبیل بزین نگریستن۔ آہ  
 سرد شیدن۔ بیہودہ لب جنبانیدن۔ سوت سانسکی۔ تر شروئی۔ کج خلقی بے لنگی  
 برسانی بگردن مے رسید۔ پیشانی را داغ بناوم۔ سبیل پارازینہ پرچیدم۔  
 چشمہ۔ رومہ اشیدم۔ بہر ریش سبج در دست۔ مسواک در کمر۔ با پائے بے  
 جوذب و نیش ٹخنہ پاشندہ ٹخنہ محمد مے شد۔ حسابے۔

عقرب معلوم شد کہ از استیانم خاصیت زہر فوشی کہ دروش میان کردہ برائے  
 العین مشاہدہ نمودم۔ آوازہ مظلومیہ بطریق خاطر خواہ بہر حال مجید۔ کہ مجرم بجرم دیگریم  
 و بجز دقتین میگفتند در خطا از حکم است و این بیچارہ محکوم شدہ است۔  
 کم کہ با معارف و شایہ آشناسم۔ و کار بجائے رسید کہ بعضی می گفتند  
 اگر درست نبودے۔ ہر آئینہ تو را در مسجد خود پیش نمازے کر دیم۔ و ہم زہر ریائی بہترین  
 وسیلہ آنتساب شہرت و انتمندی و دانائی است۔ و در سایہ گردانن کسب پے در پے  
 و جیش لادہ نقطع خاک و پوزہ و آہ اندوہناک کشیدن شاہراہ اعتبار و احترام بر دیم  
 کثودہ شد۔

از کثرت وصول رقمہ مفت من و دروش بے آنکہ دینارے مایہ گذاریم وقتے  
 خوش مے گذارندیم۔ زناں از میوہ۔ وٹس۔ و نان روغنی آوردان۔ کوتاہی نمے کردند  
 من ہم گاہے گاہے تعویبے بیاز و طلسمے بگردن شان مے انداختم۔  
 خلاصہ۔ با اینکہ گذارناں در ظاہر موافق طبع شد۔ اما در لونی خلیے خنک و  
 بے مزہ بود۔ از اتفاقات خذہ روئے رفیقہ تیز کم کم شد بلکہ بیچ باقی نماند۔ عاقبت  
 برائے گذارندن پارہ انداز سا اعتبارے سال نما اورا داشتیم۔ تا حکایات از بر کردہ  
 خوراکیگان بجز نیر و قصہ را کہ در ہننا بے حوش سلطان ہاں سن نتیجہ بیان کردہ بود  
 فراموش نکند۔ کہ گذران وقت را دست آورید خوبے است۔  
 خوانندگان کتاب ہم البتہ مانند من بے طاقت شدہ کہ بہ ہماں گونہ کہ دروش  
 بدایں حکایات از من رفخ ڈال تکی برور من زیناں بندے سے زقصہ بے دہانہ  
 می گویم۔ خوہ خوش۔ خوہ ناخوش۔ خواہی دانست کہ خاطر بیچارہ بہت نشیں چگونہ  
 از اندوہ و ملال رہائی می یابد۔

بیا بنویس خال ایم لے

## حکایت ہمسریاں

خونکارا موزہ روم - کہ سنی پاک متشرع و متدین است - در راہ ایمان سخت پائدار - و در حفظ ناموس شمع استوار مے باشد - چون بر تخت سلطنت استوار یافت - آوازہ در انداخت کہ باید بسیارے از رسوم و عادات خاصہ کفار را کہ بمملکت اسلام با تم رآلافرا نک (راہ یافتہ بر انداخت - و پر خود واجب کہو - کہ ہمہ اشیا عدا بحالت اصلی و ساوگی طبعی برگر واند - و طریقیہ حکمرانی ترکان ویاسا کہ قدیم را کہ متوک شدہ بخجید کند - بنا بر این عادات تبدیل گردی و حیثت احوال و انکار کرد کہ از دیر باز متوک شدہ بود و نو کرد - و در لباس تبدیلی خود و ہمراہاں - بسیار سخت گیری مے نمود - و بنوعی پوشیدہ میداشت - کہ کسی از حرکات ایشان مرموعے و قوف نمے یافت -

چند پیش از این در محاکم ترک خاصہ در استانبول - ناخوشنودی بیارو آثار شورش در مردم پدید گردید - خونکارا طلع حال مردم را بنہم خواست - و آبتک آں کرد - کہ تبدیل گردی - خویش از زمیناں خاص و ہمہ رازاں مخصوص خود نیز پنهان وارد -

بنا بر این امر باوردن بیاتمانے مختلف - و ساختن لباسهاے منقہ نمود وقتیکے از غلامان خاص خود خواجہ "منصوری" را برگماشت کہ خیاط غیر معروف را با کمال احتیاط برائے دوختن لباس طرز نو آورد -

منصوری زمین خدمت بوسید - و بہر جانب شناختن گرفت و پہلوی برستان نہا - پارچہ فروشی - پیہ و مردے خمیدہ قد دید - کہ چشمانش از شدت نظر بکار - بچشم ہر عینک و چار دروگانیکہ گنجائش اندام او را بیشتر نداشت - مشغول وصلہ ہرے یافت گفت - میں و سدا کہ زمن است "سلا مے واو - دوست ہرے و لغتہ پیش رفت پیہ م و اول از شدت توجہ بروخت و دوز خود ملتفت او نشد - در آخر ہونے سد مے بند کرد - مردے موقر یافت - محل نگذاشت

چہ خود را قابل خطاب اونے پداشت -  
 از گلزار پرستش خود را منظور نظر آں مرد موقر و دیدہ عینک از چشمان برداشت  
 و کار را بجنار گذاشته خواست بدوزالوئے آداب بنشیند - منصورى دست  
 بشانہ اش نہاد - کہ زحمت مکش - از کارت بازنماں - اتمت چیت ؟  
 خیاط - غلام شما عبد را ندا دوا دوستان و یک جہتان بابا عبد  
 نیز میگویند -  
 منصورى - تو خیاطے -

بابا عبد - ہم خیاط و ہم مؤذن مسجد بازار ماہی - چه باید کرد ؟  
 منصورى - خوب - میتوانی برائے ما زحمتے بخشی - حملے بکنی ؟  
 بابا عبد - کارم چه چیز است - برائے ہمیں کار با اینجان شتام - چه  
 خدمتے است ؟

منصورى - رفیق ! آستہ آستہ تند زویم مبادا بیفتیم ! آیا بدین مسئلہ  
 راضی ہستی - کہ نیمہ شب آمدہ چشماتے را بستہ برائے حملے کہ گفتم ہمراہت  
 بہ برم ؟

بابا عبد - این مسئلہ دیگر است - وقت خیلے نازک و نامہوار و سر ہائے  
 پران از ہر سو پدیدار است - سر خیاط بیوا از سر وزیر وقتان پاشا متمنخص ترنیت  
 مزد درست بدہ اگر بخوابی - برائے ابلیس ہمہ لباس تلبیس تو طہ دوخت -  
 منصورى - ازین قرار یا این قرار راضی ہستی ؟ این بگفت و دوا شرفی در  
 مشت نہاد -

بابا عبد - ہ - " راضیم - خدمت را بفرمایید -  
 آخر قرار ہر این شد - منصورى نیمہ شب بدکان بابا عبد آمدہ اورا چشم  
 بستہ برد -

چوں بابا عبد تنها ماند - مشغول بکار - متحیر و متفکر - خود میسفت حملے من ہا  
 چشم بستہ چہے تواند بود ؟ برائے این کہ مزدہ این سعادت تازہ - میزان خود بردہ  
 از سائر اوقات نمود تردوکان خود را بست - و در پہلوئے مسجد بازار ماہی نخواستہ

## قدرت

دکتر سب ازین بابا عبدال کہ در حیدرآباد قندھار ہر صحت و ہم سرور و بدیوار  
 آن دو اشرفی و امیر علیہ آن سفرہ لا از کتاب و سبزی و میوہ و مریا بیار است  
 و قہوہ تلخی ہم پخت آن نماوہ زن و شوہر بلکے حکم باب زلے گذاشتند  
 نیم شب - بابا عبدال صادق الود و منصورہ از او صادق الود زور  
 دکان بابا عبدال یک و دیگر را بستند - و بے آنکہ بابا عبدال سخن گوید منصورہ  
 چشمالش را بہ بست - و از کوچہ و پس کوچہ بہ حرم برائے سلطانیش برود - از  
 کوچکی بخلوت خاص درویش برود - چون چشم بگشود - اطاعتی دید کہ بر زمینش  
 انواع قالین ہائے نفیس گترود - و در صفہ ہائش تماشاہائے گوناگون آراستہ -  
 اما بجز یک چراغ کور درواں روشتنائی نہ - منصورہ بابا عبدال را در آنجا نشاند  
 برفت - و بابا یک بچہ شال کشیری برگشت - از میان بچہ لباس درویشی در آورد -  
 و بابا عبدال نشان داد کہ نیک بیازنہ و پیرہن کہ برائے دوختن لباس  
 بدین قسم چہ قدر وقت لازم است و درست بچسبیدہ باز بہ بونچہ بگذار - و از  
 جائے نجیب تا من برگردم -

بابا عبدال لباس را بدین سوئے و آنسوئے گردانید و درست بیا زمود -  
 و آنچه بایست نیک حساب نمود - و بموجب امر باز بہ بچہ نہاد - ناگاہ مردے  
 ہیبت - بلند قامت - کہ از دیدارکش بابا عبدال را سراپا لوزہ گرفت - داخل شد  
 و بے آنکہ سخن گوید - بچہ را برداشت و بیرون رفت -

و قتیہ دیگر - منور بابا عبدال از حیرت حال اولے بچہ و نیامدہ در دیگرے  
 بگنود - و مردے بالباس فاخرہ - بچہ کشمیری بوضع و بزرگی بچہ اول بیاورد -  
 پیش پائے بابا عبدال نہاد - و بے آنکہ لب سخن و یا چشم بروئے بابا عبدال  
 کشاید - زمین بیوسید - برفت - بابا عبدال خود در اندیشہ - کہ این کار بہ  
 نباید باشد - و من باید آدمی بزرگ شوم - و لے بہتر از ہمہ آن بود - کہ در گوشہ  
 دکان باز بہاں وصلہ کارے مشغول باشم - و این حملے را با ہمہ سود بگردن  
 نگیرم - کہ مے داند - مر برائے چہ کار بدینجا اورودہ اند ؟ دخول و خروج این مردمان

غریب مگر نیک بزرگوار۔ ماہیت خوبی برے میں ظاہری دارو۔ اگر تیار ہے  
کروند۔ دھن سے گھنڈہ ہمارا ہوتے ہو۔ وہاں میدان تیار ہوا۔ ہم کھینچتے  
شود۔ پارہ زناں راہ کمال میدورند۔ و در آب میا ملازند۔ شاید برائے آن گوہ خیا سے  
مرا بریخا آورده اند۔

بابا عیدل با خود درین مختال بود کہ منصوری داخل شد۔ و بے آنکہ حرفے دیگر زور گفت  
بقرہ را بردار۔ باز چشم اور البیتہ از جاکے کہ آورده بود۔ بردانجا رسانید۔ بابا عیدل در عہد  
خود استوار بے هیچ جواب و سوال و عدہ داد۔ کہ بعد سر روز حاضر است۔ وہ اشرفی بیار  
دو کال و گیر۔

بابا عیدل بخاندہ خود برگشت۔ تا زن خود را از انتظار بردار و سر راہ با خود میگفت۔  
راستی این کار بر جنتش میارزد و بخت درین آخر عمر خوب تانے براہیم پخت (دوس  
ساعت بصبح مانده بود۔ کہ در خانہ لا بزدنش با عزت و احترام بگشود۔ و بقرہ را دودستی  
بگرفت۔ بابا عیدل فریاد بر آورد کہ دلفریب جان اہتر وہ۔ کارایں راسے گوئید۔ تمام  
شود۔ پرہیں چه قدر مر دے دہند۔ دلفریب بچند پروہ ماغش چاق شد۔ خواست  
سر بقرہ را بگشاید۔ بابا عیدل گفت۔ رحالا بیایا بخوابیم وقت گشودن اونیت۔

دلفریب گفت۔ تانگشاہیم و دہ نیم۔ چه آورده۔ آسودہ نے شوم و خواہم غمہ برد  
پس بقرہ را بگشود۔ دوم روشنائی برد۔ چه دید۔ و چه شد۔ تو خود قیاس توانی کرد و معلوم  
است۔ خیاط و زنش کہ بجائے لباس در بقرہ سر آدمی در ہم و بر ہم کشیدہ بیند۔ چه جالتے  
برایشال دوست مے دہد۔

دست زن لرزاں و سر بریدہ از دستش غلطان بیفتاد۔ اول زن و شوہر اندکے چشم  
پوشیدہ تفکر کردند۔ بعد ازل سالت و صامت بروئے یک دیگر نگریستند۔ بطورے  
کہ بیچ زبان بر بیان نیاید۔

ازاں بعد دلفریب با سر بریدہ۔ کہ رعبب کارے آوردی۔ مثل جان آدم بر قربان  
کارت بردی۔ مرد کہ این چه کار است۔ مگر بد بختی درون خانہ مان کم بود کہ این غمہ راہ فتی  
وازیہ رول سر سر وہ آوردی۔ کہ لباس ہر روزی۔ خاک بر سر مرده است! بابا  
بابا عیدل: سہے انا سنہ! بابا سنہ! اے جگہ پر و ماور، آنکہ این بلا را بہر من انداخت

بمال وقت کہ آل سگہ سیاہ چشم مرے بست و مے گفت صبا در میاورد - دلہ  
 مے طید - و گواہی می داد کہ بے چیزے نیت با ہمہ ترکی و خرے می دانستم کہ حنلی گفتن  
 او محض لباس دوزی نباید باشد - پد سوختہ شتیاد بجائے لباس سر آدمی جازن کو  
 است خدایا - حال چہ بایم کرو؟ راہ خاندان را نمیدانم - تا سر را بر م بصورتش بزنم - کہ  
 رنہ سگ با بیالاست را بجیر، حال است کہ بستان چہ باشی با ہزار باشی - دیگر سچہ  
 ام مے ریزند کہ ریا بخون بہائے این سر را بدہ - آل وقت خرمیا - و محرکہ ہارکن!  
 احتمال آل ہم ہستند مرا بیا ویزند - یا خفہ سازند - و یا پوستم را زندہ کندہ گاہ پر کنند -  
 و ظہریب جان! بیا و تدبیر مے بکن؟

و ظہریب ہ - باید کہ یہاں خود را از شرین سر فاس کنیم - مگر غیر از آدم قحط بود کہ بایہ  
 این سر بگردن ما بیفتد؟

بابا عبدل ہ - خوب - ا حال روز روشن مے شود - ہر کار کردنی بیستیم - زود

بکنیم

و ظہریب ہ - یک تدبیر مے بخاطر من رسد - ہمسایہ اما حسن نالواہ حال تنور ش  
 را میا فرورد - آئہ اوقات ہمسایگان ویزی و کما چندان مے دہند - بیزو عادت شان  
 اینکہ اول شب آہن را مے برند - و تنور مے گذارند چہ طور است این سر را در ویزی  
 گذاروہ و تنور او گذریم - تا بہ پزد! چہ لازم است بعد بروم میا دریم - گور پدرویزی  
 و ویزی پز بگذار بگردن حسن بیفتد -

بابا عبدل بعقل ز بخش ماشاء اللہ گویاں - سر را در ویزی نہاوند و زوک زوک  
 پیر زال پہلونے ویز بہائے دیگر کہ آوردہ بودند بہ پزد! ستور بگذاشت و مخفی  
 بخت - اناں پس زن دم دور را محکم چفت کردہ - لغنیمت شال دو ستمال غیر سند  
 بخا میدند -

حسن نالوا - پسے داشت محمود نام - پدرو پس برو بقدر معروف و ز آل حال  
 کہ تنور مے آذوختند - ہمہ سگے کہ برائے ریزہ چینی بن اکثر بہ خان شال مے آمد -  
 و بپز - سائیز ش مے داشتند - سید و اچہ زے غریب و بطورے عجیب -  
 ہاں ہاں ہاں

حسن رو بہ لپس کر دسکہ (ایں سگ را چہ شدہ ؟ باید چیزے غریب دیدہ باشی)  
 محمود بدیں سوئے و آل سوئے نگران سبب پارس سگ را ندید گفت رہی  
 بوق (چیزے نیست) اور برفت۔

فے سگ چنداں پارس کر دسکہ حسن ناچار بہ تجوئے سبب بر آمد سگ دیوانہ  
 وار بولے بے کشیدی۔ و پیرامون ویزی با با عہد دل بے گشتی۔ و بولے حسن سہے  
 جستی۔ تا انیکہ حسن را یقین شد۔ کہ ورویزی چیزے ہست چوں سر پوشش را  
 برداشت سر بریدہ ویزی ہا چشم باز دید۔ چنداں لازم نیست۔ بیان شود و حاش  
 چوں شد۔

فریاد بر آورد کالہ الا اللہ چوں آدمی کم جگر نبود سر پوش را از دست نینداخت  
 بگذر بجلتے خود نہا وہ۔ لپس را طلبید کہ رفزند محمود و دنیا بدو نیلے شد و مرد و دنیا  
 بد مرد صا نابکارے سر انساناں برائے سختن و ز نور فرستادہ است۔ اما از زمین طالع  
 و برکت شعور سگ تنور ماطوٹ نشد۔ و درین باب آسودہ باش۔ و سہ چوں پائے  
 ستمیان در میان است۔ بگذر آنچه مایر بہ پنجم دیگرے بہ بند۔ اگر بداند در  
 تنور ماہ آدم پنختے مے شود۔ و دیگر کسے از ماں مے خورد۔ یا یازگ سنگنی میوم۔ اہم  
 ماں بدی ورمی رود۔ وہاں مشہورے شوہ کہ نان را بار و عن آدم چرب مے کنند۔ اگر  
 آفتا مومے از نان ماور۔ یہ خود منہگفتن مومے ریش انسان است۔

محمود چولنے بود بیست سالہ در خشک خنہ پسر بہ پیش آواز۔ زود تہیہ  
 و تہیہ میں قنیر اسباب شوئی در۔ وہ ہیئت غریب را سہ۔ سر سہ  
 سخت سخن ید گفت را بس۔ برکان علی کور و لک یا علی و لک کورہ و بولے  
 ماست مے پرکھ۔ علی در کور و کورن دکان است۔ و بابک نیشے خوب شے تو از دید۔  
 و سر سہی بویہ کار خود بہ بند۔ یا لور۔ بخا یا بیو سہ کتیا

پور۔ تہیہ پور۔ یعنی شدہ وقتے کہ علی و سر سہ رات نمود۔ سر سہ۔ و  
 دوتہ۔ و بنا آنچه پشت دیو بہ نہد۔ و در سر نش۔ پور۔ پور۔ چند تہیہ پور۔ پور۔ پور۔  
 مشتری۔ ز سر سہیدان شہت است۔ سپس بہ تہیہ مخصوص۔ لیت بہ سہ  
 خود باز آمد۔ تا تاثیر تدبیر خود بہ علی کور سیف کند۔



ملی کو رعصائے زمان داخل دوکان شد۔ باطراف نظرکناں از عکس مشاع  
 آفتاب که تازه بر پنجر بائے کانه بین و کان تاغتم بود۔ آل صورت را بدید و حقیقت  
 مشتری پیدا شد گفت: «رزدتم عیبه که خوش آید۔ بیخ خیزی خوب لے کرده آید۔  
 چشم درست نمی بید و منم و منم زمان نیبه ناچند شده و تراشیدن لایم  
 داشته است۔ تپه را پیش ازین دست بود تپه با بدناست تپه آید۔ بگذر کام شود۔ پول  
 جو لے نشیند باخرو غنم در معوانه منو یا شاد است۔ بیوت نامم که گویم با هم  
 در حال تو انیم رفت پس روئے بردارو۔ که تو بیای چپته من نہیں۔ اگر باقره بهم  
 کور شودم۔ باز کرد تو، من تراشیدین من در سر تراشی از چاقو کے گوش بران تیز  
 تراست۔»

آنگاه باادب تر از سخن و هم با این ماهر کرد و موقع لبان زده و روئے مشتری از  
 ہمیں که دست بردار مفسر زده و بیماں زده و پس آید که لوقی مرثات۔ متجانہ  
 گفت۔ لرغیق! سخت سرت سرد است۔ گویان زده؟ بار دیگر دست پیش  
 برد۔ سر از جاسے بغل نشید۔ و بزین اتاد و مسلی ہم شش گزاراں دورتر  
 بخت۔

فریاد بر می آورد۔ امان، خداوند، پناه، بر تو، و جیستاد بر۔ آمدن از کنج  
 و مکان نمی کند۔ تپه را از کانه منم۔ سے سر را زده و کان این تپه ما میں  
 تپه ما میں تپه را از اب و تپه را منم و تپه را از کانه منم۔ یا شیطانی۔ سخن  
 در آف و در معوانه منو یا شاد است۔ بیوت نامم که گویم با هم

پول از سر برید آید و دست که بلے ترس نیست پیش آمد  
 و کیش را گرفته۔ از زمین برداشته و دست کرد۔ راستی سر برید  
 بود۔ دستچه پا بر پشیا آمد۔ دستچه را بر سببش چه مارید۔ در زیر سر داشته؟  
 نے نے۔ نی یست پشما منم۔ با آن چشم دیگر هر چه در دنیا می شود دیدن می  
 تواند۔ تو زده ان حسن نوا می داشته۔ دل لے لپس شش پر شیطان و نادرست  
 است۔ سر حساب سے شود و نوب۔ حال که چنین است۔ بچلے بی برت که کسے

سے نوا۔ پیش بند۔ ن سے جس

بصراقت نیفتد۔ تو را بدکان کبابی ریافتوی ایونانی سے برم۔ تا بجائے مزہ عرق  
بمشتربان و دلپس بیک دست چوق۔ و بدست و گچہ مبر بریدہ را در زیر نالان گرفتہ  
در کوچہ پہنوشین بدکان یونانی رفت۔

علی گورایں دکان را البایر و دکان ہائے کبابی مسلمان ترجیح سے داد۔ چہ در آنجا  
بیسر خربشراب نیز سے توانست خورد۔ و اش دکان دولابی بود کہ کباب لے گوشت  
ہائے ناپختہ در آنجا نگاہ سے داشت۔ بی شک ہے بریں سوئے دل سوئے کرد و چل  
کے رطبت خود ندریر۔ و رطبت سفتہ گوشتے نادر۔ کہ پالیت آن روز کباب  
شور۔ چیس نس۔ در بود و سمیت کہ۔ کئے با بدیرہ و ہائے لے گم کردن چوق  
خورد۔ و پتق ریافتی در شاہین انور۔ و ہائے لے ہمار خود سفر کش داد  
رفت۔ ایستہ بعد از آنکہ ظہر ہائے سستہ۔ با پستت و پختہ کباب  
را بر تباب جمید و چید۔ آتش بر فروخت۔ و شربت لب خنت۔ دکان را چاروب  
کرد۔ رفت زد۔ و ب ہائے کباب علی۔ و پختہ گوشتے میاورد۔

بمشمق و غلام۔ در دست خوردن متعجب و نوالم۔ و نیہ مشربان عثمانی بود با آنجا  
خورد کہ تترے و شنت۔ و ہائے پختہ می پختہ۔ و پختہ اقدام در پختہ داشت  
ہر چند پختہ پختہ بود۔ با پختہ جمودت و احترام سے فرود میاورد۔

بمشمق و غلام۔ در دست خوردن متعجب و نوالم۔ و نیہ مشربان عثمانی بود با آنجا  
خورد کہ تترے و شنت۔ و ہائے پختہ می پختہ۔ و پختہ اقدام در پختہ داشت  
ہر چند پختہ پختہ بود۔ با پختہ جمودت و احترام سے فرود میاورد۔  
سلی و روفید۔ و ہر وقت شنت۔ و ہر ہر ہر ہر۔ و ہر ہر ہر ہر۔ و ہر ہر ہر ہر۔  
خنجری و تترے۔ و ہر وقت و ہر وقت۔ و ہر وقت و ہر وقت۔ و ہر وقت و ہر وقت۔  
آزمود و میگفت۔ غیر از ہر ہر ہر۔ و ہر وقت و ہر وقت۔ و ہر وقت و ہر وقت۔  
کوی نہ۔ و ہر وقت و ہر وقت۔ و ہر وقت و ہر وقت۔ و ہر وقت و ہر وقت۔  
عجب تترے سند۔ و ہر وقت و ہر وقت۔ و ہر وقت و ہر وقت۔ و ہر وقت و ہر وقت۔  
دست و ہر وقت و ہر وقت۔ و ہر وقت و ہر وقت۔ و ہر وقت و ہر وقت۔  
مانند چینی کے۔ و ہر وقت و ہر وقت۔ و ہر وقت و ہر وقت۔ و ہر وقت و ہر وقت۔  
رطبت و ہر وقت۔ و ہر وقت و ہر وقت۔ و ہر وقت و ہر وقت۔ و ہر وقت و ہر وقت۔









بیا بجانہ قدمت پالائے چشم۔  
منصوری :- خانہ آنت آبادان - زو و باش - من کار وارم - دگوبہ پیغمبر آغاے

ینگہریاں کجا است؟  
چوں خیاط دانست - کہ سزا کیست - رومی دانست کہ او دلش بر سر آں سرچہ  
آوردہ اند - قوت زانوش برید - و سرا پا غرق عرق شد گفت - و سید اتم کجا است -

خدا و ملا! عجب طالع بد بخت شوے داشته ام؟  
منصوری :- کجا است؟ آخر کجا است؟ زو و باش بگو  
خیاط :- سد باضطراب :- ستمے دلم بخیر نارم -

منصوری :- سوزاندی؟

خیاط :- نہ -

منصوری :- انداختی؟

خیاط :- نہ -

منصوری :- پس چه کردی؟ تو را بر پیغمبر بگو! خودی؟

خیاط :- نہ -

منصوری :- درخانہ تو ست؟

خیاط :- نہ -

منصوری :- سو جانیے نہاں کردی؟

خیاط :- نہ -

منصوری :- بیتاب - پیش خیر تار رفتہ - دیوانہ وار فریاد بہ آوردہ رکہ!

پیغمبر وہ شوہی بردہ! آخر دگوبہ پیغمبر چه کردی؟

خیاط :- نیمہ بردہ پاؤزے در محمود شہر در تہہ ہریاں شد!

منصوری :- چه بریاں؟ مگر میخواستی بخوری؟

خیاط :- شہ خواستہ بخورم - اما بریاں شد - حال در تہہ راست او دیگر چه

مے خواستی؟ پس تسمیں تدبیر و تہہ - باز گفت -

منصوری :- بیا خانہ تہہ نوار میں نشن وہ - و گرنہ مارا آتش میزند سبحان اللہ

بعقل کہ می رسد کہ سرخانے نیچر یاں راوند تہو پر یاں سازندہ پس یہ کان حسن نانا  
رفتند وادبے تھانے تفصیل۔ بروں سر راہ کان علی گور را ز گفت۔ خوشحال آنگہ از الام  
و تہمتے کہ بر او دارو میا پڑجند۔

منصوری۔ و خیال و نانا۔ بر کان علی گور رفتند کہ مشتری کو۔  
علی گور اول قدم سے ترو کر و۔ آنا و آخر قرار نمود کہ اورا بجائے سر شیطان  
فرض کرو۔ یہ دکان (یا نقوے) کیانی بروم کہ البتہ تا کنوں از ایں قبیل سر را برائے  
مستان خیلے کباب کردہ است۔

عاقبت ہمہ۔ یا علی یا خدا! یا پیغمبر! گویاں پر نزد کیانی شتا رفتند۔ چوں چشم  
یا نقوے، بدال دستہ مسلماناں افتاد و دانست کہ مشتری کباب نہ۔ بلکہ نامور کباب  
گردن جگر او بستند۔ چوں پائے چکوگی سز میمان آمد۔ بانکار برخاست کہ نریدہ ام  
و بیخ اطلاعے ندام۔

دلاک جائیکہ سر را انداختہ بود نمود۔ و لقرآن قسم یاد کرد۔ کبابی انکار کرد۔  
و یہ انجیل قسم خورد۔ تا آنگہ کہ آوازہ تجزیہ ہو دی و دوسر بلند و غوغائے نیچر یاں۔  
برپا شد۔ منصور ہی بنوز و تحبس و فخص کہ کجیا از شورش و آشوب خبر دار گردید۔  
پس بیخاط و نانا و دلاک و کبابی را در عتب انداختہ بجا تب لعش ہو دی و دیگر  
و با حیرت تمام سر را بستند۔ تا کبابے چوں مہجد را فبیر۔ و اسپر لبش آلیتے  
بیاید۔ از پیش دانستہ بود۔ پاحتب شیدہ۔ تو و منہ ز کارن خود را ہر دستہ  
از شہر جگر بخت۔

منصور ہی خیال نہ کر۔ بی نیز نہ و دست۔ روئے و پس کہ کہ تم با یہ بجنو  
پادشاہ رو کھر۔ یونانی را نرید۔ پر سید کبابی کو  
دلاک نہ کر۔ و یہ تہمت ز من اگر جیہ۔ تہ پیشہ سندن سائی

یونانی و ایم  
منصوری خواست سر بردہ چوں ہو دایان و را دی۔ و مقصود شاہ را  
نمید۔ و لفقہ۔ شال۔ لبش نرید۔ منصور تہ ہر ہر و شتہ۔ ان دانستہ۔ تہ تن شام  
نزد مسلمان! شب۔



چل سلطان دانست - کہ سر را در کجا یافته اند - و با چه پا بد اسخا رفته و چگونه شورش  
برپا شده است منقلب گردید -

خوانده نیکو - اند کہ نویسنده صورت حالت را چنانچه باید و شاید - نتواند  
مجسم نمود سلطان دید - واقع حال مخالفت شاہ و مایه ریشخند است و از طرف دیگر  
باید چو این فتنہ گرفته شود - و گرنہ منجر با زگونی تخت و واژوئی بخت خواهد شد -

متحیر و متنگر و لاجمل گویند - و نیز در شیخ الاسلام - اخبار است - ترساں ترساں و ہر ہاں  
ہر ہاں - با ملتے کہ جائے رشک نیست یک یک رسیدند - پادشاہ شرح شورش شہر  
را با ایصال بیان کرد -

بعد از اسخارہ و استتہ رہ قرار بر این دادند کہ خیاط و تانوا و دلاک و کبابی را بحاکم  
کشند - چنانچہ گر با آنرا در قتل آغاز ملاحظہ بودہ است و ایصال را متہم سازند کہ سر  
را سختہ و تراشیدہ و کباب کردہ اند - یہ خونماںے اورا بد منہ و ہمہ تار دادند - کہ  
اچوں علت فانی شورش کبابی است - با سر آغاں طور بے ادبی کردہ اول نگہ ہر  
دلو تانی اسر شس را باید برید و یہ ہماں جا کہ سر آغا را ہنادہ بود باید گذاشت (تہمیدی  
تیز نمودند کہ برائے تسکین میجان و غلیان بیلچہ ہاں باید آغاںے از لوایشاں خود انتخاب  
کنند و نعلش آغاںے مقتول را بعزت و احترام و ... سازند -

ہمدایاں باشد - ... دست ... ہر روز رسید و شہر آسودہ آما  
بہمت سلطان این را نیز باید فہود - کہ نہ تہاںے زحمات خیاط و تانوا و دلاک  
نمود - بلکہ نعلے بفر خور حال ہر یک ایصال براد - تا کفارہ زحمت آناں شود -

من این قصہ را خیلے کہ تاہ گرفتہ - بخصوص جلے را کہ منظوری حالت  
سر را بسلطان بیان کردہ - گر مثل درویش شاہ و برگ سے ہنادم خیلے درازے  
شد و ہم آں ہر د - کہ ... با ... من کا تہ شود - (چنانچہ قصہ خواناں و  
قصہ شنواں ہفت در ... قصہ باید در ... باشد - مابین ملاحظہ دارید - کہ مورث  
ملاں نشود - بلکہ ... بیشتر پیشہ ... و ... شونہ لاشقاق ترمازہ و انگہے ریش  
قمے خ ... یہ ہمیں سکوت - روز متوالی  
مے تو ... و ... و باز چہیزے ازین قصہ

# گفتار چہل و ششم

## در تقدیر فروشی حاجی بابا آشنائیش با چہنہد

ماقبت - میرزا ابوالقاسم قمی - خود آواز ذوق تقدیر و زہد ہم بشنید روزے در وقت رفتن بزیارت حرم - کس بعقب من فرستاد - این فقرہ بخونک دیدم و ترسیدم کہ علم و فضلم - کہ عبارت از میادوی شریعت بود و بس - در مقام امتحان آمدہ بخجیام را بروئے کار اندازہ بنا بر این مائل - لازمہ را رواں وزیر چاق گروم - و آتہا عبارت بود ازینہا -

اول - ہر کس بہ گردن نبوت محمد و امامت علی نگردد - کافر و واجب القتل است -

دوئم - بجز اُمت محمد آئمہ شیعہ علی ہمہ مردم بدوزخ میروند - سوئم - لعنت بر شکر و زید ز جہد واجب است - کانیہ پیر و نانیہ از اہل جہنمند -

چہارم - ہمہ نصاری و یہود و مسلمانان کتاب وغیرہ بخش اند - پنجم - شراب نوشیدن - و گوشت خوک خوردن حرام است - ششم - کافر - خوک - سگ - نجس المینند - ہفتم - نماز - روزہ - زکوٰۃ - خمس - چہدیمہ کس واجب است - ششم - دستاوردن حاجت نماز - تہ - اہل بیت - ازہنق روشی ہر انگشتان اینست - و مرفق را باید شست - کرمیت و طہن - یعنی دست - ہر کس

ایں کند نمازش باطل است۔

دریں خیال بودم کہ یاس فضیلتہا پارہ چیز ہائے دیگر نیز بیغیر اہم کہ درویش از در  
در آمد۔ لیے پروا اللہما۔ نادانی خود بوسے نمودم۔

درویش :۔ راس بہد ہر ت عمر خود نہیدی کہ در دنیا ہیج کا سبے گستاخی نے  
شود؛ و حکایت ہائے من۔ درویش صفہ را فراموش کردی۔

حاجی :۔ چگو یہ حکایات شمار از اموش میکنم۔ و حال آنکہ در سایہ آل حکایات چہ لیے  
خود ہم کہ لذت اقیامت از دامنہ بیرون نمانے رود۔ البتہ شما ہم سے دانید چوب  
و فلک حافظہ را زیادہ سے کند۔ و نہ رنجاقبول خودت۔ اگر فہم بر وزن کند۔ بجائے  
چوب و فلک خوف سنگ رسی درو۔ بہر حال ایں معنی برائے تو علی السکوہ است نہ  
برائے من درویش جان! حالاً جو چہ پندہ یہ یاد کردہ۔

درویش :۔ اگر آن قدر زودینہ کہ بختہ بہا کہ ز نے توانی بکار بری۔ حاجی و  
اصغباری نیستی۔ سکوت۔ حیرت۔ آہ سرد بزمین نگاہ کردن۔ و اش پشانی۔ زون شارب۔  
خود را حق نمودن از دست بردہ۔ ایگر کار مدار۔ من ہم پیش ازینہا میدانم و نمے توانم۔  
حاجی :۔ و در ایں باب خدا کی عیاست۔ سبہ شاہ خوابیدن بہتر کہ ہمہانی رفتن و  
ناہر لوط گفتن و خوردان!

پس باہر سے عبور و پیشے زمینہ از زمینہ پیران بختہ رتم در حالہ مصیبت  
خود در شہر فہم۔ ہمانا کہ سے قدرت تقدس بہر ادا داشت و رونقید آہستہ آہستہ برائے  
ملاقات شہد سے رفتہ۔ حکم برینہ سبب سے توبہ و بارہا فضیلت درویشاں بخاطر  
آمد۔ بہ سختی بچس و از آمدہ۔ و بہ آریا از بزم گمانہ پورسانی را یہ سجد  
چگوئی در حق نمودن و پیرہ دیگر را از پیشہ سبب سے توبہ و بارہا

جواب داد۔ و نہ۔ سبب سے توبہ و بارہا فضیلت درویشاں بخاطر  
آمد۔ بہ سختی بچس و از آمدہ۔ و بہ آریا از بزم گمانہ پورسانی را یہ سجد  
چگوئی در حق نمودن و پیرہ دیگر را از پیشہ سبب سے توبہ و بارہا  
جواب داد۔ و نہ۔ سبب سے توبہ و بارہا فضیلت درویشاں بخاطر  
آمد۔ بہ سختی بچس و از آمدہ۔ و بہ آریا از بزم گمانہ پورسانی را یہ سجد  
چگوئی در حق نمودن و پیرہ دیگر را از پیشہ سبب سے توبہ و بارہا



مجتہد۔ الہیں قرار روزے کے بیماری خدا اصلاح کا رت شود۔ نزدیک است  
شاہ بہ زیارت معصومہ تم می آید۔ چوں بمن یک نوع ارادت خاص وارو۔ یقین  
داشتہ باش کہ در امتحان تو هیچ وجه کوتاہی نخواہم کرد۔

حاجی ہ۔ بندہ خاک رسے مانند این بے مقدار۔ ورا زائے میں ہمہ التفات برکلام  
شہ لیت مدار چہ میتواند کرد۔ وگفت ہ۔ ہر حالے کہ در حق حقیر لغز مائید۔ محض عنایت  
والتفات است۔ وگر نہ من کجا ولطف بر کار کجا۔

مجتہد ہ۔ (بپاداش تملقات من معلوم است تو آزمائی۔ حکم المؤمنون ان حق  
مؤمنین پاک یک دیگر را بمحض ملاقات سے شناسند۔ چنانچہ میگویند۔ طائفہ  
از فرنگان ہستند بنام اہل فرہوش خانہ کہ یکدیگر را در میان ہزار نفر بمحض یک منظر  
تخصیص میدہند۔

ہمہ حضار لا الہ الا اللہ کمال وکمال گویاں استحسان کردند۔  
مجتہد ہ۔ حاجی اقلند سے باتو است کہ در تیشش میگویند شنیدہ ام گفتا است  
یا ہمہ آشتا و ہمراہ بود آید۔ راست است۔

حاجی ہ۔ عرض کنم کہ تیرہ دو ان بے فقیر و مردے بے نوا است در پہلوئے  
خود جائے دادہ ام۔ خدمتے جزوی در حق من کردہ است باں ملاحظہ رعایتش  
می کنم۔

مجبہ ہ۔ دست پر پر شال بر و ہر پیراں دانستند کہ در ایہ انجام دادہ دارو  
ہمہ گوش شدند۔ اینا کہ ہمہ نام خود در ویش سے گذارند۔ خواہ نور علی شاہی۔  
خواہ نعمت الہی۔ خواہ ذہبی۔ خواہ نقشبندی۔ خواہ سلسلہ ملعونہ اولیہی ہمہ کافرند  
وہر تدو واجب القتل ہر کہ پرنہا معتقد باشد۔ کشتنی و سوختنی و گردن زدنی  
است۔ پارہ از ایناں می گویند کہ روزہ رمضان صرفہ نان و نماز کار بیہ روزاں  
و بیق تماشاے بہمان و دل بدست آوردن کار نیکال است۔  
پادیکہ می گویند۔

رعیت آن نیست کہ بر نیک نہی پیشانی  
صدق پیش آرد کہ خواص بہ پیشانی نیست



است لکن عاقلین و ذہیب و دین نئی شتاند حنڈا لہذا اللہ اخذ لہ اللہ  
کے نوسائے ایساں گفتم است۔

لے بہ آئین مسلمان و ذر کیش کشیشتم  
حیرتے می برم از خود کہ من آخر پچہ کیشتم  
آں زندیق تلسنے ردم لائمی بینی۔ با آق خو غود کو کو ہائے بے منی چہ نامرط  
و چہ چنگھا قالب زدہ است در منتولش ہم می گوید۔  
ہر کہ را قلقش نکو نیکش شمر  
خواہ از نسل علی خواہ از عمر

آں مطار بے مزہ شان کہ پر دور افتادہ است وحدت و کثرت و ریاضت  
و مجاہدہ و مشاہدہ و سلوک و میرش بانہیزے است انا از طرف دیگر خدای شود۔ گدا  
می شود۔ آب۔ آتش۔ زمین۔ زمان۔ بردہ۔ ترہ۔ زرد و آلو۔ شفا لومی شود۔ می شود۔  
تی شود۔ ایناں ہمہ خود را اہل معنی۔ صوفی۔ عاقل۔ حکیم۔ راہ نما۔ راہبر۔ مے و مانند  
زہے راہ نما۔ زہے راہ بازت راہرو۔ زہے راہ بھوئے۔

ذکات الخراب دلیل قوم  
سیہم رحمہ لودی الہا لکینا

از ذہب النین مصری۔ حسن بصری۔ بلیب عمی۔ محرموت۔ شبلی لیلادی۔  
مینصور مدین و اولیس قرنی گرفتہ تا برسہ پچہ سی و پتی و تریاکی امروز ہمہ را  
یا بلعتت کر و۔ حاضرین ہر بلعتت کر وند و من با بلعتت ہم بالیشان لعتت  
کر و۔

چہاں سخنان مجتہد تمام شد حاضران انا متخصار و اطلع متخیر و از طریقہ و  
استقادات صوفیان متعجب و متفت بودند کہ این سخنان در من تا چہ پایہ تاثیر  
بر وہ است من بعد در تہار حیرت و تعجب ایچ از ایساں واپس نما دم و حد  
تعلق و سزائی گوئی بات دی بسے سنگی بسیار خردم۔ چنانچہ مود و آفرین  
تسین بہ شتم

تہار حیرت حاضران سر گرم چہاں و اویق و توین صوفیان باد۔ کہ

میں نے اس کو دیکھا اور اس کی حالت اس قدر تھی کہ

ان کا منہ کھلی ہوئی تھی اور وہ خود کو دیکھ کر ہنسنے لگتا تھا اور اس کے ہاتھوں میں

کچھ بھی نہ تھا۔ اگر وہ دیکھا جائے تو اس میں اس قدر کچھ ہے کہ اس کی حالت پر ہرگز شک

نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ دیکھا جائے تو اس کی حالت پر ہرگز شک نہیں ہو سکتا۔

یہ تو اس کی حالت ہے کہ اس کی حالت پر ہرگز شک نہیں ہو سکتا۔

اس کی حالت پر ہرگز شک نہیں ہو سکتا۔

اس کی حالت پر ہرگز شک نہیں ہو سکتا۔

اس کی حالت پر ہرگز شک نہیں ہو سکتا۔

اس کی حالت پر ہرگز شک نہیں ہو سکتا۔

اس کی حالت پر ہرگز شک نہیں ہو سکتا۔

اس کی حالت پر ہرگز شک نہیں ہو سکتا۔

اس کی حالت پر ہرگز شک نہیں ہو سکتا۔

اس کی حالت پر ہرگز شک نہیں ہو سکتا۔



# گفتارِ مجلسِ مفتوحہ

## دراگاہی حاجی بابا کہ درویش

### بے برگ و نو اساخت و نجات او از لبت

در خلاصی از لبت ہمہ امیدم بوعده مجتهد بود۔ و گوش ز دم چخال شد۔ کہ برائے  
 اطمینان از وعده او باید بہ قدر امکان ہدیہ تقدیم نمود۔ چہ ہمہ کار در ایران بے مایہ  
 نظیر است۔ پس بایستہ پیش از وقت بدیں امر بیندیشم۔ بجز بی زنی و جہی کہ بالفعل  
 مایہ گذارم بود۔ چیزے نہاشتم۔ و از روی احتیاط او را در یک گوشہ حجہ بزیور  
 خاک بہفتنہ بودم۔ خیالم بر آن قرار گرفت۔ کہ جانمازے برائے پیش نماز بجز ہم۔  
 لذا سفارش کردم بیاوردند۔ بہ بینم با خود میگفتم۔ کہ جانمازہ ہمیشہ در حضور مجتهد مرا  
 بخاطر او میآورد و بہ موضع دفینہ و دیدم۔ - ماہی اسامی ایستم۔ و تو عمہ تفکر کن۔ وقتے  
 کہ دیدم جاتراست و بچہ نیست با حیرت و نو میدی وحدت و خشونت از جا برآیم  
 چہ قدری شود۔

چگرہ بد باغ آمد۔ بے تامل بر سر زودہ فریاد برآوردم۔ کہ لے زہ قلندر  
 سگ صوفی! عجیب کشتی مرا بلگر گاہ رساندی۔ و بے شکر گذاشتی! الہی از تلخ  
 کامی خلاص نشوی۔ از گدائی و در یوزگی ربائی نیابی۔ چنانچہ مرا بجاک سیاہ نشاندی  
 و گدایم کردی۔

چوں ازیں سخنان تکبیر نشد بنا کردم بہا ہائے گریہ و زاری نمودن چہ ترس  
 آن داشتہ کہ اہل تمہاریم نکنند و از کسنگی میرم۔ چوں نو میدی تا سوزش است  
 کہ ہر چہ باور و دینی بیشتر زور آورد بنا کردیم۔ بہ اندیشہ ہائے چند و چند نمودن  
 دل تو بہم رفت بہ قتل زینب بہ آل ہمال ناگفتنی۔ بعد از آن بحالت فک

زدگی خود درست - کہ نوے از زندان است از آن پس بدز دیده شدن مایه که سرطایه  
توکل و امید و ایم بود و نو میدی خود را بر تہ دیدیم کہ اگر زہر داشتیم ہر آئینہ  
می خوردیم -

در این حال پیرہ آخوندی از پیرہ آخوندانیکہ نزد مجتہد مرا باجتناب از درویش  
تخلیص می نمود داخل شد - سفرہ دل بکشووم با سوز و گدازی کہ دلش بجاہم سخت  
گفتم :-

جناب راستی گفت کہ باید از آن درویش ملعون پُر حذر بود - پولیم را بزد و  
مرا سنجاک درویشی نشاند - خود را دوست من می گفت و در واقع دشمنم بود -

انگول چہ کنم ؟ گجا روم ؟ چہ چارہ سازم ؟  
گفت :- غم مخور - خدائے ہست - اگر مشیت الہی بزند کافی تو باذلت  
قرار گرفتہ - ہر چہ سعی کنی بہبودہ است پولت رفت برو و جانت سلامت چہ  
سلامت نفس برتر از ہمہ چیز ہاست -

گفتم :- تو را بخدا ! این چہ حرف است ؟ از جان خشک و خالی چہ فائدہ ؟  
سلامت نفس - پول مرا از درویش نمیگردد ! عاقبت التماس کردیم کہ واقعہ  
را بہ مجتہد باز گوید و عذر عدم تقدیم ہدیہ را بخواد -

آخوند - بالتعمد درست کردن کارم بوقت دہم و در آن روز خبر نزدیکی  
وروشاہ بقم - بواسطہ فرستہ شہنشاہی کہ برائے تہیہ و تدارک آمدہ بود رسید -  
خیابانہائے محن آراستہ و محن شمتہ و رفتہ فوراً جہری و حاق مخصوص  
بادشاہ فرس شد جمعے از ملایان مامور بہ پیش باز شدند - خلاصہ از رسوم استقبال  
و پذیرائی پادشاہ سرموئے فرو گذار شد -

من ہم باذلیتہ استقبال خود افتادم - چہ مدتے بود نہ من خبہ ندا شتم  
و نمیدانستم کہ مفضیہ تہ ما چہ اندزہ است - چون بیست و دو روز گذشتہ  
وقت ملاحظہ میکردیم - میدیدیم کہ فوشستہ بن نیند شدہ بہ بدین مرتبہ است  
و بس - نہ حرف و نیکہ با خود می گفتم -

(مصرع اول) من کیم تاکہ بیایم بہتاس باری .



بنا یہاں برسرِ حصیرِ صبر۔ قلیانِ انتظار پر لب باورد و العیر مفتاح الفرج۔ دامنِ صبر  
ظفر منتظر عاقبت کار ششم۔

روز دیگر پادشاہ رسید۔ دوسروں شہر در چاد سے منزل کر دی تفصیل پڑھیں  
اور دوسرا آورو۔ با آنکہ پادشاہ بقدر امکان آں مختصر گرفت تا ثواب لرا تسکین  
بیشتر شود۔

تدبیر پادشاہ خوش رفتار سے با ملایان قم بود۔ چہ از ایشان در باطن و اہم داشت  
ازیں سبب بمیرزا ابوالقاسم محمد خیلے انظار۔ رات نمود۔ پیادہ بدریش رفت  
اور اور پہلوئے خویش بنشانہ۔ ایں التفات بکمر ملائی شدہ بود۔ و در ایام مجاہدت  
در شہر پیادہ مے گشت بفقرا و ولایسا و بسادات، فنانہ زیاد میداؤ۔ ہمراہانش  
نیز بکلم الناس علی دین ملوکہمرا۔ ہر دوسرے در زیرند۔ و من چوں ایشان را  
در یاد ہمزنگ خود سے دیدم۔ خوشہ میآرد۔ و در ایام ظلمگی شنیدہ بودم کہ پادشاہ  
در باطن صوفی و اہل حال و در شہر منتشرع و اہل قاف است۔ سائز بزرگان بے دین  
یکے رامی شنیدہ سکرین حق کم نیز زیر نبود۔ اور ہمہ دیدم۔ باس ایمان ظاہرے  
در برگردہ ست۔

روز زیارت عرشِ عیہ نمودم۔ تا وعدہ محمد از خاطرش نرو و نزدیک نظر  
تہ پیدہ۔ عاری نہ ہر پاس نتریں و سپاہ و حشمت تقیہ منقش در دست۔ با بزرگان  
و ہر پند و شہادت را۔ ماہی و تیسرا۔ داشت بدیں۔ ایں  
تسبیح زیورید بزرگ۔ با بزرگیت و۔ نہ بزرگین کردہ ہوندا و دست  
نرو شہر۔

بخدمت سید محمد غیب تر بیو۔ تا نہ وقت۔ نہ بزرگے واد۔ و شاہ از ایں  
حق با دین۔ نیاک۔ بتنت گنت۔ شہ بود۔

تا باین تہ۔ بیکہ زور زور۔ نہ بزرگین کہ پادشاہ ہم ہمہ رسید  
اطرافش۔ زہنغ ضعی و ذہ۔ تا۔ تا۔ بہرہ ہر پیش تا دو ہفتیم۔

سے پن و شہد۔ سے پادشاہ سے پادشاہ حق ہمیں نسومہ جمل من  
تو ان بہت ذہ۔

پادشاہ روئے بہ مجتہد کرو۔ کہ اس کیست از شماست ؟  
 مجتہد جواب داد کہ مرادیت لیستے و عادت است کہ بتیاں بیچارہ در  
 چنین وقت از پادشاہان تظلم و استغاثہ سے نمایند۔ خداوند۔  
 سایہ پادشاہ را از سر ضعیف و فقراء کم نگر دانند  
 پادشاہ روئے بہن گروہ کیستی ؟ برائے چہ پرست آمدہ ؟  
 گفتم ۔ تصدقت شوم ۔ کمترین وکیل نسقی باشی بودم ۔ انکم حاجی باباست ۔  
 بلے گناہی بہ تہمت ہم چہاں گرفتار شدم ؟  
 بعد از اندکے سکوت فرمودہ : یا فتم ! بیمار کے حاجی بابائے محمود تو بودہ ؟ پس  
 روئے بہتہ نمود۔

پادشاہ :- خواہ نسقی باشی ۔ خواہ وکیلش ۔ خواہ گے دیگر ۔ بہر خطا کردہ کردہ باشد  
 حرف در این است ۔ کہ مال پادشاہ را آتش زودہ اند ۔ سرکار آغا غیر ازین است ؟  
 مجتہد :- خیر سیر شاہ ہمیں طور است ۔ اما اغلب در چنین موارد میں یعنی در مسائل  
 متعلقہ بہ مروذات ، مناظرات اعتبار قول طرفین است نہ قول خارج ۔

پادشاہ :- انا سرکار آقا ۔ چہ سے فرمائید در صدرتے کہ میں چنین موارد تعلق اشاہ  
 داشتمے باشد ؟ کنیزے از شاہ ہلک شد ۔ اونے نفس را تم ویت لازم است ۔  
 روس بہ ہمہ بلے دینی از چندین عمل بہفت نمی گزرد ۔ ما چہاں برائے لذت نفس حکیم باشی  
 یا برائے استیفاء شہوت وکیل نسقی باشی ۔ بہفت از مال خود بگذریم ؟

مجتہد :- راست است ۔ ہر نفس رویتے است و حفظ نفس از واجبات است  
 اما عنو خطا یا نیز زہنہ بات سے باشد ۔ اگر چہ انتقام لاوریں امور لذتے بہت ۔  
 اما لذت عنو بیش از لذت انتقام است و نہ نصیحت است ۔ کہ عنو مصورین  
 را ثواب بیش از عنو برین است ۔ اگر اعلیٰ حضرت کس اتنی از خطائے این مجرم  
 مسکین دین نہ شد ۔ بہت درد ۔ کہ بہت روس بہ دست خود کشتہ ۔ یا قبر صد  
 فرنگی را آتش زودہ ہوتا ۔ سوئی را ساس ۔ نمودہ باشند ۔

پادشاہ :- دردے زمین کرد ۔ مہ نسیے او دست بشا نہ مجتہد گذاشتہ فرمود ۔  
 بہرہ حاجت میں مہ دیکھن و کونہ روز روشن و درجاں نہایتے دیدہ چشمت را



درد دل گذراؤںم کہ بگوار پدرو مادر پر بینند۔ پس سے داشتہ اند۔ چوں سخا  
بر ہم سے بینند کہ تا خلف نبودہ ام "اما کو یا یکے بگوش جانم میگفت۔ کہ!

در روز مرگ آمدی لے مگسا۔ دل

وقتے نیامدی کہ بیانی بکار دل

مد سے کہ تا سفت زینب در حال بیرون آمدن از طهران با آل حالت تقویٰ

ز وہ بودم سزا طرم سے آمد۔

چوں چشم بکلاہ کوہ کلاہ قاضی کہ علامت نزدیکی اسفمان است افتاد ولم

و بیستہ طیبیدن گرفت۔ در ہر قدم برا نظر ایلم سے افزو۔ کہ سخا ندان خود را چہ حال

خواجہ دیدہ آیا آخو سپرم منوز عمائمہ جیانش در سراسر است۔ یا گفن جمانش

در برہ افعال ہسایہ دکان بان کہ پولمانے سپاہ وز دیدہ از دخل پدرا

ہمہ در ۹ کار، و بشرینی آب تی کردیم، دکان زنگش بستہ شدہ است یا ہنوز

کشادہ ۶۔ کاہ اس اداری رکہ در اشب، الامان ترکماناں چنداں تر سانم

د۔ واژہ شش با زاست۔ یادست اجل پر رویش بستہ است۔

تا بدیدار منارہ شہ رازیں قبیس خیالات ہمی کردم سازویدار خاک پاک

شادمان لشکرانہ اینکہ یاد وطن بایں ہمہ سفر منبوز در خاطر ہم مانہ است۔ دو

رکعت نہ زکرفہ سجدہ شکر سے بچنے دروہ بعد از آن۔ دو سنگ بروئے

ہم نڈاستم۔ و نذر ہم رضا کردہ کہ باارہ اثامن۔ ضامن۔ اگر ضامن

ورہ و من سلامت یا و ماورہ بشوکی۔ نذر کردہ کہ در راہ تو یک گوسفند بچم۔

د پل و پختہ ہر دوستان وقتے خود پر ہم

زہ ہارتا اظرف شہ در بیابان گزشتہ ۹۰۔ کہ میدیدم یاد حال

قلمی سے در حد میاں۔ تا آمد در ہزارا۔ ہر دو بروئے دکان پر۔

پر کہ بر سے شہ سحریم۔

.....

.....

.....

.....

.....

.....





حاجی بابا۔ چہ طور ہر گہ پر دم کجا ست ؛ چہرہ کا نش لبستہ است دم مرگ

یعنی چہ ؟

علی محمد :- لے حاجی ! پدر دلاک پیرت سر آخرنیش راتراغید فرصت را  
فوت کن۔ برو بجانہ۔ شاید در دم آخراور ادربابی و دعائے خیرشس بگیرمی  
او اور حال نزع است۔ ونبی قانی است تاہم مے میریم۔ من۔ پنجاہ سال  
است کہ در این کارواں سرارائے کشایم و مے بندم۔ حالائے بنیم ہمد در بارش  
من لبستہ است بکلید ائے در بار سائیدن دست ہا روز ہر روز شفاف  
و پاکیزہ تر مے شود من از فرسودگی دست روزگار رنگ دارگہ دیدہ ام۔

ماکاروانیان وجہاں کاروان سرا

در کاروان سرا نکند کارواں سرا

فرصت بہ تمام شدن گفتگو نداوہ لیرعت تمام بجانہ پدر شتائتم در دم  
در دو نظر آخوند دیدم۔ با خود گفتیم : ایناں بوم شومند کہ بجز خیر مرگ دیگر  
خیر مے آورند۔ ہر کجا دست اجل کوس رحلت مے نازد۔ ایناں با قانہ  
مے اندازند۔

بے آنکہ با آنا سخن بگویم۔ ذہل اطلاق شدم۔ پیرہ مردے دیدم بروئے  
بستراقت اوہ۔ وجہ کثیر پیرامونش را گرفتہ و او پدرم بود کہ سرانشاخذ  
دوہن در چنان حال ہمسس بے مانع نزد بیمار داخل تو اند شد۔ کہ بالفم  
نشہ جلیہ در یک طرف بیمار طرف دیگر۔ پیرہ مردے کہ آخوند کیم بود بہ تسک  
بیار مے پرداخت سخنانش ہمانا این کہ کہ بائے سن ہ مترس۔ انشاء اللہ  
خوب مے شوی۔ ہنوز شمرت باقی است۔ شاید دیدار ہسپر نصیبت شود شاید  
حاجی وزین نزدیکی ہست۔ در حال وصیت مبارک است بہترین است  
کہ بزانے خود وصیت تعیین کنی کیے از حاضران را وصی کن۔

پہم اپنے کشید کہ نسوس۔ حایہ چنان دست از من برداشت کہ  
در من امید باز دید۔ خود کشیداشت۔ مے نوزیدہ زہم پدر و مادر خود عار  
ایریش من تابی و نصیبت۔

ابن سخاں ثانیہ سے عظیم درمن کرو پیش ازاں تاب ناستناسائی نیا ورم  
 بخواند ف۔ یاد بر آورد۔ کہ حاجی اینجاست حاجی اینجاست حاجی بامید و  
 خیر تو پائے بوست آدہ۔ ویدہ باز کن۔ پدر جان!  
 من فرزند تو ام۔

پس در پائے بہتر و زانو نشستہ۔ دست پدر را بوسیدم و یہ نشان مہر  
 بشرے اشکم رنجیت۔ وگر یہ در گلویم گرہ شد۔  
 حاضرین اریں حالت و رحیرت دیدم پارہ را خوش نیادہ و پارہ ایں حال را  
 باور ندارند۔ و بعضے مات و متحیر ماندہ اند۔

چشمان پدرم کہ دیگر تاب گشاندن نداشت۔ و قیقا چند بر رویم دوختہ شد  
 گویا جہدمی کرد تا ملرنیک بشناسد۔ پس دست برداشت کہ۔ الحمد للہ نمودم  
 تا سپرم را دیدم۔ انیک وصحی من بعد ازاں روئے بمن کرد۔ کہ فرزندم! چگونہ  
 دولت تاب آورد۔ کہ ایں ہمہ دقت ترک ما گفتی! چہر اندکے پیشتر نیادی؟  
 خواست پیش زین ہنخنے بگوید۔ دے ضعف بیماری اند۔ سود شادتی  
 ویدار من از سولے دیکر مان حالت و توانش۔ ز دست گرفتہ: ہیوش  
 بیفتہ۔

تو زید مرا اینجاست۔ و گفت: حاجی دست مزین۔ بگذار پیرت بحال آید۔  
 هنوز دنیست مردہ است۔

بوانے کہ بظہر شین۔ بن سے بجزیت گفت۔ آ رہے و آنگے ہرشتا سیم  
 کہ میں جانی است یہ نہ بہ بعد زان و استم کہ او برادر زن قول پدر جو۔ و امیر  
 میراث بدون داشت نے ترسیا۔ از بکوشش بیرون آ۔ و معلوم شد۔ کہ  
 سایرین نیز از ہم قبیل اند طمانان میرانی۔ در جود من آں ہا۔ و خروم سے داشت  
 در آن جامع ہند۔

و بلی مرتبہ در ترم و درمن حاجی بہ ہمتی نہ۔ کہ نہ خود حاضر نہ ہو۔  
 متفق بکمر ساعہ و چشمہ بندم سے گفتند۔ تا ہاتھ را وجاہے انکار نہ اند۔  
 در آن ہا۔ و ہم پید۔ و دفع نہ شہادت۔ و دید۔ از شہر و در من تاب

ماندن و ماندرون نیاورد۔ نعل گشودہ۔ بمیان مروان و ویدہ کہ کو فرزندم  
 کو حاجی بایا نیم؟ ماورجہان اگجائی؟  
 بھضن دیدن - دست و گردنم انداخت۔ دورکنارم گرفت و با اصطلاحات  
 و تعبیرانیکہ بجز ماوران قابل ترکیب و ترتیب آں نیستند بنائے شادمانی و مہربانی  
 گذاشت۔  
 حکیم شہ تی برائے بہوش آوردن پدرم ترتیب نمود۔ خواست بجاقتش ریزود  
 چون ناخوش را از جائے حرکت دادند عطسه کرد۔ حاضران گفتند۔ صبر آمد۔ باید  
 دو ساعت صبر کرو۔ بنا براین دو او ساعت و رکاسہ بماند۔  
 بعد از ساعت خواستند۔ بیمار را برخیزانند۔ کہ روحش از قالب  
 پرواز نمودہ شدہ بود۔

پیرہ تاپہر چگفت۔ "برخیز تا وصیت نامہ ات را بنویسم" و خیلے نور  
 کرد۔ کہ سرش را از بالین بردارد۔ کار از کار گذشتہ بود۔  
 پس وہالش را بستند۔ پاپائیش را رو بقبلہ کشیدند۔ کاشہ۔ آبے بر بالینش  
 نہادند۔ انگشتان بزرگ پاپائیش را ہم پیوستند۔ ہمہ اناللہ وانا الیہ راجعون  
 خواندند۔

این اقدامات باہستگی انجام یافت۔ بس زان کسانیکہ بنام خوشی و پونڈی  
 گرہ آمدہ بودند ہمہ بجا۔ بہ سخن و نریا و جان کماہ شروع بگریہ نمودند و چون  
 بلند شد۔ انزای نشان۔ دو نفر آخوند کہ ذکر خیرشان سبقت یافت  
 بیام خانہ فرارفتند۔ و بے نیارہم آرام کر گئے از نمونین بنائے  
 کلباناک اعلیٰ و اعلیٰ و نونہا ایات قرآنی کہ اخبار از مرگ  
 میدید گذاشتند

تاریخ و تفسیر۔ کان تہ نام نیز اند۔ و ن بشیون و شین، بر خاتمند  
 چہ آب بپوشید۔ و نہ بتانی۔ شبوش سبع ہمہ کس بود۔ ماورم۔ کہ  
 در نسل زبیدی سے سا نورہ تفریہ ہیں معروف بود۔ جمعے از زیناں  
 بکھاروشین زبہ توجہت۔ درود تمشرے بر پانرد۔ کہ میتوں نعت۔

در مرگ۔ بیچ امیر کے آل قدر عزاداری نشدہ بودہ  
 من تازہ خانہ دید۔ و نو دو و مان یافتہ۔ در گریہ حقیقی رشک امثال  
 واقبران شدیم۔ یا و اعمال گذشتہ۔ و فراموش نمودن اہل و عیال  
 خود میکردم دیدیم کہ باید بزندہ من گریہ کنند نہ بپروند پدم۔  
 در گوشہ تنہا آواز گریہ راستیں را با گریہ ساختگی دیگران و مساز  
 نموده بودم۔ ناگاہ خودم پیش آمد۔ کہ گریبان بدر تا پدر سردگیت  
 معلوم شود۔ آنازینیا۔ پر بدر۔ و بد بدر۔

گفتم: ای تو اب را تو بجائے آرہ۔ و او دزی از گریبان پیرا، سخم  
 بشکافت و سہ پارچہ از لب سخم بیا و بخت و کنش و کلام بیرون آورد۔  
 کہ: اقلایا بد تا لبس مزاسر و پائے بر منہ بر وے۔

ورد ما درم بے در مان بودہ۔ چادر سیاد بر سر موئے کنال فریاد  
 کنال حسن حسن۔ گویاں۔ خانہ را از جا میلند۔

در آل حال ہسایگان۔ و بیگزران۔ و آشنا۔ و بجانہ و خویش  
 و اقوام۔ در دور خانہ جمع شدند۔ پارہ قرآن خوانا پارہ گوشش  
 وہاں این اعمال را از سن مے شمر وید۔ بعضے ہم برائے تسلی بخشی  
 آرد و بودن۔ و ہر یک با صطلاح خاص تسلی آتہ۔ زکان میدادند۔

آنوقت زید زرد و دوسرا۔ زید۔ بجزنت۔ دور ہویکہ نشستہ  
 بدیں سخنان یہ سلیم برداشتہ۔ حاتی پارت مرد۔ مرد و دین شہید شدہ

مگر مانے میریم و بچند آتہ نیور نہ کہان۔ زید۔ و ما و پیداکر۔ و در نورم و  
 جبہ سبتہ لکرو۔ یا و کارش و و نیا توفی۔ خوشہ۔ ساقہ سانی۔ ز توہار

خوشہ لواند حاصل شد۔ و دو ساقہ شکست۔ بہ بہت۔ میں سندہ باید موجب  
 نہایت۔ نو شدہ۔ بہ بہت۔ زید۔ تو بہ۔ نہایت۔ میں دنیب پسر تر شی

ایہ و آل پرورد۔ انوں درین دنیا۔ و در دنیویں سہ بہ ہویہ۔ و بی  
 نپیل و کافورے شور و چہ بہید۔ ہم ہی دنیویں۔ یہ بر آن کن۔ اگر تو سے

مردی چہ پیشد۔ و در برین زکر یہ چہ سود۔ چیز ہسے دیکر بخواہ بہید۔

ہیں کہ اس حالت مایہ شادی است۔ مثلاً احتمال داشت۔ پدیرت کافر باشد  
 و حال آنکو مسلمان است۔ احتمال آں بود ترک باشد۔ و حال آنیکہ تاجیک است  
 مے شد سنی بود۔ و حال آنکو شیعه است۔ تخیل عیسوی باشد۔ و حال اس کہ محمدی  
 بود۔ با کلمہ شہادت و رد ہاں مروکہ اولین سعادت دارین است۔  
 با سے ازین قبیل چیز بسیار گفت۔ بعد از تمام اس افادات مرا بگریز خود  
 باز گذاشت و برفت۔

مردہ شوی۔ مردہ روئے را خواستند۔ تا بوقتے آورد۔ پرسیدند  
 عمار می لازم است یا نہ؟ اشارہ برائے آناں کردم آخوند و سائرمین مردہ را  
 بآب قراح شستند۔ و با سدرہ و کافور حنوط کردند۔ و در کفنی کہ بآب  
 تربت تمام قرآن را نوشته بودند۔ پھیدند۔ و با تمبک و تھجد بگورستانش  
 بردند۔

از اژدحام مردہ کشاں متشایعین معلوم شد۔ پدیرم خیلے محبوب لقلوب  
 بودہ است۔ بیگانگان ہر یک برائے ذاب گوشہ تابوت را مے گرفتند۔  
 تا قبرستان جمعیت بسیار شد۔

من نیز با آناں کہ خود را متعلقان مے گفتند ہمراہ رفتم با اذن ازمن۔  
 نماز میت شد۔ مردہ را بگور سپردند۔ و با عربی تلقین نمودند۔ کہ یا عبد اللہ  
 اذا جاءک المدکان المقربان ویسئلانک من ربک قل۔ اللہ ربی  
 و محمد نبی۔ و علی امامی و لکعبہ فبیتی و لقرآن کتابی و اللہ حق۔ و النبی  
 حق۔ و اللجۃ حق۔ و القرآن حق۔ و لعراط حق۔ و الجنة حق۔ و لنا حق۔  
 و القبر حق۔ و سول منکرو و بندیر حق۔ و بہر ذم حق۔ و التواب حق۔  
 و العقاب حق۔ سپش تا تمہ فواندہ میر قبر را ہوشانیدہ و آب بر آں  
 پاشیدند و حاضران بمانہ مناسب مردہ پرستند۔ تنہا خود سہ و رانجا  
 برائے قرآن خود ندن گذاشتند۔

در گشتن بنامہ چون خود را بگناہ وارث پادیرم۔ ناچار از روئے  
 خود نمائی و داطاق فرشتہ رزق۔ بیک مردانہ و دیگر کے زمانہ جنازہ۔

کشان دارند و بعد از آن در اول روز که در باره کرده بودیم بخوابیم  
 گوشت و پیاز هم تخرج گشت - هر طاکرانی که در دم یک کوبه قرص  
 خواندن در پیاده که چکنه که بر سر قبر پدرم بر پا کرده بودیم - تسبیح  
 داری که از من روزی تا بوقت روز طویل می کشید بر پا بودیم - من از من  
 تن آرزو گیس سفیدان آرد مجلس ختم زانده مردان ما بر چیدان - گریه های  
 در بره را دوختند - در آن روزم ناچار غذا دارم - آنال نیز در عوض هر یکس روز  
 از سیاره قرآن خوانند - بعد از آن مادرم بهر ای چند تن زنان بر سر قبر دست - حلوا و  
 نان قلیبی به فقراء داده باگه و زاری برگشت -  
 چند روزی بعد از آن ما را از عزای بیرون آورده بکام بردند خاتیم - و  
 من سر را تراشیدم - آداب ماتم داری تمام شد و آن وقت بحال خود الکم  
 تا یکار بستے پر صورتی دهم و بآیند روز دستور العملی

# گفتار تہل و خم

اطلاع حاجی بابا بمیراث پدر و سوگن و بی بعضی  
 چول پررم بے وصیت مرد شرعاً من وارث منقر و او شدم و آنانی که در آن  
 بمال او نیز که وہ بودند محرومی نصیب شان شد برائے فرو نشاندن آتش و ل  
 بدشنام من پر داخند - ناکس نامرد - بیدین - ہر جانی - عاق پدر بالوطیان  
 ہم نشست - بادرویشاں ہم مشرب - خانہ بروش بے سرو پا ہم  
 گفتند  
 چول مقصود من ماندن در صفهان نبود - محل رگ باین حرفها گذار شتم غلام  
 نمر دم - و یک دشنام دہ و دشام جواب میدادم یا اخطا حاتمے تازه کہ

مصلحت سفر ہائے بے اندازہ و یادگار قلندران دیر غنجان بود۔ بحجاب ہمہ رامید لوم  
کہ پدر وجدشان ہم نشیدہ بودند۔

چوں با مادر از تعزیه داری و سوگواری فارغ شدیم۔ در گفتگو بدیں طریق  
باز شد۔

من۔ مادر جان! بیا بگو یہ بنیم۔ در میان مادر و پسر چیز سے نہاں و پوشیدہ  
بناید بود۔ کار مرحوم باہم چه طور شد؟ تو ہمہ سر دیرینہ و محرم اسرارش بودی۔  
بنا بر این باید از کار و بار او سرشتہ کامل داشتہ باشی؟  
مادر۔ بداد دست پا چکی؟۔ فرزند! من چه سے داخل۔

من (بے تاب)۔ سے دانی کہ شرعاً باید وارث۔ قرض میت را بدہد و حق  
ہائے اولیاء باید دانست۔ و نگہے این ہمہ خرج کفن و دفن کردم۔ من امروزہ سخت  
مادر زادم۔ بیج در دست نذارم دست خالی بیج کار نمانے تو ان کرد۔ در میاں مردم  
سرنے تو ان در آورد و برائے اظہار حیات در پیش این و آن پول لازم است۔ و گرنہ  
نام من و پدرم ہر دو آلودہ سے شود۔ زبان دشمنان و سرزنش گناں دراز سے گردہ  
در ظاہر پدرم باید تو انگو بودہ باشد۔ و گرنہ آن ہمہ زاد۔ کہ در وقت مرگ بہکیدن  
خوش منتظر بودند و از دیدار من از ہمہ پاشیدند۔ و در شش رانے گرفتند۔  
مادر جان! بگو یہ بنیم۔ پول نقدش را در کجا میگذاشت؟ بدہ کارانش کیا تھا؟  
تخمیناً مالش چه قدر امید شود؟ بغیر آنچه در میان است و دیگر چه دارد۔

مادر۔ خدا یا! پناہ بر تو! اینہا چه حرف است؟ پدرت مردے بود۔  
لاعت ولوت آسمان جل۔ نقد چه؟ تنخواہ چه؟ نان خشک را بہزار رحمت و بلا  
پیدا سے کردیم۔ اگر آئید و روند و کالش بسیار سے شد۔ ماروے گوشت  
و برنجے سے دیدم۔ والا زندگی کافی ما منحصر بود۔ جہاں نان و پنیر۔ از ما ست۔  
و پیاز بستوہ آمدہ بودیم۔ با این حال از من پول پرسیدن روئگے پول نقد  
یعنی چه؟ ما، پدرت تجارت بود۔ از این خانہ۔ از این دوکان۔ از این اسباب  
خانہ کہ سے بیرونی بہت نیست ینہا! و آخر سخن این؟

من۔ زندگی تو خوب بجا و بوقت آمدی۔ در سکوے دوکان پدرت نشین رہنے

ادرا پیش گیر۔ اگر خدا بخواد دستت مبارک است ازیں سر سال تا آل سر سال غلی و  
بیکار نہ بخواد ماند

من و بہ بخدا؟ خیلے عجیب است البعد از پنجاہ سال کسب و کار۔ نہ یک دم  
نہ یک دینار! اس لعل، سچ آدمی سے گنجد۔ باید سال گیر و مال آورد  
مادرم و۔ رہا تلاش، قال گیر و مال برائے چه؟ میانید چه بکنند؟ بلے۔ فلل گیر  
و مال را وقتے میآوردند کہ بخا مندوز ویدہ و گم شدہ را پیدا کنند۔ تو مادرت را دوز  
می گویی؟ اگر گوی می گوئم دروغ می گویی۔ بروا تا خود رفیق مرحوم پدست پرس۔  
اواز ہمہ کا بوا۔ ش خیر و راست۔ یقین دارم اونیز میں را خواہد گفت۔  
من و۔ بلے حق داری مادر! آخوند باید از تمامی حالت پدرم مطلع باشد۔ چه ترتیب  
امور پدرم ناظر را او سیداد۔ اگر پدرم نداشت یا داشت و در کجاست او بمن  
میگوید۔

بنا بر اس سخن پیش آخوند رقم۔ آخوند در ہمال گوشہ بیست سال پیش ازیں  
در میان شادروان بود۔ چون پیش من افتاد و شادروان را آزاد کرد۔ کہ بروید۔ دعا  
برکت قدم حاجی کنید کہ بہ حیا سے رو شادی پشا پیش او سے رو۔  
من و۔ آخوند! تو را سجد دست بردار شیخ من۔ بیمار کی قدم کجا و طالع کجا  
از من گردانید۔ مرا گمان کہ گرا آسمان پدری از دستم گرفت۔ میرا لے از و سے یادگار  
نہادتہ دنی باوت شود۔ و صا ایک نزدیک است میازہ کارم از ہمہ بگسلد چنانچہ  
و گیراتفہم نپذیرد۔ و پیش ز پیش زات ولوت ماند۔

آخوندہ۔ رو بہ آسمان و دستہا کش وہ ہو ان الله یفعل ما یرید۔ یعنی  
من لیاہ فیدل من لیتاہ لخص حساب! رے فرزند جنس است دنیا و مہر  
است رسم ہزاوگان۔ فرزند آدمی ترک دنیا و مایمانند۔ ہیں خواہد بود۔ چینیے لازم  
نداشتہ باش چینیے سلب۔ سچ چیز تو را نمی طہد۔

من و۔ آخوند۔ زکے نام تو این سگ۔ انتیہ کہ وہ بہ پی می و مرشدی نہ  
سوفی نہ حرف نہ زنی۔ من بہ وقتیکہ شومی بخت پایتیم شد و بر تہ راندہ شد  
ہیں رفت ہار می زوم۔ تو حالہ بخیاں و یکرم پس رہ سلب شود۔ و التماس







و ہنم تو در را بمن باز گردانیدند و آل ہمد غوغا برپا شد۔ (خدا رحم کرو۔ کہ علی محمدؑ تم کو پڑو  
و تاثیر سے کہ حرفاتے اور رنگ و روی من میگردونی دید۔ و گردن فسق من بروئے  
دارہ می افتاد)۔

خلاصہ سخن بریں قرار یافت کہ بفرستد و ماہر ترین طاس گردانہائے اصفہان  
را بخوابد۔ تا میراث پدرم را بیاورد۔ می گفت کہ این طاس گردان آدمی است۔ اگر  
یک ذرہ طلبامیت گزیر زمین بلکہ در چاہ مشہور کاشان ہم باشد فوری در  
میسارو۔

# گفتار پنجم

## تدبیر حاجی بابا برائے یافتن پول پید و چگونگی حال طاس گردان

روز و یک بعد از نماز صبح مرد کے داخل شد۔ دانستم کہ طاس گردان است۔  
کو ز پشت بغایت سر بزرگ۔ چشمانش آنشین و چخال تند و تیز کہ گفتیم۔ یک نگاہ  
ہر چه مستم خواہد دانست۔ تاج کلاہی با عمامہ کوچیک بر سر موہائے فلند  
دار بر شانہ ریلجنتہ ریشش بہن و نایہ مدنت و ہا بہت چشمان تیزش رک خواہ ساختہ  
و خواہ راستین، بہ تربت لپے در پے می درخشید۔ معلوم می شد کہ آل جاوید  
تفہیل آدمیوں۔ ہمدو سے از شیاطین و بنیان است۔

مرا بپرسوں کہ شنید۔ اکثر و قاطع ہم۔ لیساق لہ بعد از عودتہ را با صغہان  
پرسید۔ و دانست کہ دوست حقیقی پرہ کہ بودہ۔ بکہ گناہ می رود۔ خصم

ہاتھ چکے کہ انہما کیفیت درویشی را استیلا کند۔ ہمراہ میں شہر میں کر دو۔  
 ہیں کہ تمام گفتہا تم بنا بدین نہیں۔ جیسے لاک اکثر اوقات پر دم ہی کشت  
 پر رسید۔ اتفاقاً ما درم کجا ہم رفتہ بود۔ میں اور با نور و ک پر دم۔ و حکام مل ہم جا  
 را دید۔ التماس کر و سک اور انہما بحال خود گذارم۔ اذراہ و چاہ و کار خریدار کر دو۔ و تہنیر  
 ان پر وازد۔ چہا یک ساعت تمام آنجا ماند و چون بیرون آمد۔ گفت کہ یا مان  
 عزیز و مراد وہ گفتہ گانت را جمع کن۔ بعد ازاں من آمدہ کار خود را می بینم۔

بے آنکہ ازاں مسئلہ سخنے بہادر گریں۔ ازوے خواستہم تا یا راں پیدامز بنا ہوا  
 طلبید۔ من ہم آخوند و دربان کارواں ہل و متعلقان زن اول و خالوی خود کسانیکہ سجاتہ  
 ما را ہے داشتند۔ ہمہ را طلبیدم بے خلف و وعدہ ہمہ آمند۔ بعد ازاں ہاں ہر مسئلہ را کشیم  
 کہ طاس گرداں آوردہ ام۔ تا جا و چند و چول پول پر دم را کہ ہمہ می دانند آوردہ است  
 بفضند۔ با این سخن بسیمائے ہمہ حاضرین نگاہ می کر دم۔ شاید علامتے کہ بر دم ووا  
 بخشد تو ائمہ دریافت۔ اما ہمہ را مستعد یاری بخود بے عرض دیدم۔

عاقبت درویش تیز نگاہ بہ ہمراہی شاگردے کہ پارہ چیز ہا و درو ستمال ہا خود  
 داشت۔ بیاد۔ زنان روئے پوشیدند۔ و درویش دست بکار شد۔

اول ہمہ حاضرین را از نظر گذرانید۔ اما بروئے آخوند بیشتر نگریست۔ آخوند تاب  
 آل ہمہ نگاہ تیز نگاہ را نیاوردہ۔ در زیر لب لا الہ الا اللہ۔ اللہم و قتی مشر من  
 لا یخاف منک (خزانہ و با طرف خود میدید۔ دوست بر شاہنا مالید۔ چنانچہ  
 نفی شیاطین را می گریزید مردم قدرے بدو خندیدند۔ اما خندہ ہیچ یکدرا بریش  
 نگرفت۔

پس تیز نگاہ شاگرد خود را پیش خواند و از دست مال طاس مسین بیرون آورد۔  
 و بر اطراف او آیاتے مناسب و زومی و مال یتیم نوشت از قبیل (السارق و السارقة  
 فاقطعوا ایدہما۔ فلا تفرجوا مال الیتیم) این مروکہ حرف می زد۔ ہمیں قدر  
 گفتہ۔ (لکن اللہ عالم الغیب والشہادۃ و یعلّم ما فی الصدور و خانۃ  
 العین) و طاس را بر زمین نہاد و قدرے عزائم مناسب بخواند۔

آل گاہ روئے بحضورین نمود۔ کہ این طاس مارا بجائیکہ پول مرحوم کو بدے حسن

بوده است خواهد بود۔

پایه باستی اعتقاد پاره با اعتقاد کامل بر روی او گران و چون پیکار کند که  
باطرات آن پاره اشکال کشیده بود و در دست مبارک و به طاس زدن پس حمل طاس  
آورد۔ و او را با دست حرکت داد که به بنیم۔ کجائی رود و چیز سے در دم این طاس  
بید نمی شود۔ برایش را کسی نمی تواند نسبت ببرد و خواهد رفت۔ انشاء الله اما شاء الله  
لے طاس اہل را پیدا کن و در دریا سما کن۔

بھاری اور قیمتی طاس را بدینا ندر دن رسانید۔ در طابو و ایم لہذا مشورت  
کبھی نہ۔ مجھے کثیر زائل بودند۔ پارہ روی لب تہ پارہ نیم باز۔ ہمہ بہ معجزہ طاس  
بے شکیب۔

زائل را امر کو تا از مرہ راہ طاس واپس روند۔ رہبر را چیز سے توالت باز  
داشت طاس را بہ کبھی کہ روزہ اطاق برا سخا مشرف بود براند۔  
زیکہ میدانتہ ماد من است بار ہا جلو طاس را بگرفت۔ تا اینکه تیز نگاہ  
بانگاہ تیز و آواز تند آورد واپس راند۔ کہ لکہ کوری کہ نئے بینی کہ ما کار خدائی سے  
کنیم؛ خواہ مخلوق بخواد خواہ سخا بر خالق کار خود را خواهد کرد۔  
عاقبت طاس بہ کبھی رسید کہ معلوم بود خاش تازہ کندہ شدہ است، و  
بالتا۔

طاس گروان آستین بالا زد کہ بنام ایزدانوں ہمہ خواہند دید کہ چہ خواہم کرد  
زمین را البتہ گفت۔ نیمہ کوزہ بیرون آورد و معلوم بود کہ پہلے آں نیمہ کوزہ۔  
کوزہ دیگر بودہ است۔ گفت پول اینجا بودہ است۔ اما حالا اینجا نیست۔ پس  
طاس را برداشت و بنواخت کہ جان من طاس را عمری طاس؛  
ہمہ متعجب بدو نگران۔ گفتند۔ العجب ذہ العجیب از ہے معجزہ از ہے  
کرامت اغویک را۔ مروے خارق العادۃ و از قبیل معجزہ و کرامت شروند۔ تنہا  
در بان کاروان سر کہ از نی کار ہا سار دیدہ بود۔ وحدت ذہنی داشت۔ از آن  
میانہ گفت کہ وزد کو؟ آسچہ نمودی شتہ رگاہ است۔ شکار کجاست؟ مارا شکار  
می باید۔ یا وزد یا پول۔ یا پول لیے وزد۔ این است آسچہ مارا لازم است۔

درویش گفت نہ رفیق آہستہ میں زووی از گناہ بگناہ گام میخ - مادمان ہمت  
بہ رازی و انیم ہر چیز سے واقف ہے و ہر کار سے راہنما ہے است -  
پس نگاہ سے تندرہ بھنکار کرو کہ امید و اطمینان ہمت شمارا از شہد بیرون آرم - کیلئے  
کی کفر قبول فرمائید - گل خیلے سادہ و آسان است -

ہمتہ گفت چشم بوسن از درویش خواستہم تا عمل را بجائے آرد -  
بان از شاگرد خود چندانہ خواست و کیسہ بیرون آرد - کہ میں کیسہ تو از بر سرخ کہند  
است ہر کس را مشتے از آل بردہاں می ریزم بخود و بخاید و ببلند - ہر کہ تواتر -  
تغنت باشد کہ بائے شیطان در میان است -

پس مارا قطار کرو و ہر روایت مشتے از بر سرخ بردہاں ہر کس ریخت - ہمتہ بنائے  
بویان گذاشتند چوں من مدعی بودم مرا مشتے داشت مادرم نیز خود را شریک من  
فلم دادہ خواست معاف باشد قبول نہ کرو - کہ مالیکہ می جویم از آل سپہ تو است نہ از  
آن تو - اگر بہ سرت شوہرت بود چہ مضائقہ - اما چوں شوہرت نیست تو را ہم باید از تو  
مادرم این باتر شرونی پذیرفت و بر سرخ را در وہاں گرفت اردو اسائے ہمتہ  
بجنش افتاد - پارہ اس آزمون را بازیچہ شمر دند و بر خے بر سرخ را مستحیل المضغ می  
تغنت - یعنی جاوید نش ممکن نیست ہر کہ می جاوید - و مے خائید - وہاں را بدرویش  
مے نمود -

ہمتہ بے گناہی خود را اثبات مے نمودند - مگر آخوند و مادرم - آخوند باخندہ مجازی  
و ترس حقیقی وہاں را بہتہ - بر سرخ را در وہاں مے گردانید - عاقبت با شکایت فریاد  
کرو - کہ میں چہ لجن بود - بردہاں من انداختیدہ این دانہ باب دندان من نیست  
بر سرخ ہارا بر ریخت - مادرم نیز از سختی بر سرخ شکایت کنناں مہیں کرو - ہمتہ خاموش شدیم  
راہ شہد از ہر سو گشود - از میں واقعہ موجب شہدہ در حق مادرم شدیم - پیروہ زلے  
فخائل برداشت - کہ میں بازیچہ ہائے کو دوکان چیتہ ؛ بیچکس و پیرہ کسے با  
مادرم استاوش این نوع گستاخی و بے ادبی کند ؛ تحت بر شما با برویم پے کار خود  
مان شاید دزد و خوش است -

درویش گفت : - ما مگر دیوانہ ایم یا خیر - کہ میں طور حرف می زنید ؛ در میں

کہ طاس میں آدھ استر اور دو سولہ دروست یا دو اونچے و اونچے یا نمودار نمودار کہ اس میں  
 آنچہ و کچھ ان کو دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر  
 دو دروست نکالنے کا مشقہ برائے ان نمودار کہ اس میں نمودار داند کہ طاس گردان نمودار  
 را کہ ہزار دن سے کو بند اور ہزاروں کو ایک سو ایک اور ہزاروں کو ایک سو ایک اور ہزاروں کو ایک سو ایک  
 ما کے نیت سے کر دیا کہ وہ ہر روز ہر روز سے دانست اور گفتہ است کہ برائے مصلحت

میرم از مسموم - کھلے استرازیل بر پنج نیت

مالہ فغان سے بیخیم کہ بیچک از شمشیر آنگن نیستند - شمارا ترسانیدن  
 کاسے نثارو

اگر در اس مہرین شکے وارید - تکلیفے و کچھ غیلے ساوہ تو آسان ترے کہم - کہ کے  
 ضرر ز سانو کے را در وقت سلم فرہ - مثل سحر بران ان کارے کند و درو یا پائے خود  
 میا درو - از مشغول ذمہ گی و مال مردم - خوردن فارغے سازد - و ہمہ اینہا از روئے  
 اختیار و مصلحتے شو - اس تکلف خاک ریزی بطاس است در این گوشہ  
 طاس را سے گزارم و امشب چنان شدت و سختی عزایم میخوام کہ بیاری خدا حاجی  
 بمراد خودی رسد - یعنی اولیکہ برودہ اند بجا نش می آوردن فرط ہر کہ سے خواہر چہ بیند - بیاید  
 اگر اشکے و آہارے ندیدند - یک مشقال موئے ریش من بگرد

پس طاس را در گوشہ در زیر تلے از خاک ہفت و مردم در اطراف او جمع شدہ  
 ہر یک از کار او سخنے گفتند - پارہ مرا متدد در ویش از ارواح خبیثہ و تابع سوء  
 ظن سے نمودند پارہ این گمان را در حق مادر او خوندم سے بردند - بعد ازاں ہمہ از  
 ہم پاشیدند و بیشتر وعدہ رجعت فرود تماشائے طاس نہفتہ نمودند -

# گفتار پنجہاہ ویم

## میسٹر شدن مراد طاس گان دان

## وخیال حاجی بابا بعد از یافتن پول

از نماز چہ پہاں امن از پیدا شدن گم شدہ - مایوس و نومید بودم - اخبار غیبی طاس گرواں ہمیں قدر فائدہ داد - کہ دانستم کہ در خانہ پدرم حقیقت پول بیدہ است - تو گمان بوی در حق مادر و آخوندم حاصل آمد - پیش از آن امید نداشتیم کہ کارے بکند - ولیکن فروادربان کارواں سرو و جھے از ویر و ذیال باز آمدند اما آخوند پیدا نشد - و ماورم نیز بہ بہانہ عیادت یکے از دوستان غائب گردیدہ ما با جمعیت بکنج طاس ہنفتہ رفتیم - درویش عزائمی چند با ہماست خواند - و با مرتبہ خاص رمز آمیز پیش رفت کہ یہ بنیم و شب جنیال و پریاں کاسے کردہ اندر یادہ بنام خدا زمین را بشکافت - سنگے بزرگ نمودار و در زیر سنگ بشادی دل من و بکیرت بیندگان - کیسہ بزرگی آشکار گردید -

فریاد بر آورد کہ - ہے جاہلم ہے آفرین بر پرے و برجنے! کیسہ را برداشت تا بہ پیندہ درویش تیز نگاہ موئے ریش و گرد و نمیکذاروے و ہشت من نہاد - کہ برو شکر خدا کن بدست من افتادوی - حق سعی مرا فراموش نکن! ہمہ بر دور من ریختند تا از کیسہ چہ بر آید - من بہ امید طلا گشودم نقرہ و دہ آمد - زنگ غم رنگ چہرہ ام را تا رو و لم را تیرہ ساخت پانصد ریال دہ کیسہ بودہ پنجاہ عدوش را نیاز چہمان درویش تیز نگاہ کردم کہ - بگیر! خانہ آبادان پا اگر بیشترے بودہ بیشترے وادم با اینکه این دہ یک نہادہ پدرم نیست - اما با نظر آبادان بسیار بیارمنون و متشکرم



درویش - از حرکت من خوشنود با سائین پدر و نمود - در بیان کار و انسرا  
بماند - درویش نے من کو ذکر راستی امروز سحر کر دیم - من تو نگفتم - کہ این درویش  
خیلے نقش است ہر وہ کہ اعجاز دارد -

گفتم - آری ہرگز مرا باو این امید نبود -  
چون چشم بقواد افتاد - رگ قطع بحکمت آمد - یعنی محمد - گفتم - باید کار بار  
برافہ کشانید - پہل طور کہ پانصد بیستم رسید باقی نیز برستم خواہ آمد - تو نیز شہادت  
میدہی - کہ اس اقل دلیل را شکر بلائے حسن است -

علی محمد گفت - رفیق! آنچه بدست افتاد - قیمت شمار -

آدم ہم بر سر قاضی - اولاً یقین را باید بدہی شک سخری - آں ہم بدست آید یا  
نیاید - یقین بدان کہ بعد از مخارج خوابند گفت بروید صلح کنید - ہر مردم باید دنیا  
دارید - وانگہ مگر نشنیدہ کہ ہم کس را دندان بترشی کند شود - مگر قاضی را کہ  
بشیرینی کند کہ دود -

بعد از استخارہ و استفسارہ - قرار بر شنیدن نصیحت علی محمد آدم چہ مدعی مادہ  
و آخر آدم بودند - و در تعاقب آں احتمال داشت کہ مبالغے دشمن بہم رسانم - و در  
آخر مور و طعن و لعن ہمہ گریہ -

بناصح خود گفتم - ہر پوہ و نعمتان ۱۰۰ مے فروشم را باین نیت کہ دیگر برنجیا  
بزرگروہ ، گرانیکہ وقت و عاں خبیہ مسامدہ شاہ اصغیان و دیگر مرا سخا بدوید - مگر  
باقت و قدرت -

من این خیال را بدست ختم میسنتم - و نہر ندا شتم کہ طالع چگونہ ہر اے  
تجان آوردن آرزویہ - نہ پوشد -

علی محمد - تم را بپندیدہ - بدست دے و بہتہ و بار واج ترازو کان ما جائے  
بر - نہ او نبود - تعیبت خریدن و کانہ برود - و راستنویاب این خبرہ - و کان و اسباب  
و کانہ و اور ختم -

ہر سبب ناچوین خود تہذیب نہیں - ہر دشت نہ دہم داشتہ اندامش کش آنگاہ  
شہ - شہ - ہر سبب ناچوین خود تہذیب نہیں - ہر دشت نہ دہم داشتہ اندامش کش آنگاہ



بود۔ گفتیم کہ میری خوبی ہر دم۔ تا گوید فراموشم کردہ۔  
 بعد از خیلہ اندیشہ۔ راضی بجزیدن جانمان سے قرار گرفت۔ خریدیم در حقیقت  
 در راہ و بروئے قاطر۔ زیر انداز خوبی بود۔  
 ہمہ لیس سفر ساز شد۔ ظاہر ملائی از سرکہ ہفت سالہ ترش تر لیتن القاب  
 بر خود بوقت مرہون گذاشتم۔ چہ لقب حاجی گری ماورزادی۔ نقداً کفایتیم میکرد  
 یک کار باقی ماندہ بود۔ ادائے وجہ کفن و دفن پدر۔ راستی تصور کردم کہ  
 یا آل ہیب و فارت خویشاں این خراج سخت دشوار است بارہا دروالم آمد۔ کہ  
 بے خرازا صغہاں بروم۔ و این بار را بروش ماورزا خورد اندازم۔ اما حسن نیت و  
 پاک دلی بگذاشت۔ گفتیم ہا این حرکت البتہ موجب دشنام پدر اسوختگی صغہا نیال  
 سے شوم۔ کہ بددشنامے است۔ بنا بر این بے تاب بہ نزد ملائے و گریہ کن۔  
 مردہ شو۔ گو رکن رفتہ مزد ہمدادادم۔ و از ہر حلیت طلبیدم۔

## گفتار پنجادوم

وداع حاجی بابا ماور خود را

و مقرر شدنش بہ خدمت یکے از ملا یاں

در بابے ولولہ پسوی وداع کردم۔ آن مہووی چنداں دل نگران نماز۔ چہ او در خیال  
 نو بود۔ زمین در نیں خود۔ زندانی خود استیغہ کہ بجز ریب دیگرہ را خدا نداشتہ  
 بشیہ۔

بددے سو بہر متز یکے از ملا یاں بند شود۔ مہالغہ راہ قم بلکہ ہمدادادم

دلہا بسیار سے خواست۔ کہ قدر سے در راہ لنگ کتم بخصیص در کاشان آما از ترس  
تفصیح وقت بہ یہ ہوگی روزنہم۔ بارویم باز لگند معصومہ تم دیدار سے تازہ کر دم۔  
قاطر را در کاروان سربستم۔ و پس از واری بکاه و جوش پیشکشی را در زیر بغل  
و رو بخانه مجتہد نہادم و رخا نہ مجتہد ہا ز بود۔ و مانند در خانہ سائر بزرگان۔ کہ ہونا ز  
و حاجب نہاشت۔ ہر کس میخواست فی آمد۔ و ہر کس خواست سے رفت جہانما  
را در و کفش کن نہادہ۔ و بہ اطاعت کہ مجتہد در گوشہ اش خزیرہ بود داخل شدم۔  
فی الفور شہناخت تازہ نمودم۔ با اعزاز و اکرام در زیر دست خوردنشا کرد۔  
وازشدت میںے کہ بختیت کار و بارم داشت بہ تفصیل استعلام و پرسش عالم  
نمودم من ہم بہ تقیر و تمطیر جو ابے دادم و از استخلاسہم در سایہ او ظہار امتنان کر دم۔  
گفتہ۔ اکتول دلہم از ہم راہ سیر شدہ۔ و طریقہ عبا و وز ہا و پیشہ گرفتہ۔ و از امور دنیوی  
بامحال اخروی پرداختن۔ و در سلک عمامہ گذرانیدن می خواہم اگر بساطت بر کار  
ہائے معین شود کہ بقیہ سمر را در خدمت شرع تہ لیت بسر برم۔ اجزای مسئل  
عند اللہ وعند الرسول صنائع خواہ ماند۔

مجتہد قدر سے تباہ فرورفت۔ پس زائل گفت کہ۔ مردہ صبح از ملا تاوان۔  
کہ یکے از سلمائے مشہور ہر ان ست۔ کا غیبے من رسید۔ ذی از دم دارو۔ کہ ہم  
تو رو بہ دست و ہم نوکر۔ یعنی ہم سیاود شتہ باشد۔ و ہم کاروان۔ ہر دس و تہیت  
و توفیق رہم متہد ست۔

از استماع این نوید ہم چہیدن فخر و ہر۔ یہ منہائے تہ و ہم ہیں بود۔ ہر  
گفتہ۔ ہر دستہ ہوشہ دہان رہی مند شود۔ بعد زانکہ مورخہ نو و شہم میہم  
چہے شود۔

بلین صبح ترو۔ نہار شکرانہ و التماس بہت نمودم۔ پادست خود سفرش نامہ  
نوشت۔ و ہمہ کرو۔ و ہر ستہ د۔ کہ زود بہ بہن ہر روز ہا تا توبرتی و دیگر سے  
این لغتہ را ر ہودہ باشد۔ ہذا ہر ہمد۔ ہمد ہمت و ہلویس خید تہرہ۔  
شادمان و شش ہوسیدم۔ و ہر قدر زنی غمہ۔ نول لغتہ۔ دیگر دارم۔  
و آل ملنے ہر ہم نیاز آوردہ ہم کہ در مشافہ نماز ہر ہر و لے آں از ہر شہ خاطر

### مالی محوشوم

گفت اس حاجی خانہ آبادان۔ ہمیں قسدر کہ مارا فراموش محروی بس است۔ احتیاج  
بایں زحمتہا نبود۔ اگر رضایت مرا میخواستی امر ببعرفت و نبی از منکر را از دست مده۔ علما را  
دوست بلا عرفا را خوار شمار۔ بیش ازین از تو نمے خواہم۔

پس اذن خواستہ بکار والی سرار فتم۔ و بچا نکہ بزیارت محرم یا ملاقات دوستان  
روم۔ سوار شدہ در ہمال شب بر پل ولک، و از آنجا بر طهران رفت۔

شام گشت بطهران رسیدم و برائے دیدن قبر زینب از دروازہ قزوین داخل  
شدم۔ بمین اقبال در باناں مران شاہ منتند۔ و مانند سایر اوقات ماموریم۔ بسلامت ایتاوند  
در حقیقت نسیمی را در لباس آخوندی دیدن بے تمنا شایست۔ از میدان ہ بازارے کہ وقتے  
بجز صورت دیگر در آنجا جلوہ گر نمے بود بے آنکہ کسے بصورت میاں کم ملتفت شود۔  
گذشتہ راہ خانہ ملاناوان را پرسیدم بیش از آن مشہور بود۔ کہ کسے نشناسد شب  
نادر ہمسایگیں در کار والی برائے اندم۔ و برائے تہیہ حضور۔ صبح را بحمام رفتہ  
دست و پا و ریش را حالیستہ۔ رختے عوض کردہ بدرخانہ اش رفت۔

خانہ ملاناوان در پشت مسجد شاہ۔ نزدیک خانہ زنجورچی باشی و مانند  
در برائے منال رفتہ بود۔ و آب زودہ۔

دلیز و حیاطش سنگ فرش۔ احاطہانہ پر محتشمانہ و نہ پر فقیرانہ فرش  
گستر۔

در تالار و بروئے عوض۔ آخوندی نشستہ بود۔ پڑمردہ رخسار۔ بیمار دار۔  
پنداشتہ کہ ملاناوان ست۔ تا چوسا و کوران گفتند۔ کہ آقا در اندرون است۔  
حالا بیرون آید۔ و النعمہ آست۔

واشل تار شدہ و برائے بندہ آخوندی بتری شان نشان دہمہ پنداشتہ در صحبت  
باز شد۔ مس ہوا شد۔ نشستہ آخوندی۔ بہت سب ملاناوان است۔ تا آخوندی بسیار  
کوشید کہ بندہ بے نیستہ تیرا نہست۔ ہا۔ و غریب بہ جب ہیئت و بیس  
واقع شد۔

تواری کہ یہ شہ نازہ مرزا آریس۔

من اسبیلے جناب۔

آخوند۔ البتہ ایجا خیلے وقت خواہید ماند؟

من۔ خدا سے واند۔

آخوند۔ طہران جانے خوش گذرائی است چینی نیست؟

من۔ چینی شنیدو ام۔

آخوند۔ ماور طہران تھا پہ آدم ہر سے آندو۔

من۔ ہمدانیہ میں طہراست۔

آخوند۔ آرزو متی ہ بندہ وارید حاضر م۔

من۔ خیل لطف شمارید۔ خود آقار سے خوشم بہ پیشم۔

آخوند۔ چہ آقا پہ من۔ سوت سے بند۔ سدر در دست شکستہ مستند۔ بد بخورہ

شما و ہر بعد۔ بہ ہر جا کہ بخواہید مانع است۔

من۔ بندہ تیرہ پیشم۔

آخوند۔ ہر جا کہ بخواہید مانع است۔ سدر در دست شکستہ مستند۔ بد بخورہ

من۔ چینی شنیدو ام۔

آخوند۔ ماور طہران تھا پہ آدم ہر سے آندو۔

من۔ ہمدانیہ میں طہراست۔

آخوند۔ آرزو متی ہ بندہ وارید حاضر م۔

من۔ خیل لطف شمارید۔ خود آقار سے خوشم بہ پیشم۔

آخوند۔ چہ آقا پہ من۔ سوت سے بند۔ سدر در دست شکستہ مستند۔ بد بخورہ

شما و ہر بعد۔ بہ ہر جا کہ بخواہید مانع است۔

من۔ بندہ تیرہ پیشم۔

آخوند۔ ہر جا کہ بخواہید مانع است۔ سدر در دست شکستہ مستند۔ بد بخورہ

من۔ چینی شنیدو ام۔

آخوند۔ ماور طہران تھا پہ آدم ہر سے آندو۔

کروندہ؛ الشاء اللہ مکروہ ہے نہ اشتمد؛  
 من ہم لے تکلف گفتم۔ الحمد للہ صحیح و سالم بودند۔ سلام بسیار رسانیدہ  
 نامہ را با دقت تمام مطالعہ فرمودہ اما از مضمونش چیزی نگشود۔ بعد ازاں عذر  
 فلیان نیاوردن خواست۔ کہ چون من خود فلیان نمی کشم و غدن کردہ ام کہ بھجان ہم  
 بندہ تکلیف ماہل شرع این است کہ از آنچه شائبہ اپنی او منع رود۔ کف نفس بنامم  
 اگرچہ در حرمت فلیان نص صریحی نیست۔ واز مسکرات بودنش ہم مشکوک است و در  
 نزد اہل تسنن و تشیع ہر دو استعمال آں خیلے متداول است۔ اما چوں اچھا تا کیھیے بخارہ  
 واروے و ہر و باعث نورے دوارے شود۔ لہذا احتوا جتناب اذآں است۔  
 پس از صوم و صلواۃ و از سائر عبادات و طاعات خود و رخصت گشود۔ و من با خود  
 مے گفتم کہ لغتہ کہ مجتہد تمہ گفتمہ بود۔ چنداں ہم چرب نباید باشد۔ صورت بیان و عیان  
 اورا قیاس کناں دانستہ کہ سادگی ہر دولش با تکلفات درونیش منافی نباید باشد۔ اما تو  
 تازگی صورتش را با آنچه گفتمہ بود موازنہ کردم۔ گفتم آقا نباید چنداں پابند قوانین  
 پرہیزگاری خود ہم باشند۔ البتہ راہ تاویل شرعی را خود نیکو مے تواند جست۔ و با این  
 ظاہر سازی در معنی۔ باید خیلے نقش باشد۔

## گفتا بہ نجاہ و سوم

### تذہیر ملا نادان در اندوختن پول

آنخود ز نفاق بیروں رفت۔ و ہمیں نہ نادان ما با خود نہادید کا نذہ مجتہد تمہ۔  
 نہ نجیب بر تو رہو۔ بہو جب میں سفرش نام تو در نزد خو و نکاہے دامہ اذ حال  
 و کیفیتہ موائسہ چند نمود۔ و ز جو اہلہ بیسے خند کرد۔







ملا باشتی کہ وہ ہر کار خیر حلالے است۔ و در حساب کار خود خیلے رو باہ است۔ تکلیف مال پسندید۔ چہ خیر خود را در آن دید۔

راہ این شیخ را دست اجہاد من گشاو۔ و این فکر از خیال بیکر من زاد۔ و ملا باشتی بیچ بہرہ از آن من نداد۔ و این تدبیر ہم باسم او بقیمہ رفت من ہم۔ و نماز نافہ تصدیر آن کردہ ام۔ کہ زمام حل و عقد این کار خانہ ابداع را بہ نفسہ در دست گیرم و خدمتے حاصل بجام کتم و لے ز بہار این را ز را بسرب تہ دار۔ کہ ملا باشتی بونے برو۔ آنچہ از دستش بر آید فرو نمی گذارد۔ شاید عاقبت مار اخراج بلد کند۔

ملا نادان مشغول این سخنان۔ و من سہل چہ پنے و را بہران با خود می گفتم: آیا این گوہ آدمے تو اند۔ عمو اولاسلام شوو؟ مجتہد کن جہانمہ در حق میں یا رو آن چیز ہائیکہ گفت۔ آیا راست است؟ اما چون در۔ دہ شہر معنوز پائے بر جان شدہ۔ از مراتب متشرعین بہ خیر بودم تا چہ تصدیق سخنان دے نمودم۔ و او مطلب را بدیں طریق پے کرد۔

من موجب معاہدہ بنونے و ہم۔ تا چہ دولت سخن روز غامد ہ موجود است تنگی نمے کشی۔ مزد پائے ہمے یہی بی ہفت چناب تو و تائیہ بہان دار بسر پائے مے الستی۔ لوکری و در سار و وق۔ نمے نشینی و نوز۔

لاروان ز فادات بازیستو۔ و منتہ نہ من چہ خوب خواہم دوہ کاکہ نامفض بودن و خیلے آب پرہ شتین مسرتہ مے پایست ہاموائے کاکہ زہدہ نمازہ کزیم۔ و در پنج اہات چہ نماز و روزہ و پردہ زہ۔ نہ بیونے ہر س و ہدیہ پائے۔۔۔ نیم۔ و میارہ بودہ کہ مخدومے تارک دنیا در سب عیبے پیدا کردہ ام معلوم شدہ مخدومہ در حرس جاوہ۔ احب ہر و من و دنیا را بیچ بیٹ شنگ نداد۔ و بہ شنگ نامہ ناموس و شہرت سے زردن دنیا رہی بہرہ زہد از ہر دورے کہ باشد شہرت دست بہ بہرہ تہ وہ رہ نہ پیر۔ من تہ شائستہ چنین مخدومی و سالک چنین مسکیمہ بودم۔ و چون سہ پریشان تو را نہ بود۔ کہ ترک این تکلیف را پائے نامن تہ و شو۔ ہی مردیدہ۔ پاب سنت بعد اولاسلامی شہرت دار شدہ۔ نمے غل است۔ زہ۔ و نوزہ ہنشا من پر نہ

در دایم۔  
 پس ازالا گفت کہ انشاء اللہ در این باب عریض و عمیق۔ صحبت خواہم داشت  
 اکنون مرا ملا با شمی خواستہ است۔ باید بروم؟ در وقت بیرون رفتن گفت کہ  
 من از جاہ و مجال خوشم نمی آید۔ و زیاد از لزوم تو کہ نگہ نمی دارم؟ و راست  
 نے گفت۔ خدم و حشم آقا۔ عبارت بود از یک آتش پز۔ و یک تو کہ با سہ اسم۔ ناظر  
 و فراش و میرا خور۔ در کس طولید اش بیش از یک خر سفید نبود۔ کہ میگفت بہ ہزار  
 مشقت گیر آورده ام۔ چوں خر سفید نشان شخص و اعتبار است۔ و مشرتیش و  
 بدست آوردنش دشوار چوں کار و بارم روز بروز ترقی و اعتبارم در تزايد است  
 انشاء اللہ بعد از عمر بتخل ہم اختیار خواہم کرد۔ استرے میخرم؟ من این فرصت  
 را غنیمت شمرده گفتم۔ کہ اگر سرکار آقا میل داشته باشند۔ قاطرے از بندہ حاضر  
 است و موافق دلخواہ سرکار، بعد از گفتگوئے قرار بر این شد۔ کہ او بہمت خادمی۔  
 بر قاطر من و من بہمت مخدومی بر خرا آقا سوار شوم۔ و چنین کردیم \*

## گفتار پنجام و چہارم

### دفتر و امتنع خانہ شدن حاجی بابا

ہیں کہ دستور ہم معین گردید۔ و نادان شخص مرا بزنان و شخص زنان را بہ  
 من محبت کردن خواست۔ تا ماہ رشتہ ہمارے از کار و بار شان پیدا کنم۔ و بآید  
 و روز در توہینت و آحریت شاہانہ نشانی نوید۔ و چند چوں از رش و مقدار  
 شان معین سایہ۔

شست بہار رفتہ بود دستہ و جہاوش نوہ۔ بصورت آخوندان اسلام۔

نخت یازار رفته قبا و دستار و عبا و شال خود را بصورت آخوندان آراہم۔  
بعد ازاں بمتہ خانہ رفتہ۔ چوں از پیش خیر وار بودم۔ سرزودہ داخل شدم۔  
متہ خانہ محقر خرابہ بود و منحوس و خراباتیان بغلیان کشیدن مشغول از  
دیدارم۔ رویہا پوشیدند۔

سلام دادم۔ کہ آسے بالوان حرم سر لٹے عفت! ملا تاوان مرا بخدمت  
شما فرستادہ و معلوم است۔ از ہر لٹے چہ؟ پس این روگرقتن از ہر لٹے  
چیت؟ و از کہ؟

از درالتفات در آمدند۔ کہ خوش آمدی سایہ ات از سر ما کم نشو و سانشاء اہند  
قدمت مہارک است و آفرمت بخیر!

پس دو تن پر وہاں رخسار برانماختند و گلزار جمال را عرض ساختند و ایم۔ کہ  
شاخ گل نسرین شان را از گردش ایام بہتان است و چراغ لالہ شان را از  
دم سر دروزگار آفتہا با ہمہ و ہمہ و خط و خال شکنج خزار شان از دو۔  
نمایاں بود۔

با گشایش روحناں توروہ تہقہ بر رویہ تو فانیند۔ کہ کہ ماندہ بود۔ پرتاب  
شوم۔ یہ اختیار گفتم۔ روئے پوشیدہ قمران خانگی کہ عقل را بر یوانگی  
رہ نما شدید۔ چہ بد دور۔ این چہ چہماں نیکوست۔ پشمہ نہ خجے باید۔ این چہ  
شاہ عزیز است۔ سپندے بوزانیہ۔ ہا مل سے ہی باز مارت۔ آتش  
نہ تھا سبحان من۔ بن بہماں زدید۔ پیش زین مندرید۔ نہ چیز بچستہ شود۔  
اما شما بخدا آن سویدید کہچہ؟ و اس ہمہ ستقا ز چہ؟  
رحیف نبود کہ۔ بن نوب بہ بدقت ہا شد۔

اں دوروئے بازاں بہ دتا ز اس کہ سبق وارویں در کہ کہ و ناز برستہ  
وارو۔ در گاہ نیاز ست۔ یزنج چیزہ نہا یہ نہ بیدہ و روزہ پنہاں ہا شد۔  
تا چہ رسد بروئے مان۔ و نہ ہشتی دیدار۔ دست کساد می ہا۔ و یہ کہ وہ  
یا روا خیا راست۔

گفتہ شایر چہ من شورا است۔ و اینکہ فیل و پیر نہیتمہ۔ رنار کہ مان۔





حرفہ داشتند۔ ومن ہم اہم ورمہ و فواص و قیمت ایٹالیا اور جریدہ عمل خود ثبت کردہ  
طوق ایٹالیا خدمت ہر ایک کا جدا گانہ بگردن گرفتہ۔

دو وقت بیرون آمدن از خانہ یکے از وقت فریاد بر میآورد۔

فراموشی بخنی۔ کہ من چندہ سال پیش ندازم۔

دیگرے میگفتہ: پیوستگی ابرویم را فراموشی کن۔

گفتم۔ ایے پختہ مانے چشم! خاطر جمع باشد۔ خواہ ان پیدا بشود۔

از من حدیث ہمہ از سر و گل و لاله گفتم۔

درد دل خود گفتم۔ شکارہ خالہ مردہ شوریدہ پس بکفایت لبثہ و عنق منکسرہ

ایٹالیا خنداں دیرائے شنگی دل۔ باں سر کندہ تنور دوزخ۔ و مترس بستان بزرگ  
و شنام وہاں پے کار خود گرفتہ۔

## گفتہاؤں بچاؤ و پیم

### ملاقات حاجی بابا با عثمان آقا کہ

### اور امر وہ اش انگاستہ یو و وزن دا دن با او

بعد از تیب دا دن مشہد نائیک کہ زود بڑائے پر کہ دن کیسہ ملا نادان بر جانب

کارواں سرائے کہ بیشتر از ہمہ جا مسل زیدہ و رونہ بود۔ رواں شرم۔ در نزدیکیے کارواں

اشترن دانستن بسیار کہ بارہ و جسے دستار بند بصورت زوار دیدم۔ چون

مدن کاروان نرسان خبر دانتہ۔ و ننتہ کہ زوار مشہد نہ در گوشہ ایستادم تا غلط

وادیہ جوئے کاروائیاں فرستست۔ داخل سخن کاروان سر شرم و امید ایکہ یاری

بخت یکے از استغنیان شد روزم چشم هر باغی سے برآیندم و وقت برآید  
نے مگر ایتم نہ اگر یہ بود از تک خوردن من در تک مشد لباس مشد بل خیلے قتل  
کردہ بود اما در ششما من آدم ماہر روزم و میو اور بیست مشد بل مشد خیال  
در نظرم بود کہ محض روزن ہر کدام بود سے ششما ختم۔

از شکار فرید و در کار برگشتن بودم۔ ناگاہ یک مرد و بیخی بودک بارگاہ سے  
عظیم روئے گندہ۔ خیال عثمان آفا خواجہ او لیتم اور قاطر جلوه کر ساخت۔

با خود گفتم کہ این بیست افس نبطم آسٹا سے آید اگر چہ قین ہستم  
کہ عثمان آفا تا آل گاہ فدائے سخت گیری پائے حکما مال شدہ است۔ اما  
بالادیرہ از دیدارش بر نماشتم۔ ہرچہ زیادہ تر محو ایتم خیال بیشتر قوت می گرفت  
کہ عثمان آفا یا برادرش یا مجہد مومیائی دوست و ہوا سے شنیدن صدائش  
نزدیک تر نفتم۔ اما باز بار طلب از قلیان بر نیدارشت۔ تا صدادر آرد۔

بعد از مطلقے بسیار ماقبت سرے بالکر و طاز تاجہ سے کہ در در حجرہ ہاشمی گذشت  
پرسید۔ تو را بخدا! ایچ میدانی کہ نرخ پوست بخارانی در است تا ببول چه طور  
بودہ است؟

محض شنیدن این سخن گفتم وللہ! خود عثمان آفاست باللہ! خود عثمان آفاست  
میں رقم قاس ششائی و آدم۔ او در ششما سانی پیش از من مترو شد۔  
بعد از گفتگو نے بسیار یکدیگر را بت ما ختم۔ و در کنار گرفتیم من سے گفتیم۔  
ریش تو جو گندم شدہ است؟

او میگفت۔ عجب ریش سیاہ خوبی بہم زدہ! او سے خندیدیم۔ پس  
با کمال آمستگی و وقار۔ از ایام گذشتہ دو نیائے ناپا ندر سخن گشودم۔ دیدم  
کہ اعتقادش بقضا و قدر مہمال است کہ بودہ و بجائے اینکه از مصیبت کمتر ستو و لفظ و  
تر دستاوار تر شدہ است۔ پس بطریق اجمال۔ از وقت مفارقت تا زمان موصلت  
سرگذشت خود را بدیں گو نہ بیان کرد۔

چوں تلنے ابتدائے ایام اسارت ما گذاشتم روز گارہ از آں شکہ سے پیدا شتم۔  
ہمدوم و ہم نغم شترانے بود۔ و در بردباری و نرم خونی ہم مزاج و ہم خونی۔ از نورک



گنبد۔ آما ٹیکے گوارا آشا میم۔ ان چیز کے کہ تنگی کے کشیدم تو تو ن بود۔ سالہا با محال  
بودن با امید خلاصیم گذشت

ناگاہ چرخ بازیگر۔ از آں بانچه جا کہ بخاطر کے غلور نمے کند باخت۔ و مرا  
با امید نجات انداخت۔ زندے پاچہ در مالیدہ در میان ترکماناں با دعائے پیغمبری  
پر خاست۔ و پیش برد۔ تبر و سکتے دوسرے مجرہ تنگ مخزان دود و پریش را گر فتند۔  
ترکماناں نیکہ مال خدا و رسول را سے دزدند۔ ہرچہ داشتند۔ نثار پائے او نمودند۔ و  
سرا خط فرمائش نمے کشیدند۔ من بسایہ سنت و سیادت۔ یا دینا میم نام  
خدمت ہدیں مبین۔ بسے ہر ہا زد دست ترکماناںم خلاصی داد۔

نیمہ جاتے بمشہد انرا ختم۔ از برکت فضا در میان تجارت بغداد از یکے خویشا فدا نم  
ہر مایہ جزو سے گرفتہ۔ سولہ جے متاع بخارا در محالک عثمانی سے دانستم۔ تا یہ بخارا  
فتحہ در ایازت ابر بیان و تہارت ترکماناں در میان بخارا و ایران راہ سووا گرے  
شہادت۔ ان وقتا ندو ختم۔ کہ بدیارم تو انر رسانید۔ باچیز سے نزدیک۔ کنول با چند  
روزتہ بخارا و کشمیر۔ معمول باتنا بول امیروم۔ و بعد از فروختن اموال بہ بغداد  
بہ خادو اول و عیال پر میگردم۔

سپس گفت۔ آتا تا جمع آمدن کاروان۔ بہار۔ در طہران خواہم ماند۔ و داد۔ ولی  
از خوشگذرانی پائے تخت ایران خواہم داد۔ در این مدت در میان ترکماناں از  
لذات جہان محروم بودم۔ راہ گذرن در طہران چہ طور است؟ میدانی؟  
دیدم کہ بزننگاہ شاہ راہ بخت زن حکیم و جادہ کار من باز شد از اول طبیعت  
عثمان آغا را سے دانستم۔

گفتہ۔ لذت طہران عبارت از زن بردن است و آوردن آں ہم  
دست من۔

زین قضیہ مرا محقق شد۔ کہ ہر آئینیہ در دنیا فضا و قد سے است۔ یہودہ  
سخن باین درزی نمے شود۔ چنانچہ دست فضا از شرق یعنی از اقصائے خراسان  
بازو سے خوش گذرنی۔ پشت سر عثمان آغا سے زند۔ و بجانب غرب سے  
دواند۔ خود و مہر بہارے انیکہ خواہر اومہ باز نش خوش گذراند۔ در آں اوقات

در طهران میراند مرا با جماعت تلخی برائے زحمت کشیدن در این کار - از جنوب  
 ب شمال - یعنی از اصفهان بری میگذرانند اذ اذ الله شیدا فانما يقول له کن فیکون  
 زن یکیم از سائر زنان گنده تر و عثمان آغا هم گنده عرضه کرده - قبولی شده  
 و - (وافق شوق طبقة) افتاد -

بر خوشی تنگ بانگ اعتدال استمالی و تعریف پیوستگی ابرویش را فراموش  
 نموده تا بقوس و قمر در ساندیم -

خلاصه از سرپایش چنان تقریباً بعثمان آغا نمودم که آب ورد بانس بگیردش  
 آمد - پس دوا را بر نزد ملا نادان رفتم - از نو در این فتنه و لطف جهره اش بشگفت - و از  
 شرح حال آل دو گنده با بیابان واقع حفظ کرد - و گفت - اما پیش از کار باید توسیعه  
 ممتعه خواندن را بیاموزی تا محل عقدهت بروفق شرح باشد - بدانکه در ممتعه دو  
 وکیل لازم است - یکی از طرف مرد و دیگری از طرف زن - و صیغه ایجاب و  
 قبول - باید بجزئی جاری شود - مثلاً بعد از تعیین مدت و مبلغ و وکالت وکیل زن  
 بطریق ایجاب میگوید - تمتعت نفس موکنتی لموکلک علی الثمن المعلوم فی المدّة  
 المعلومة

وکیل مرد بطریق قبول میگوید - (قبلتها لموکلک علی الثمن المعلوم فی المدّة  
 المعلومة)

و چنان احوطه آل است - که صیغه تمتعت و قبلت - یا همه شروط تعدیه معتدی  
 شود -

وکیل زن میگوید - تمتعت نفس موکنتی لموکلک بموکلک من موکلک  
 علی الثمن المعلوم فی المدّة المعلومة

وکیل مرد میگوید - (قبلتها له به صنفه و عند و صیغه علی الثمن معلوم فی  
 المدّة المعلومة)

پس قرار برای داد و بیدار کردن میزند - ف ایجاب و من طرف قبول واقع شده -  
 چنانچه در این کتب کتب ایجاب است - مثلاً شده و من - ایجاب - ایجاب  
 فرستاده را برای یکس از دست نپیرداد - و در فین بترا - ایجاب برائت رفت -

ہاں اس پروردگار کی عظیم مہربانی سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک طرف سے اس کی  
 مہربانی سے کھلی ہوئی ہے۔ اسی لئے اس کی نیت اور اس کی نیت سے یہ نیت ہے کہ وہ  
 انسان آپ کو گمراہی و گمراہی سے نجات دلائے۔  
 بارے میں اس داستان میں داستان پوشیدہ و پنهان مانا کہ ان کی عظیم مہربانی سے  
 جلوہ گری و درباری عثمان آغا کے لیے اضطراب نہ ہو۔ گو وہ خود سراج منیر کے چہرے پر  
 کوسٹینٹینے میں ترکی نما ہوا تھا۔ و من برآن سر بودم کہ باہم سے در  
 محبت و مہربانی و بزرگوں کے سال اور وہ بجز وہ چہرے پر آہو بنایا  
 مفرور ہو۔

از نزد خاتم بہ نرد عثمان آغا رفتہ۔ دیدم کہ حاضر یراق  
 استاد است۔

چوں دیر گاہے میان کیز و بگرین حیوانات بسر بردہ بود۔ صفائے سر و صورت  
 و استعمال مطرب طیبہ لازم داشت۔ بجمام رفت و دست و پا را خاوریش رازنگ  
 بست۔ لباس عوض کرد و بر دست خود را بخلاف عادت ستمہ چھتا تے تابید۔ پس  
 ہا کہ گ یراق خود۔ یعنی بندہ بہ نرد ملا نادان آدمیم راستی عثمان آغا با آن ہیئت  
 بیچ نمود۔ پانزدہ شانزدہ سال کو حکمت از خاتم کے نمود۔

ایں قرآن زو ماہہ تماشا داشت۔ عثمان آغا حکم انیکہ یک بار حق الرویتہ  
 دارو۔ خیلے گہ دن دراز کرد۔ تا رازے از پردہ پانزدہ لے خاتم نہا آں استادان  
 فن بود کہ از پردہ راز سے ہر اندازو۔ در زیر رو بند عشوہ و کر شہا لے چند  
 اظہار کرد۔ کہ دل سنگ آب نمودی۔

من از و در تماشا و درول بے مسرت و ذوق نبودم۔ اما ایں را ہنجال  
 مے کردم۔ کہ اگر عثمان آغا از فقرہ پنجاہ اشرفی مطلع شدہ باشد۔ بخوابد اور  
 پائے حق متعہ بگیرد۔ چہ خاک بسر ریزم۔ ہارے صیغہ شرمی جاری شد۔ وہ جو  
 قسم مے تو ال خورد۔ کہ تا آنکہ با ہمہ گردن درازی و کوشش عثمان آغا مہوئے  
 از اندام خاتم نہید۔ و ہم سو گند میخوردم۔ کہ بعد از دیدن ہم عش عش نکرد۔ ہمیں کہ دید  
 بہا التمتش زلیخائے مضر و لیلے عصر نیست۔ مرا بختارے کشید۔ کہ حاجی رویت

سید سیامی هم خوش گیسو کجتم کاشن جوان بود و در پیش از گردن مشهور  
و تکیه داشت

من برست و پادشاهم و برانے ترکیه نفس خود گنتم و این زن مسته  
چشم و چراغ اندرون پادشاهی بوده است و حاجی دران پندار جوانی در پانے  
شرط نیست سازگاری و مطابقت ستاره شرط است گذشتہ الزم این  
یا مبر شیده بازی بخت و طالع است و گفت و پلے بخت و طالع پندار جوانے  
یست نه هرگز یک و یک نه و نه هیچ وقت پیر جوان سے شود

سے تر سیدم که آنچه داده بود باز خواهد ناما بلا حظه انیکه از زن متهم جمال  
خواتن از حیب سگ چاقو ساعتن را ماند و نزلے که با عمر دوزیر بخت  
و خیز یک ساعت را معنی شود باید از چهره قماش باشد تا یائسه و کهنه استقلے باشد  
تن باین کار با در نمی دهد تا برین صدائش در نیاید ما منتظر انیکه عثمان آغا  
شکار خود را عقاب دار بر باید بر خلاف پندار ما با کمال طمانیتہ روئے بزنگه  
کرد که هر وقت دلت سے خواهد بیا مرا برین و راه کارواں سرا  
پیش گذرت

و آقا سید بخت ظل

# گفتار پنجاه و ششم

## پریشانی اوضاع ملانادان

### از تکت حرب جاہ و حرص بحبا!

بعد از زاری ملانادان دانستم که نه تنها ناخوش مال پرستے است بلکه مرض



بدخواد اسٹن آئند۔ ملا نادان روئے بلاناں نمود کہ سلسلے مردم طهران سے پیئید۔

حقیقت پاکشیدا است از میاں  
محبت بر طرف شد از زمانہ  
ز لیں کرد مردم روسیای  
بدل شد با غضب لطف الہی !  
بمیخانہ چنان روئے نیاز است  
کہ خشت خجہ او تہہ مناسا است  
زمسجد نعرہ آستانہ علم زد  
مؤذن بانگ از آسجا بر قدم زد

سبب میں بلا بجز فسق بر ملا در زون مابہ خارج نہ بیان ہو۔ واقع  
ایزا بیچارہوشیہ کھاناٹائے ترمایاں۔ جہڑے دیگر تو اند بود؟ ایں طاق  
عمیق بیفتہ سدرہ ز نبوت سائنشہ۔ ورو دیوار دار الخرافہ را بہ پییدی آلودند۔  
کوہ و مملکت ہیران دکھن ان شد اہ۔ وقت ہر دم شراب را مکی سے تہ  
تہ نوشتہ۔

تہجوا۔ السرو والدخان۔ یا از مہ تہ المہینین۔ ایں کور و کجور است  
جنہ برہم۔ و افس فرق عزت و بجا برین متوہ۔ یہاں پرینا تہ۔ یہ مہ  
در نہ مہ کورن شہتہ۔ شہرہ۔ لا ایش۔ اچون مہ انشا۔ اور یہ۔ کہ اسن  
مرد نوواد۔ لیس لہ شہ۔ ایں طاق۔ یہ کور۔ یہ کور۔

یہ کور۔ یہ کور۔ یہ کور۔ یہ کور۔ یہ کور۔ یہ کور۔ یہ کور۔ یہ کور۔  
وذا۔ کورن زپہ۔ ایرو۔ کے بجا۔ مہنہ۔ یہ کور۔ یہ کور۔  
مہنہ۔ بے کور۔ چوں زوحہ سحانہ۔ ایرو۔ یہ کور۔ یہ کور۔  
مہر بود۔ یہ کور۔ یہ کور۔ یہ کور۔ یہ کور۔ یہ کور۔ یہ کور۔ یہ کور۔  
یہ کور۔ یہ کور۔ یہ کور۔ یہ کور۔ یہ کور۔ یہ کور۔ یہ کور۔ یہ کور۔  
یہ کور۔ یہ کور۔ یہ کور۔ یہ کور۔ یہ کور۔ یہ کور۔ یہ کور۔ یہ کور۔

و شدید و ادین نمودیم۔ گمان کردند۔ کہ قتل عام ایساں برآمد ایم۔  
 ملا نادان۔ بجماعتی از روسائے ایساں رفت سبے ملاحظہ اندرون و بیرون  
 بہرہ کہ رسید شگت۔ سو بہر جا سرزودہ داخل شد۔ مہربان بے سرو پائش ہمیں  
 کہ شیش یا تھی شراب سے جتند خوانندہ قیاس تو اند کرد کہ چہ سے  
 کردند۔

بے خانہ در سنگ برون زوند  
 سیورانشاندند و گردن زوند  
 سے لالہ گول از بط سرنگوں  
 چناں رنجی کہ از بط کشتہ خواں  
 شکم تا بنافش در بند مشک  
 قدح را بر او چشم نوہن پر آشک  
 عجب نیست بالوہ اگر شد خواب  
 کہ خود ندراں روز چنداں شراب

بعد از دوائے این مناسک می نمودم افزود۔ از میکد ہار و بکلیا نہادند  
 و از ضیج و شمعان و قندیل و الواح تورات و انجیل آسچہ یافتند۔ شکستند۔ و  
 ریختند و دریدند و پانمال کردند۔ معلوم است۔ این قبیل بازار ہائے آشفتہ  
 با سب کاروز و الت۔ جیب و بٹلہا را از غنیمت و لقمہ پر کردند۔  
 نہ بود کہ تا شہ بیچان ملا نادان بقنارہ عام از میاں منجر شد۔ ناگاہ فراشے  
 زحانہ شد۔ ہا یکے از بزرگوں رمنہ پیدا شد۔

زہ۔ رہ پیش عقل از سر ہا و رنگ از رو ہا پرید۔ پیرداں ملا نادان از ترس  
 تنبہ گستانی خود مرد و سے بگریز نہادند۔ در حضور فراش نادان ماند۔ و من وقتے  
 کہ فراش گنہت۔ پادشاہ شہا اخراستہ است۔ ما حالتے پیدا کردیم۔ کہ گویا کسے  
 ہوں حال۔ شک نہ۔ نادان بتا کرد بین گریستن۔ و من ہا ہرگز دوریش دار  
 دیوانہ بر رویے ہم نگاہ کردہ اند۔ ملا نادان بحیص و بیص ولیت علی خواست  
 رہ و غلبہ جویر۔ روئے بہ فراش کرد۔ کہ بسخانہ روہر ما قشور برداریم۔

فرار و تکلف ضرور نیست - ہمیں طوع و غیر ما شیدا

این سخن بملانادان خیلے کارگزار قاتل - فریاد برآورد - کہ خوب پس چه باید کرد  
شم شراب انبار شکست ؛ شراب را بنیاد ریخت دشمن دین را بنیاد زرد ؛ من  
چه خلاف شرع کرده ام ؛ سنگ بجانہ خدا - مینداخته ام ؛ خون شهدا را ترسینا ہم  
از سیکے کہ شما پیش گرفته آید - سگ اصحاب کہف سلج بنیاد کرد ؛ گر یہ بودہ  
راپشے بنیاد گفت ؛ چنیس نیست ؟

فرار - خوابید و دید

چول پر یو سخاند رسیدم - صدراعظم با ملا باشی نشستہ بود - دستھی  
باشی با پمقاش ایستادہ - روئے بروئے راستی ایستادہ -

صدراعظم روئے بملانادان روئے کہ تو نا - روز بخدا - تو را با یہ المیہ نہیں  
این چه اوضاع است ؛ دیوانہ شدہ پادشاہ مردہ است ؛ چه خبر است ؛  
ملہ باشی - اگر من مردہ بودم کہ تو یہ پیرین گوئے امر چہ وقت دہی ز مسک -  
لا بجائے آنی ؟

نقعی باشی - کسے بہتجین کرو کہ - این مریکہ - بجنفوی غیر - - - - -  
منتظر اند

ما - نیم مردہ زو رہے تار یک - یا یک بختوئے بردند

پادشاہ مردہ - من است - - - - -  
ادوان - پیرم عرق - زو رہے سادش پاری - - - - -  
ملہ باشی و سنی با تو و پیرک - مینس - - - - -  
نقعی باشی - پرفس بز زمین نہادہ - رستے رو - کہ تو بائت دیو - - - - -  
مادان و محو - - - - -

پادشاہ با صد کے تہنک روئے ہوا دن - کہ تو نہد - رکتے تکی  
مق وقتن مملکت را بنوئموس - - - - -  
ثبوت سے تی ہدوسانے سنت رو - - - - -  
مادان - در سہ اوقات سایہت قول - سنت پہ سز - بول - - - - -





شہر نید شہر باسیل باران ویلان کرو گیتی این مہمہ شکلی و سخت گیری آسمان در طلب  
نکال باد و بدخالی بود و گردول منتظر اتقام از منیاں از نادان بے ایمان -

آقا بیدار بخت غلی

# گفتاں پنجابہ و مہمہ در وقوع واقعات غریب کہ در حجام

بمخانیس پیاں شہر و در غریبیت رشتن اوار منظر

چرا بستی خوش نما مانیدہ کنتہ - آقا جان، میں دست بندہ نہ در سایہ  
دوست ساراست - بستی بویستہ و استم - سفارش محمد تمہ - با سحکہ غمیر  
تجدید اوزن خانہ تو غمے کنتہ - و تو بیاد و ست - ما با من مہمہ اوار شہر لی  
و نمونہ، بندہ بارانست - در پیاں در مہمہ و مہمہ پاک باشند - معنی اید بخت  
یا اید بخت پیاں - در پیاں در مہمہ و مہمہ - در پیاں در مہمہ و مہمہ  
و صومعہ توام - و مہمہ - تو ہستیار تو ہستیار - تو ہستیار مہمہ و مہمہ  
آخر تو چہ کارہ؟ نور، ہستہ بر مہمہ - ہستہ بر مہمہ ہشت و ہشتی - و ہشت  
مرومہ بر روئے تم بخوابند - یاد ہشت رو ہشتہ - ہشتہ ہشتہ - ہشتہ  
کے نظوں تو ہستہ بر مہمہ - خودت ہشتہ ہشتہ - ہشتہ ہشتہ - ہشتہ ہشتہ

توسبہ زعم؟  
در کل حالت درد و اندوہ بیش زین نوحہ سہ - معنی و معنی کتہ - ہوس و  
مغزہ - سکت و صامت و دوس بر و ش - زوی بود و در و لہ - باب ہشتہ  
و استخار و شستہ - سبے پورہ نادان ہاں حالت - زین ہدی پیش از ہشتہ شستن



تایمیم چیست۔ ویدیم لکش ملا باشی بر روئے آب در حال نزع شناوری  
میکند! مگر کہ۔ گرمی بر سرش زود۔ نفس نتوانستہ بر آورد۔ خف  
شده بود۔

شومی فرجام این قضیہ با پادسرا پیم را استیل نمود۔ با خود گفتیم۔ اگر مرگ  
این بابا را از چشم بردارند۔ در صورتیکہ جانے باوریم چیست۔ چه خاک لبر کفیم  
شکر آب میان نادان را با این همه کس میداند۔ منم کہ مگر تا ماخذ۔ البتہ بواسطہ  
قتل او خواهند۔ دانست۔ من در پلہ خزینہ باین اندیشہ کہ ناگاہ آدم ملا باشی  
با حمای لنگ و قطیفہ او را آوردند مرا ملا باشی۔ پنداشتہ نگم را بشنود۔ انانہ زیر بنم گرفتند  
تا لبرینہ آمدند چون ششم بر شام مشغول شدند۔ آنگاہ بر سر بیلگر افتادیم! ویدیم این شب فارسی  
سجرات مرا این محل تہمت۔ بیکہ موجب خیر سے ہم بر من تو اند شد۔ دل برد۔ یا  
زودہ گفتیم! بہر چه ادا باو۔ من خود بجائے مل باشی سے گذرانم۔

(تا خود فلک از پرده چه آرد بیرون)

چراغ حمام عبارت بود از قندیل کوچکی۔ آنہم کو کور کورانہ میساخت با تبتہ  
کارے یاری میتوانست کرد۔ چوں ورق درو بان و حجتہ تند و ریش و لشم  
شبیہ ملا باشی بودم۔ حتمی و نوکران با آن لباس خاصہ آل م بچائے  
او گرفتند۔ در سایہ رفت و آمد با ملا نادان سخاۃ او از حیرت و سکناش ہم  
قدر سے رہشتمید ر وہ بودم کہ تعجبش نمود۔ ہمہ نمود۔ سخن  
رسانہ۔ اشک امروز و خون بخور بود۔ رہشتمید۔ ہمہ نمود۔ سخن  
ملا باشی در دم۔ ناشی بودم۔ شنیدہ بودم کہ در زمانہ مدعیان کون

ہیکون خیلے ناسازگار است۔ و خیر ہینار۔ ز روئے جاہوسج ہنار  
نادان تفصیل حال و در شک و سنیہ۔ نیک است۔ ہمہ نمود۔ سخن  
کرد۔ ہمہ میدانت۔ کہ م و سے بود کہ تو۔ با لو۔ ہمہ نمود۔ سخن  
عبارات غلیظہ از انہم سخن سے گفت۔ و خافتہ رہشتمید۔ ہمہ نمود۔ سخن  
ز مخرج ادھے کرد۔ و کشتہ بود۔ ہمہ نمود۔ سخن

بنا برین در وقت رخت پوشیدن۔ تیر سے شوہن پر بان و اون





آنکے استیصال رکھیں اور ان اوقات آسمان پرست کا درون تھوڑا ارساں ہوتا  
 شدہ رویش سے رکھنا کہ چون دیرہ ام اگر خلاف واقع عرض نہایت حکم حکم  
 و امر حکم است کہ بندہ شراب بخورد اگر بخورد از عمدہ ناموریت خود کہ تلخ واقع  
 کنار و تنبید و آثار فساد و بیماری است۔ بر تو ایم آمد۔  
 آدمی شرمست کشد باز کلال را

میدارم کہ در این باب التفات نمودن فتوای شرح درین مدارید کہ  
 میدانید و میدانم کہ گفته اند۔

ابن حکم شرح آب خوردن خطرات  
 و اگر خون ایتوای بریزی دو است  
 اگر شرع فتویٰ دہد بر ہلاک  
 الا تا ناری دکشتنش پاک با

والسلام

لے شک دستم از نسچی باشی است۔ چہ مردے بود کوتاہ سخن و چاہوں  
 و دائم الخمر۔ حوائج۔ نکتہ آج۔ مناسب گوئے گفتم۔ بد نیست ازین ششہ بیجا  
 آن دیگرہ را بہ بنیم در آل و دیگرہ نوشتہ بود۔

سردار۔ بزرگوار! معلوم ملازمان جناب حجۃ الاسلام حامی الانام محیی الاسلام  
 بودہ باشد۔ کہ ہزار مشقت و زحمت از رعایائے قریہ سرکار صد تومان نقد  
 و پنجاہ خردار جنس۔ و اصل کہ دید حسین علی برہ خود را نئے تو است ہدیہ دو بار  
 بفلک لبتم چوب زدم۔ فائدہ نکرو۔ عاقبت بنا چاری حضرت گاوش را در  
 عوض بدہ از دستش گرفتہ۔ از چہ بکارے و شکنجہ درین سخا ہر شد۔ تا ہمہ بدہ  
 دیگران نیز وصول شود۔ ہر کس قبض سرکار را بیاورد۔ صد تومان نقد موجود است  
 بندگی خواہد شد۔ رقمہ خاکسارانہ تمام و بنام عبدالکریم مہر بود۔

گفتم۔ زہے طالع یار و اختر ساز گارا بایا میں عبدالکریم وآں وہ را یاد گرفت  
 و صد تومان را زود بلبید۔ این رقمہ را بکنارے گذارده۔ بعد از اندک تامل پشچی  
 باشی جوابے نوشتہ بدین مضمون۔

دوست جانی کن۔ مکتوب بدیجہ الاسلوب رسید۔ مضمونش مفہوم گردید۔

در صورتی که اسلای علم بران بسند وجود است شایسته - غالب و معتبر  
غالب است - برائے تعویذات و برودش درود سرکار پیر شمس کے خواں  
داود از چہ مضائقہ خواں کرو۔

شراب بہت نصوائے من ہنیاءک  
تو سے نوشش پس خواں خورد کافر  
خوب نصوائے التفاتے رسید - خانہ آبادان درباب خربزہ و دینی مناسب  
در خاطر بود عرض شد۔

ہست نیکو نصیحتے نزدیک وانا خربزہ  
نصیحتے خلد است در دنیا ہمانا خربزہ  
ہچناں کن انبیا ہمتا نزارو مصطفیٰ  
ہم نزارو بالیقین در میوہ ہمتا خربزہ

مانا

الاکرام بالاتمام - ایسے براق مرصع صبح زود لازم است و درود مر اسلم  
یا جل آل ارسال شود - کہ بہ بیرون شہر عزیمت شدہ - بعد از رجعت ارسال  
خدمت خواہد شد - زیادہ عرضے نیست -

ہم مرحوم را پیانے کاغذ زدہ - قرار وادم کہ صبح گاہاں خود بدست  
خودش برسانم -

بداں دیگرے جوابے نوشتہم بدین مضمون :-  
معتدے عبدالکریم بسلامت باشد - کاغذت رسید - مضمونش مفہوم  
شد - حال مکتوب دوست و محترم من حاجی بابا بیگ است - صد تو مان  
کہ حاضر است باوسلیم کن - در بارہ سائر امور وقت دیگر دستور العمل ارسال  
خواہد شد - انا تو بہر حال از کنگ و سخت گیری دست بردار و التمام -  
پس از نوشتن اینہا بنگر فرصتے انتادم تا بہنتم - جو سے کہ دُعم گیر  
نکنند۔

ہمہ در خواب رفتند و شب از نیمہ گذشت - و من در تدارک حبتن راہ فرات  
دیدم - در را آہستہ آہستہ خواہند بگشایند - زہرہ ام آب شد کہ دیدی



گر بیان را بدست دار و فردا دم، و در این حال نزع منتظر کہ چه بر سرم آید۔ صلوات  
مقرر نہ کرے۔ اسٹینڈم آنا اضطراب نہ آتے تم چہ گفت۔ بعض جواب بنائے  
خوف کہ کشیدن نہ آدم۔ یعنی حالت پذیرائی نہ آدم۔

چوں اثر کے بگذشت۔ و مطمئن شدم۔ کہ ہر کس لغت و وجہائے ترس نہماند  
آہستہ آہستہ دروازہ خانہ را گشودہ۔ مانند کسیکہ سر پر پیش گذاشتہ باشد۔ بنا  
کہ دم۔ ہمدین از گوشہ و کنار باو پائے دیوار ہا۔ از آنجا دور شدم۔ کشکیاں و شب  
گردانم نریزند و سپیدہ صبح برآمد۔ و بازار با بیاز شدن آغازید۔ بر در دکان کہنہ  
فروشی رفتہ۔ رخت و لباس ملا باشی را کہ در برم بود۔ تبدیل و تبدیل کر دم۔ تا  
کے شناسد۔ اما از لازم گر انہا چیزے کم نکرده بودم اولین کارم بود۔ کہ۔

یک سر بدرخانہ نسعی باشی رفتم۔ و کاغذ را بنو کہے ناشناسا دادہ گفتم۔ ملا  
باشی زود جواب مے خواہد۔ برائے کارے لازم فوری بیروں رفتے است  
یاری سخت نسعی باشی ہنوز در اندروں بود۔ و برائے جواب تائے  
مے بایست۔ آنا فوری۔ حکم بجا کر دن اسب داوہ شد۔

چوں چشم با سب و یراق مرصعش افتاد۔ و دیدم چنداں خوب است کہ اگر  
دیگرے مے بود۔ بکار من بہتر مے آد و کم مانده بود۔ کہ سادہ تر ازاں را طلبم۔  
با خود گفتم۔ آہ! خوش دولتے است۔ و خوش مے درخشد۔ اما حیث کہ مستعجل است  
از ترس اینکه اگر منتظر گرفتن جواب شوم۔ شاید قضائے پیش آید۔ بالذات  
خیال منتہی شدن نجات۔ سوار بر مرکب شدہ۔ تا بگوئی "چہ"۔ از شہر بیرون  
رفتہ۔

بے آنکہ بر پشت بندم۔ یک نفس تا بچنا۔ رو دگر ج را نرم۔ شنیدہ بودم۔  
کہ دہات ملا باشی در حلق مہدان است۔ نارین روئے ہراں سوئے  
نہاد۔ آنا راستی وقتیکہ نفسے گرفتہ و شستہ سازاں حال غریب خود۔ و از  
آن حال عجیب دنیا۔ نہ بازی خود۔ و ما بچہ گردوں۔ چناں ہراس بر من متولی  
شد۔ کہ کم مانده بود برگردم و خود را بجزئے اسرار خود مواخذہ سازم۔

با خود گفتم۔ کہ خوب آدو شاخ و دم نہاروہ اینک من دزدانگہ گیرم

آسان ترین غذا ہم پر دم خمپارہ گذاشتن است۔ حالانکہ ہمیں کہ ملاخیز کردہ ۶۰ لہیتہ این کار  
 کار تقدیر است۔ و در صورتی کہ کار تقدیر است۔ بر من چه تقصیر و ملا باشی را  
 تقدیر آورد و در پہلویم گشت۔ تقدیر بہ پشت گردنم زدہ مرا بجانے او نذرانید  
 و نشنا ساید۔ ہر چه کردم بجا کردم۔ اگر غیر آن مے کردم۔ بخلاف تقدیر حرکت  
 کردہ بودم۔ پس این رخت الزاں من دایں صد تو مان از من است۔ ہر چه  
 با سیم اولو شتم بجا نوشتم ام۔ را المقدیر کائن بر من حرجے نیست۔  
 از ترتیب اہل مقدمات۔ گستاخیم افزود۔ اسب را ندم۔ تا ازہ پیش بٹے  
 پیرسم۔ کہ وہ ملا باشی کہ عبدالکریم مباشرت اوست۔ درآں حوالے ہست یا نہ؟  
 گفتی برستی این کار بار تقدیر برائے خاطر من مے کر۔ و این قرعہ را بنام من  
 انداختہ بود۔ یک فرسنگ دور ترک بد ہی رسیدم۔ کہ از آں ملا باشی بود۔  
 مباشرت عبدالکریم کہ خدا و ملائے اسجا بود۔ با خود گفتم۔ این مرد است و  
 کاغذے کہ نوشتم باین مناسب نیست باید عوض کردہ و القابلے مناسب  
 شان اولوشت

از اسب فرو آدم۔ و باقد و دوات و ولولہ کاغذ خود ملا بشی۔ رقمہ از نو  
 فرخو رحاں ملائی نوشتم۔ و بجاہ افتادم۔ باین نیت۔ کہ اگر سد آمان را بگیرم  
 ہر چه زود تر۔ باراہی ہر چه کوتاہ تر بسر خدی ہر چه نزدیک تر۔ خود برسانم

تقدیر بہ سختی

## گفتار بہ نجاہ و

### جلونہ کرن جاجی بابا درود کا رے۔ و سرگزشت ملا ناوان

باسواری اس سب نند۔ با درود۔ ۔ ۔ ۔  
 اے نند سندن خدا بندہ شرم

چول بسیدر آباد سیدم رنام وہ ملا باشی است، از کہ چہا با عظمتہ تمام گذرم  
 و دوستایاں بدیدم دویدند۔ و ہمہ بلام و تہذیب الی تا وند از اسب فو  
 آمد۔ خان بلورست کہ دادہ پرسیدم۔ ملا عبد الکریم کجاست ؟  
 مردم بدیں سوئے و آل سوئے و ویدہ آوردند۔

بعد از تعلقات متعارف کا قدراً بدستش داوم۔ کہ برائے آنکار ملا باشی  
 کہ میداند آمدہ ام، عبد الکریم آدمی بود۔ تیز نگاہ تیز نگاہی و منافی با کار من  
 و لم طسیدن گرفت۔ اما بعد از مطالعہ رقعہ پیشکشے گفت کہ این پول حاضر است۔  
 و لے باید قدرے استراحت کنید۔ ازین کلمات او قدرے استراحت  
 شدم۔

از تیزی نگاہش ترساں و درازی زمان اختلاطش را چنداں طالب بنوم  
 و لے برائے آنکہ شک زدہ نشود۔ ازین کلمات او بقدر خوردن میوہ و نوشیدن  
 آب و خربزہ و دوغے خواستم تا بہ بہانہ خنکی از آتش چشمانش محفوظ  
 مانم۔

چول قاچ اولین خربزہ بدہان بروم۔ عبد الکریم گفت۔ من شما را  
 ہیج نزد ملا باشی ندیدم۔ ہمہ و البتگان او را می شناسم ؟  
 من خودی جمع کردہ گفتم آدم او نیستہ۔ آدم نسیمی باشم گویا با ملا باشی شما  
 حلہ دارو۔ زین جہت ہر فرستادہ این اجواب رفیع شبہہ اورا کرد۔  
 اما خدا پدرا سب وزین ویراق را بیامزد۔ کہ بیشتر بفریاد من رسید۔

چول صد تومان بحیب و آرد۔ باو لے آمودہ میر پراسپ روال شدم۔ و بعد  
 از طلہ ان پیش گرفتہ۔ در ہر رول سراسپ را برگردانیدہ۔ کہ سزنا را، براہ کہ مان  
 شاہان افتادم۔ و خود را بر سنجار رسانیدہ اسب و زین۔ ہر۔ کہ باشد خبر و شتم۔  
 و ہر چہ زود تر خود را بہر السلام بخدادہ۔ نیرہ سلامت مانم۔

بعد از تہذیب شہزادہ۔ کہ سزنا را، براہ کہ مان  
 و آرد زون۔ کہ ہر کہ کفش و پیرہن و سورت بہتہ نزدیک تر شدم۔ دیدم  
 کہ گویا ز پیش دیدہ۔ کہ ز ہند، با افروختن شاہ و پیرہن میانش آشنا بنظر م



زودیاور شذی و بدروغ حمل نکستی۔ کہ قضیہ ہم متعجب است و ہم مضحک۔ ہم از عقل دور ہم بدروغ نزدیک ۴

خلاصہ۔ یا ہم بدہ۔ و درودہ۔ بکارواں سرا۔ رفتیم تا شب در آنجا بمانیم۔ معلوم است۔ من با آل سرو وضع۔ مردے مشارالیه بودم کہ خدا نے وہ بے غم بخت پر واخت۔

سرگذشت خود را بملا نادان بیان کردم۔ چوں سعادت را در تکبیت ملا باشی دید۔ بسیار پسند شد۔ از صحبت یک دیگر بیا حظے کر دیم۔ چه شرح پریشانی دیگرال موجب تسلیت آدم پریشان است۔ دیدم کہ ملا نادان نہ آں بودہ است۔ کہ من سے پیدا شتم۔

گفتہ۔ از آنکس وصف لے تو معلوم مے شود۔ کہ در باطن نہ آئے کہ در ظاہری۔ یا آں بہر زنگ یک رنگی در تو گمان نھے برم ۴

گفت۔ حاجی! حکمت بزرگ چیزے است۔ بلندی و ایام عمر من بسیار است من خود را بدو لاپ بازی تشبیہ کرده ام۔ اما از بدبختی بیچ گاہ بمقادیریں مثل عمل نکرده ام۔ کہ گفتم اند۔ جانے خواب کہ از زہرت آب در آید ۴

گفتہ۔ تو را بخدا! سرگذشت را بمن نقل کن۔ کہ سبب گذرانی وقت ہر از آن نے شود۔ و امید دارم کہ ایں قدر اعتماد بمن داشته باشی۔ کہ چیزے پنہاں

نداری ۴

گفت۔ سرگذشت من تا زنگی ندارد۔ سراپا عبارت است از حالتے کہ اکثر ایرانیان را دست مے دہر۔ چنانچہ یک روز پادشاہ مملکتند۔ و دیگر روز گولے حملت۔ اما بنا بخواطر پڑوش تو نقل مے کنم ۴

من ہمدانیم۔ پدرم ملا شے بزرگ بود۔ از برائے اجتہاد جاں مے وادم۔ اما در مسایل اجتہاد خود۔ چنداں از طریق متعارف انحراف و زیدہ کہ جسے از علماء بمخافت اور خواستہ۔ ردا اجتہاد اتش کردند۔ بہر بزرگ پدرم رواج تشیع بود۔ یکے از جدو م گویند و حسین تربیت اطفال برائے انتشار لجنس و عداوت اہل خلافت اختراع مے کردہ است کہ تا قیامت باقی خواہد بود۔ یعنی در مکتب و تئیکہ قضا نے



معلوم است کہ اس کتاب کی بے پناہی کے باعث جسے مالک کا پروردگار اولین حرکت  
از جہان سے در وقت سواست در دم چہا پار سے بطهران فرستادہ و خود  
برخداورد۔

والی مہدان از عقیدہ کار ترسان و ہر اسان برائے خاطر جوئی و استمالت تسلیم  
باید و دستقام اواز ما بعد نمود۔

من بر اعتبار پیر نازان و از مصدر جہاں فعل شہد شاداں یاں جو ہا  
کوش نمیدادم۔ اما والی از عزل خود سے ترسید و لنگے مردے بود کہ شیعہ  
و کشتی ہر دو در نزاد بے معنی سے نمود۔ نہ این را ناجی مطلق و نہ آں را ہالک  
بالحقیقت میدانست۔ ہر بار فقیان بکار پر داز سپرد۔

چوں مراد حضور سلیمان آفندی بر بند۔ سخت بر آشفتم و چوب خوردن و بیج  
بجو اطمینان سے رسید۔ ہمد را مشق الفاظ رکیک جو اب سے نمودم۔

تو کان در این خیال کہ سرمایہ تلافی را با سودا در مادر آوردند۔ و چنان فرصتے  
گویا از خدا میخواستند۔ انماض و مضائقہ سر شال نے شد۔ اعتبار پر دم  
نیز کار سے نگر۔ با چنان بغض و عداوت مارا چنان چوب کار سے گردند کہ گمان  
میکردم۔ چنان عداوت بجز در دل من در بیج دلی نے تو ایند بود۔ بارے رضائے  
خاطر تو کان بجائے آمد۔ و این کار بمقد۔ ہائے چند سلسلے آتش غیرت وینیم را  
فروختند۔

چوں خطم دمید۔ بر اصغہان رستم۔ تا در آنجا جمیل تحصیل و اظہار فضلے نمایم  
بجزئیات مقاصد خود رسیدم۔ اما برائے شہرت فرصت ہی بستم ناگاہ آنہم بدیں  
طور روئے نمود۔

شاہ معنی چوں خود نیمہ زینتی بودہ است۔ وقتے بخارج مذہبان۔ خاصہ بزرگان  
بہانہ رواج تجارت و داد و ستد۔ روہارہ۔ حمے را با صغہان کو چانیدہ و اختیار  
اجوائے آئین۔ و آوردان رہبان و حتی زون ناقوس ہم۔ کہ بالمرہ خلافت شریعت  
اسلام است بایشاں داد۔ فرنگال خلیفہ بزرگ۔ رپا، نام دارو۔ کہ مثل بزرگان  
وین ما بشر دین محمدی۔ او ہم نمبر دین عیسوی ما خود است رپا، از صفیہ بطلافت لیل

ادل کر کے ہو کہ فرنگوں در نفس صہبان در صفا صواہج و دیری چند سارو در اسلام  
 در کجا نشینند بر ما حتم بودند۔ لہذا ان وقت خراب شدہ دنیا کے ماثرہ بود۔  
 من بقرہ خزانہ الی یک استفادہ۔  
 در آن دورہ در لایب بود۔ یکے از آنان کار و دیدہ جہاں گشتہ داشتند کہ  
 چنانچہ شیطان را درین میدان۔ در بصیرت و صورت ہم لشد بالا۔ باریک اندام۔  
 قوی دل۔ چشمالش مثل زغال افروختہ صدالیش مثل برعد در سہر جا با علمائے مآور کے  
 افتاد۔ لے پرواہ مے گفت۔ کہ پیغمبر شما دروغ گو و تلبیس کار بودہ است۔ جہاں  
 تقریری التفاکر کردہ۔ کتابے نوشتہ و چاپ کردہ۔ تا خطا ہائے خود را ثواب نماید  
 یکے از مجتہدین ما خواستہ بود۔ جواب و روئے ہاں کتاب نویس۔ در آن کتاب  
 مثل کتاب بحار مجلسی بجز آنچه نباید نوشتہ باشد۔ چنانچہ در حقیقت تقویت  
 اقوال معترض نمودہ بود۔

در وقت بودن من در صہبان در ہمہ جا ذکر آن کتاب مے رفت من بداعیہ  
 ایں برخاستم کہ در فلان روز در مدرسہ نوشاہ فرنگی بیاید۔ تا مباحثہ کنیم ہر کس  
 دعوئے دلیل خود میدان گذارد۔ و ہر کہ حجاب شود۔ حقیقت۔ دین آل دیگر  
 اقرار کند۔

لاہب ایں تکلیف را قبول کرد۔ با علمائے اسلامیہ اتفاق کردیم کہ آں حار را  
 از پہلوئے خویش بدر آیم۔ ہمہ جمع شدہ برائے اثبات حقانیت اسلام۔  
 چنان از دعائے ہرگز نشدہ بود۔ در وہام مدرسہ از منتظران غلبہ اسلام پر عمائم  
 بر روئے عمائم ہر بر روئے ہر لایب تک و تنہا درآمد۔ و چون از دعائم را بدید  
 حساب کار خود کرد۔ با طراف و جوانب نگریستن گرفت۔ از داؤ طلباں علمائے تن  
 در پیش و من در پیش ایصال سوال و جواب ہا را زیر چاق کردہ بودیم۔ در لایب است  
 کارزاری بجز زبانش ندیدم۔

از جمعیت علماء متوحش شد۔ و ایلے آنکہ فرصتے بدو بدسیم یکبار شروع  
 سوال کردیم۔  
 یکے گفت:۔ تو را اعتقاد ایں است۔ کہ خداوند بشکل آدمی از آسمان فرود



آمدہ است؟

دیگرے گفت: تو را اعتقاد آن است کہ مرکب است سازند و سہ

بازیکے است؟

دیگرے گفت: اعتقاد تو این است۔ روح القدس از آسمان لشکل

کیوتر آمد۔ و مریم با حاملہ کرد؟

چول راہب استا دے را بنا برین گذاشتہ بود کہ اولاً مے پرسید۔

آیا با اعتقاد شما و کتاب شما عیسی بر حق است یا نہ البتہ مسلمان را واجب آنست

کہ گوید: آری۔ آنگاہ مے گفت ہماں عیسی کہ شما بر بر حق بودن او اعتراف داید

حکم بطلان دین شما فرمودہ و گفته است کہ بعد از من پیغمبری نیست

من جواب این مسئلہ را چنان ساختہ بودم کہ گویم۔ کہ آن عیسی را کہ می گوئی

ہماں عیسی است کہ کتاب ما بہ حکم اقرار او فرمودہ نبوت او فرمودہ است

و او خود با من پیغمبر ما و بر حق بودنش وعدہ دادہ آن را می گوئی بر حق است۔ گوئی

آن عیسی کہ شما نصاریٰ ساختہ آید و پدر و مادر و کتاب دروغ و آئین شرک و

ہزار مزخرف با دل بستہ آید۔ ما آن عیسی را ہرگز بہ نبوت قبول نداریم۔ اما کاریاں

جا با تکشید۔ از این قبیل مسئلہ ما مباحثہ نشد۔

یاراں سوال ہائے خود را بنوعی در ہم و بر ہم کہ دند۔ کہ راہب دست و پارا

گم کرد۔ و ہوائے کار را فہمیدہ سزا سیمہ گفت اگر عرض شما کشتن من است مباحثہ

بیچ لزومے ندارد۔ اگر می خواهید مباحثہ کنید۔ طریقہ مباحثہ اس طور نیست ہا این

باید ہو۔ وقیل وقال جواب مرا چگونہ خواہید داد؟ و ہمہ کس خواہند گفت۔ کہ گویا

شما از جواب حسابے عاجزید؟

ما ازین جواب مدفع بلکہ مجاب شدیم۔ مردم۔ بگمان این افتادند کہ حق بطرف

راہب ست۔ برائے رفوٹے کار۔ اول کسیا بنائے کو لیکری گذاشت من

بودم۔ فریاد بر آوردم۔ کہ وائے لیت! اے مسلمانان! کو دین؟ کو ایمان؟ اسلام

از ہمان رفت۔ و او سردم را از کفر بگیریڈ؟

نکاہ در مردم ہیجان و دنیا نے پیدا دروازہ ہر سہ سے صدائے برخاست

کہ بگیرید۔ بکشد۔ پارہ کنید۔ دریلے از حمام بتلاطم در آید۔ راہب خود را در  
گرداب خطر دید۔ وسلامت را بر کنار۔ بیخالی فرار افتاد۔ یکے از بلایاں عیالے  
خود را برا و پود شائیدہ از میان مردم بخانہ آریئے گریز اندیش۔

ما از پتھر خویش نو مید بدیوان خانہ رفتیم۔ وافرودن ہیمان مردم را خواستیم  
چوں بیگلر بیگے اصغہان مروے بود مقدس۔ گمان کردیم کہ با ما یا رخاہد  
شد۔ گفتیم کہ اس راہب مخرب اسلام است مردم را بکفر دعوت مے کند۔  
با سلام ردہ میگوید۔ علماء را بچہل نسبت میدہد۔ و تکفیر میکند۔ بارے خیلہ تہمت  
بدوستیم۔ و دفع آں بلا را از بیگلر بیگے خواستیم۔

بیگلر بیگے مترود کہ چہ کند میدانست کہ فرنگان و علی الخصوص اراہبانشان  
بجوال مے توان رفت۔ و لنگے از جانب پادشاہ بجمایت آنا ملترزم شدہ۔ لہذا  
با ما ہمراہی نکرد۔ و گفت شما کہ مے توانید۔ براہب جواب بد مید۔ چلا مے روید و  
مباحثہ مے کنید۔ از چہ ایراد و اعتراض مے نمائید بازور میخاہید حق را باطل کنید؟  
بلے اگر دلائل مے توان تید آورد و اورا مے توانستید۔ مجاب ساخت و او بجاہ  
شما مقتدر مے شد۔ آں وقت در حقیقت کافر و واجب القتل بود۔ ما بایں فہم و  
فضل شما باو حرفے توان زد۔

ما مخذول و منکول و منکوب و کینہ جو یاں و انتقام خواہاں بیروں آمیم۔ اگر در  
آں وقت راہب بدست ما مے افتاد۔ پارچہ بزرگش گوشکش مے شد۔ راہب  
شبانہ چنالی فرار کرد کہ تا چند ساں کسے اورا در اصغہان ندید۔

در این کا۔ مہن دیدیضا نمودہ بودم۔ در شہر اولین مجتہد قلمہ رقمہ۔ اما این شہر تہ  
بود۔ خشک و خالی۔ چیزے نیند و ختم غرضتہ تحصیل جاہ و منالے بود کہ از مے  
تولے حاصل شود۔ بقصد اجازہ اجتہاد اگر فتن بقدر نزوئیہ۔ الراقاسم قے رقمہ  
کہ اجازہ آں از ہر ماہ بہتہ بود۔ آتا مے قے ہوا مے شہرت امم نیک پسندید  
چندے بدر کشیدہ۔ بہتہ کردیم۔ ستموہد۔ زیارت دید۔ چوں دشمن صوفی  
بود۔ مہن ہم با صوفیاں اورا قدام۔ در آں آں لقب عہاد اسدی با سنارش  
نامہ بار باب در خانہ ظہران خواستیم۔ اگر چہ مفہوم۔ شی خواست۔ ما با نظر کدورت

خواہش مرا بجائے آندو۔

در پھر ان ہم ازار کان شمرده شدم۔ آما از تو چه نہیںاں ہر چه سعی کردم باندرون  
شاهی رہے نیا فتم۔ رقیبا تم خیلے گرگ بودند و در چا پلوسی و دنیا داری خیلے ماہر  
تراز من۔ بتعلق و کچوب زبانی یہ مجلس ملا باہشی راہ پیدا نمودم۔ و راجہ معروف  
صدر اعظم و محیر الممالک و وزیر دول خارجی و نسختی باہشی شدم۔

ہر صبح پیش از آفتاب سجائے شاہ و ہر شب بمجلس شاہ می رفتم۔ آما باز  
بیش از قلاشی بودم۔ چشمم در قبول عامہ بود۔ تا شاید باو کار کے کتم۔ و با آں خیلے  
کار میتوال کرد۔ صدر اعظم بمن التفات پیدا کرد و چو کہ روزے در خانہ اسٹس  
روضہ میخواندند۔ من موعظہ بلغیے کردم و روضہ خواندم کہ اورا گریاندم۔ چہ وہ  
عمر خود نگریتے بود۔ حاضران متعجب و من مورد تحمیں شدم قبول عامہ کہ نیز  
مطلوبہم بود۔ میبستر شد۔ آما ہمہ اینہا بلبے التفاتے شاہ ہیچ مقابلہ نتوالستند  
کرد۔ بلے سہ

سرکرا باوشہ بیندازد

ککش از خیل خانہ توارزد

پہشت گرمی آں التفاتہا و قبول عامہ۔ آں بلاکہ دیدی۔ لبم آمد کنوں  
رو بہ مملکت خود میروم بر منہ تراز روزے کہ سرول آدم۔ و لجلوہ ریتے کندہ  
ہم سوقات دارم

آقا بیدار بخت خاں

# گفتار ششم

تدبیر حاجی بابا و ملا نادان در خور حال خود  
و معلوم شدن اینکه - نایکاران بیکدیگر اعتماد نیست

بعد از انجام سرگزشت ملا نادان را گفتم سچول دولت و تکلیت هر دو بسته  
بنقدیر آسمانی است - باقتضای همال تقدیر از کجا که باز بسعادت اولین  
ترسی؟

روزگار راست اینک که عزت و ہدگہ خوار دارد

چرخ بازیگر ازین بازیچہا بسیار دارد

ہر دو ازین پست و باندیہا بیا - دیدہ ام - در صو - تیکہ در ایران

اختیار ہمہ مردم بدست یک نفر است - ام وزیرش بیکہ میکند - فرامورد  
محاسنش مینند - بمخاور عسی ان کترہہ اشیتا فہم و خیر اللہ ازین قضیہ  
دلنگہ مپاش کہ

دنیایستہ - ری سیرتہ دریں باشد

نہ بیستی - کہ تہ سہ سچول بزین افروختہ آبیے پاشد - شعلہ ملا اندک زانکے فرو نشاند

تہیں کہ بارہ درود - افروختہ تر کردو -

گفت یہ - منہ ہمیں دلخوشی آوازہ میجو اندم - کہ شاید - پادشاہ خواست

در خطا بہ بردہ نہ - تہ و بطائفہ نص - سی عنانی فرمایہ - اتا روزے میر سد کہ

بدوستی دین و مروتان دیدار نہ چہ شدہ آنگاہ قدرہ تہ مستی را کہ مورد قبول

عامہ شدہ ام میدانہ بارہ - ہر سہ ہمیشہ اہم - کہ تہ جبہ دوستار و طرقتہ

طائفہ منہ - خواران کنہ - راہ سہ واری و بازہ کافی پیش گیرہ اما بعد از تفکر و تدبیر

کہ (للقدر کاف)

قضاے کن فیکون است و حکم بار خدائے

ہیں سخن در نمی توان افزود

میدانی کہ اکنون خود را شهید زنده قلم خواہم داد۔ و این نام در عوض  
ریش کنده شدہ و تمام مال و منال حتی از خرسید و متاع کاں نیز بیشتر بکارم  
خواہم خورد۔

سالہا باید کہ تا یک مہشت پنجم از پشت میز

عابدے را خرقہ گردو یا حمارے لار سن

گفتم: بسیار خوب شہیدان را چنین راجہ کہ زندگہ تو یا نام شہادت چکنی؟  
اکنون با من ببلغداد میائی و یا اینکه در اینجا منتظر عقیدہ کارے نشینی۔

گفت: عرضم اینکہ بہ زاد و بوم خویش: بہرات بہ نزد پدر خود روم۔ و بواسطہ  
شہرت او با واسطہ اش با زبیلہران بندہ کار برگردم۔ اما تو چہ اندیشہ داری۔ و  
چہ مناسب حال خود دیدہ؟ امر خدا بخواہد۔ آب و تاب اوین را پیدا کنم میدانی  
کہ متہ جناہ ممن بے تو نشود۔

چوں تو پیرے بیاید اندر دیر

دیر بے پیرے نمب شہر نیر

گفتم: عرضم با من در این طرف ز نورانہ نہ و مانہ نرم دست قضاہم از خواہی  
نخواہی بجائے قاتل و سارق نشاند۔ طالعہ لباس ملا باشی را در برویاں او ملار  
و بر اسب نسقی باثنی سوارم روم۔ اگر تہلای اختر تھے کہ روم چہ میکردم؟ ہمہ  
دانند کہ اگر در تہدان مانم۔ لاشہ منوخم زیب دروازہ شہر و حالت معکوسم عبرت  
اہل دہر خواہد شد۔ وقتے خویش را سووہ توانہ دہد۔ کہ خود را در خاک عثمانی نیم  
و در گوشہ آنادی فارغ بال نشینم۔

پس برائے عثمانیت خود متحہ نہ نمید آسچہ دستگیرم شدہ نیاز من کنم بیش ازہ  
تومان بر داشت و باقی زمین و اذاعت را این مرا بس و قرض باشد۔ التا اللہ در  
وقت قدرت پس میدہد۔ باہدازہ کہ فتن نقد باز مہدان رفتیم را تکلیف کرد۔

کہ رفتی راہ را اندر شیدہ و خطرش را نیندیشیدہ تا تو بید ممالک عثمانی برسی چہ ا  
 کہ ببرت آید؛ قضیہ ملا باشی و سچی باشی کار سے کر دکہ آدم بعقب ما خوانند فرستاد  
 تو را کہ گاؤ سفید پیشانی ہستی خوانند گرفت۔ اما اگر تا آہا از آسیا افتد۔ با من باشی  
 در دہے از دات پدوم۔ در نزدیکی مہدان تو را تا شتا سا نگہ میدارم۔ و برائے  
 اسب و لباست ہم فکر سے می کنم۔ کہ بوسے بر شاں بلند نشود۔ از اینجا تا مہدان  
 را بے نیت۔ اگر نصف شب دو پشتہ ہم سوار شویم۔ صبح زود بیدار نمیشا  
 مےسیم۔ اما سر حد خیلے دور است و اسپت خام اگر در راہ بہماند و گرفتار آئی کہ  
 را غم سخات تو باشد؛

سخاننش را بخیرہ بانو بخیدم" از صفحات ایران اطلاع ندارم۔ نہ فقط کورہ  
 راہ بلکہ شاہ را ہم نمیدانم۔ کار پداں آسانی کہ در من فرض کردہ بودم نیست۔ آخوند  
 اگر با من خیال خیانت داشتہ باشد۔ چہ بگریم چہ نگریم مے تواند پس بہتر  
 اینکه با تسلیم شوم؛

بار سے ہمراہیش قرار دادم و نیمہ شب براہ افتادم۔ تا آفتاب مبالغہ راہ پیوم  
 ہمیں کہ بتلی مشرف بشہر سیدیم۔ در آنجا از نو طرح و دخول شہر را ریختم۔ ملا نادان  
 بانگشت و سہے کو چک نمود۔ کہ اینک دہ پدوم" تا آوازہ مرگ ملا باشی بخواہد  
 در آنجا میمانی۔ اما این اسب و یراق با نا آشنائی منافی است بہتر اینکه لباس  
 را عوض کنیم۔ تو با لباس من در دہ آدمی غریب سے نمائی۔ و من لباس تو۔ بعد از ان  
 رسوائی یا اعتبار سے مے فروشم تو از شبہ واسے سی۔ و من از خواری سے ہم۔ بہ  
 یک کہ تمہ دو کار بر سے آید۔ البتہ خبر امتناع من بگوش اہل شہر و خالوادہ ام سے  
 رسید۔ و موجب کسر شاں مے شود۔ تا چوں اعتبار بظاہر است وقتے کہ مرا  
 بایں لباس واسب بہ بیند۔ اندکے ماستملی رسوائی سے شود۔ بایں دست آویز  
 چند وزنشات و شوقے میکنم۔ بعد از آں بہ بہانہ سپ را فروخت بہ پیش  
 تو میدم۔

من ازین تدبیر خورسند نمودم۔ چہ در مقابل آں ہمہ ماں بجز مید و خیال  
 چیز سے در میان نبود۔ اما از رہہ دیگر دیدم کہ راست می گوید۔ با آں لباس بڈنے

تو ان وقت چشم درست ملاقات ہو کر شاہ خیر خود را در پیش من میبرد  
 خوب فرضا نسیمی باشی است حاجت شما چه میکند با آن وقت ہم پیش  
 گذر شد ہم پیش گذر من - هر دو در معرض خطر است  
 گفت - خدا بزرگ است - پیش از من کسی بعد از زرقه آقا بیدار من بخانه  
 پدر رفت کار خود را دیدم - تو از آن کار مدار

سخن برین تمام و لباس سر پا عرض شد - نادان با هم امر ملا با شی میمومین  
 با کلاه کلائے از مکتب - پول و ساعت مهر ملا با شی در پیش من - و قلندران و تبیح  
 و آئین و شانہ کو چکش در پیش او - لولہ کاغذش را بگرزده چو ل باسپ بر نشست  
 چنان شبیه بود - بملا با شی کہ خود از حیرت مے خندید -

باقل نگرانی از یک دیگر جدا شدیم - عهد نمود کہ از ارسال خبر در بیخ نذارو -  
 و گفت کہ تو در باب اقامت ده ہر قصہ کہ مے توانی بساز پس او خوشنود راہ  
 بعد از پیش گرفت - و من ہمزود راہ وہ - حیران کہ در آنجا با چه لباس نمود کہ مے لاستی  
 مثل کسی بودم - کہ از آسمان بزین افتادہ باشد - چہ آدم معقول - کلاہ بر سر کفش  
 دریا - با قبائے بے شال خیلے - نام معقول مے نمود - بعد از تفکر قرار بر آن داوم کہ  
 سوداگری کرد و تجارت کردہ - و ناخوش قلمروم و برائے مدامت چند روز در  
 آن وہ بہانم -

از زمین طالع خداوند چنداں بلاہنت باہل آن وہ عطا فرمودہ بود کہ ہر چہ گفتم -  
 قبول شد - چیزے کہ رنجہ ام مے داشت پیرہ زلے حکیم واقع شدہ بود - کہ ہر روز  
 نیم من خاک شیر و تاجریزی بملقم فرو مے کردہ - و نفسم در نئے آمد -

آقا بیدار بخت خاں

# گفتار شصت و یکم

## کشیدن ملانا دان منزلے جاگی بابارا

دو روز تمام کہ ہر روز شش سلسلے ہو بدیں حال بگذشت۔ واز ملانا دان خبر نشد۔ در عالم نادانی ہمہ را می ترسیدیم۔ کہ باز آے بروئے کارش آید۔ و متعہ خانہ اش بے من برپا شود۔ رفت و آمد چنان از وہ بشہر کم۔ کہ ماندہ بود۔ من از بے صبری بمریم تا اینکه عملہ از وہ۔ کار در شہر پیدا نکردہ۔ خنٹناک برگشتہ خبرے رافع شک و دافع شبہ آورد۔

خبرش اینکه ہ۔ یک نفر سنجی آمد۔ و لپسہ آخارا بابا اسپش بگرفت و بطہران بردہ خواستہ و شتوندہ قیاسی حال مرا سے تواند نمود۔ معلوم شد۔ کہ چرا ملانا دان خبر بمن نئے داد! از حالت عالیہ خواطر جمع واز استقبال در تہ۔ ہن وہ بروزہ کو دم۔ کہ ناخوشی من تا ہمیں جا بود۔ برائے اطلاع از نادان انراں وہ بہدان رفت۔ پدزلوان بالاترا زانناں بود کہ خانہ اش مجہول ماند۔ اما بد آسجائز رقم۔ و برائے اطلاع دگر پیراموش ہم بگشتہ۔ کہ سہ پیر خردم بگوش میگفت!

دباخبر باش کہ مرے کشند دیوارش!

بدکان دلاکی رقم۔ اولاً برائے اصلاح سروریش۔ ثانیاً برائے اینکه در آسجا

باخبر از ہم جا بہتر و بیشتر است۔

بمحض اینکه گفتہ است! اسچہ بست و چہ میست ہا دو قدم واپس رفتہ بودیم

نگر گیت۔ کہ از کجا ہے کہ ٹی ہا گو یا ز کار نادان سگ و سگ نادان خبر نہ۔ ہی ہون بقتل ما باشی گفتا نکردہ رفتش را بہ ہا شیدہ واسب نستچی باشی ہا ہم سوار شدہ و۔ چہ قدر کہ خوردہ است۔

پس تجاہل کناں ہر چہ دلہ سے خواست از نداشتی ہا از و دانستم۔ و وجائے



دوبارہ پر سیدن نگذاشتم بدیں نوع گفت :-

وہ روز پیش ازیں ملا نادان با اسی لائق سرہنگان در شالستہ قرآن خواناں  
 بالباس فاخرانہ در آمد۔ عمامہ و شالش کشمیری عظیم خانے لعینہ ملا باشی۔ ظاہر ش  
 موجب حیرت باشد۔ چو کہ اول خبر رائے بازار و میاوردند۔ باغروانا سب فرود  
 آمد۔ و بہ خبر احوال طہران۔ لیسر ہم جواب دہان چنان تحویل داد۔ کہ آن اسب و یاق  
 رائے دلجوئی با و داده شدہ است :

ما باور کہ ویم او ہم در خاتہ با احترام نبشت۔ و روز دیگر۔ از درخانہ حاضر  
 بیرون آمدن و در شہر خود نمائی کردن بود۔ کہ ناگاہ نسچی از طہران در رسید و  
 از درخانہ او گذشتہ چشمش با سب افتاد۔ نعرہ زد۔ کہ سبحان اللہ! ایں  
 اسب از کیست ؟

گفتند :- " از ملا نادان است "

گفت :- " ملا نادان سگ کیست ؟ اورا یاس کہ خورد نہاچہ ؟ ایں اسب  
 از نسچی باشی - ار باب ماست - بہر کہ گفتہ از من است دروغ گفتہ - خواہ نادان  
 باشد خواہ دانایا بہر خرے دیگر "

در ایں اثنا نادان - خود از خانہ بیرون آمد چشمش بہ نسچی افتاد۔ دانست کہ چہ  
 خبر است - از قصتا - بابائے نسچی بہاں نسچی بودہ کہ سوار کنندہ نادان بر خرہ  
 در طہران بود -

نادان چون ہمامہ ملا باشی را بر سر و قبالبہ را در بر کردہ بود۔ دانست  
 بچہ خطر افتادہ است - خواست کہ توبیہ کند۔ و نشد نسچی داد و بیداد بر آورد  
 کہ بگیرد۔ یہ بگریہ - خودش است - خوب گیر آمد۔ طالعمان یا ربودہ است!  
 قاتل ملا باشی - دزد نسچی باشی بخدا! یہ پیغمبر! ہمیں است -

از سب فرود آمد و با یاران خود ملا نادان را - با ہمہ لایہ فانا بہ وانکار  
 و داد و بیداد و قہما سے عدو شداد بر رفتند -

نمارتہ نشوئے نہ در میان روزن رستہ چہ شدہ بود۔ و لاک ہمہ را بگفت  
 و سلو شدہ با ہمہ و سلطت پرورد چہ - نادان را دست بستہ بطہران

بروند

اِس حکایت دلم چاک - و زہرہ ام آب شد - بنوشے کہ گویا ہرگز پہنچ کس  
چناں حالتے روئے نژادہ است - و راقل دلم بچم کردہ ہائے خود ب سوخت ہلے  
در آخرف کہ قضا ہائے من بر سر نادان ترقید - چوکل از سر بزیدہ صداد رھے آید -  
کار من در پردھے ماند و بنظر عبرت دیدم - کہ ستارہ من ہمیشہ یاد و آوازاں نادان  
ہمارہ پروبال دوچار پودہ است - اگر چنین نبود ی رخت خود با من عوض نکر دی  
واسپ و براق مرا کہ راضی برادن او نمودم - نگفتی - سزا نے مرا او کشید - دیدم  
کہ در ایران ماندن - کار عقی نیست - باز کہانی السابق بہ نیت ترک ایران افتادم -  
اگر چه اسب و براق نداشتہ - اما بقدر تقدیر کہ تا سر حد رساند ماندہ بوالفظ مبارک  
رخدا بزرگ است آسودہ از قضا و بلا ہائے دیدہ و ندیدہ خود را بخدا سپردم -

آقا پیدار بخت خاں

## گفتار شصت و دوم

### شیندن حاجی بابا واقعہ حمام و چگونگی حال ملا باثنی را

از شامت آخوندی متاثر - لباسش را از بر انداختن - و خود را بصورت  
سودگراں آراستن ہے خود ستم - قافلہ کہ بان شاہاں را سراغ کردم - حاضر بورد ستم  
خالی بار نشین بے بالی ہم اخت شدند -

روز ہفتم کیرمان شاہاں رسیدہ - در آسنا از نو بچہ جوئے قافلہ بغداد ناچار شد  
ماہ از کردان ناامن - تا قافلہ سنگین نے شد سنے رفت - بلستے چند روز توقف  
کرد - شیندہ کہ روز پیش یک دستہ زوربا نیش و نیش کشاں رو بکر بلا رفتہ اند -  
اگر اندک زور بیاہم بریشاں تو انہ رسید -

چو آئی از ترس خالی نبرد - دقیقه فوت قوت رانے خواستم پائے پاوہ ہی بر  
قدم زدہ دو دم بجز یک چماق چیرے نہ ولے در کرم نو دود بیخ طلا بود - بآں پشت  
گرمی از کربان شاہ بیرون رفتم -

روزانہ سیوم عصر تنگی بود کہ خستہ و کوفتہ از دور دود دے دیدہ - دانتم -  
کہ کارواں گاہ است - نزدیک رفتہ تا از بارخانہ سراغ جلو دار گیرم - چادر سفید  
کو چکے برافراشتہ کجاوہ و تخت روانی در پہلوئے وے - زلے چند در میان  
آں - نشان زوار مشخص دیدم -

با جلو دار - کہ ایہ قاطر را با ہم در فتم - بآں حال - شناسائی بے معنی بود -  
اما از اختیار - عجانہ باز ہم توانستم گذشت - با سے چند در میان بار ہا دراز  
و نمناک بچیدہ دیدم - گفتند نعش است - بکہ بلائے بزد - جلو دار آہا ماتہ سائر  
جلو داراں رود درازی گرفت کہ گویا غریبے؟ تا حال نعش ندیدہ؟ چیز عزیز  
را بجانے عزیزے میریم این نعش با بکہ بلائے بل کیسری بہشت  
مے رود -

گفتم :- بہ بخشد - غریب کورے شود - آیا این نعش از کیت ؟  
جلو دار :- نعش ملا باشی است ! مگر از مردن و واقعہ غریب او خیر نداری  
کہ چه طور در حمام مرد؟ و ہمراوش بجرمش دخول و بردر خانہ نسقی باشی بر اسبش  
سوار - بہ پیش رفت پس دستہ جنبا نید - کہ او ہوا تا حالا کجا بودی؟  
ایں سخن تر سال و سراساں - بتجاملے تمائے نمودم - جلو دار حکایت را بنوعے  
نقل کرد - کہ با اینکہ من خود موسس و رکن اعظم آں قضیہ بودم - باز تعجب  
و حفظ کردم -

گفت :- بیدانی کہ آنچه گویے راست است بہجت آنکہ خود را آنجا بودم -  
گفتہ ملا باشی بعد از نماز عصر - بانو کہ ان خود بجمام رفت - و بخانہ برگشتہ - در  
خلوت نشست -

در ایران بعض حمامہر صبح روزہ بعد از نہر مردانہ مے شود - زن ملا باشی -  
روز دیگر در اوین صدائے بوق حمام - با کنیزاں بجمامے کہ دوش شو بہر شش

رفتہ بود رفت بہجت با سنگینے او حمام لا تو روغ کر دہ بودند۔ ہنوز تا ایک بودہ۔  
خواست بجزینہ داخل شود۔ و تنش بسیار چہ گوشت خورد۔  
فریاد کنان بہوش شد۔ ہما نیش بے اختیار و بے اطلاع عربہ و آہرہ  
کشیدند۔ فریاد کردند۔ و داخل خزینہ نتوانستند شد۔

در آخر سیرہ ز نے دل بدریازدہ داخل خزینہ حمام شد نعلش در روئے  
آب شناورد دید۔ از فریاد و فغان او زن ملا با شمی بہوش آمد دید۔ کہ نعلش  
ملا با شمی است۔ ازیں قضیہ فاجعہ باز نہ بہوش شد۔  
کنیز اں فریاد و فغان کنال گفتند۔ سیمائش با قاتلے مے ماند۔ اما  
نئے شود۔ کہ او باشد۔

دیگرے میگفت: بچشم خود دیدم آقا از حمام برگشت۔ و رخت خوابش  
را انداختہ بودم۔ زود و خوابید صدائے خور خورش را ہم شنیدم۔ چہ طور میشود کہ ہم  
در رخت خواب بخوابد۔ و خرہ بکشد و ہم در حمام بود خفتہ نشود؟ ازیں دلائل  
حیرت حاضران افزود و معلوم شد۔ آنکہ کنیزک دیدہ ملا با شمی نہ۔ ہمزادش  
بودہ است۔

زن ملا با شمی باز بہوش آمد۔ و بہ انگشت اشارہ کرد۔ کہ شوہر ہم است۔ از  
رویش کہ ویر و ز خواشیدہ بودم معلوم است۔  
کنیزے دیگرے گفت: آہے! بایں دلیل کہ یک طرف ریشش ہم کہ کندے  
معلوم است۔

نشاہنا بجا۔ گریہ و زاری برپا شد۔ مے گویند کہ اگر دست زنگش را نئے  
گرفتند۔ خود را مے کشت۔

کنیزے گفت: آخر خود چراغ را زمین گرفت۔ و در لالبت۔ و خود خرخرہ  
خوابش شنیدم۔ برویم بہینہ۔ در خانہ چہ خیر است۔ زود خبرش را بیاویم۔  
یے گفت: خوب گیرم کہ رفتی و دیدی کہ در خانہ است۔ پس ایں  
نعلش کیست؟

دیگرے گفت: کہ ایں ہمزاد او مے شود۔ چہ کہ ایک روح درد و بدن

نہے شود۔ بدن کہ رخت عوضی نیست کہ ہر ساعت تبدیل گئی۔  
 یکے دیگر گفت :- اس حکایت خیلے تازگی وارو۔ بعینہ مثل ہماں است  
 کہ کسے دعانہ داشتہ باشد سیکے در سلاق ویکے در قشلاق۔

در ایں اثناء وقت قرق حمام گذشت و مشتریان دیگر در رسیدند و ہر  
 کس چیزے گفت زن ملا باشی از گریہ و زاری دست پر نہیداشت تا کنیزک  
 از خانہ برگشت۔ و خیر آورد۔ کہ ملا باشی در رخت خویش نیست۔

واقعه بہ بیرون سرایت کرد۔ زناں بیرون نرفته مردان داخل حمام شدند۔  
 گویا در ایں حمام زناں بہ انکاں نشدہ بود صدائے مرد و زن در ہم گوش  
 فلک را کر میکرد۔

در انجم کار قارب واقوام ملا باشی نعلش را از حمام بردند۔ و بعد از غسل  
 و خطوط و کفن۔ قرار بیکر بلا برداش و او برد۔

ز نعلش ہم منقہ شد کہ من نیز مے روم۔ استر ہائے مرا کہ ایہ کردند۔ آں جا در  
 کہ مے بینی انکاں اوست۔ و در آں دیگر نعلش شوہراو۔ حمیے ہم کہ نعلش کہ فرستادنی  
 بودند۔ این فرصت را از دست ندادہ خواستند۔ کہ مردگان ایشان با عالمے  
 محشور و ہم سفر جنال شود۔

از فقرہ آخرین جلو دار۔ چنان ترسیدم۔ کہ کم ماند من نیز از محشورین با  
 یا ملا باشی شوم۔ معلوم شد کہ از بلائے کہ مے گریہ سخم۔ با پائے خود در آں  
 آمدہ ام۔ چہ اگر از خدمت گاران ملا باشی کسے مرا مے شناخت کارم تمام بود۔  
 روئے بجلو دار نمودم۔ کہ خوب۔ بعد از در آوردن نعلش ملا باشی از حمام  
 چہ شدہ تا فقرہ رخت ہائے خود کہ در گوشہ حمام انداختہ بودم۔ معلوم  
 شود۔

گفت :- بسرامیر المؤمنین ! درست در خاطر ندارم۔ این قدر میدانم۔ کہ  
 در ایں باب روایات مختلف بود۔

یکے مے گفت :- ملا باشی۔ بعد از خفت شدن در حمام۔ در اندرون خود  
 رپہ شدہ است۔

دیگے سے گئے، کہ فرمائے آں روز از در خانہ نسیحی باشی بہترین پیش  
را گرفتہ و رفتہ و بہ نسیحی باشی بادست خود قوئے شراب خوردن دادہ است۔  
بارے اس قدر اختلاف بود۔ کہ چیزے عالیجہ نشد۔ غریب تر از ہمہ ایکہ  
بشہادت نوکراں زندہ اش از حمام بیرون آمدہ است و مردہ اش در حمام  
ماندہ تا چہرہ دیگر بروز کرد۔ کہ قدرے موجب رفع اشتباہ مردم گردید۔  
در گوشہ حمام پارہ رخت کہنہ پیدا شد۔ و بجدس دانستند۔ رخت حاجی بابا  
نام آدم ملا نادان مضداست اے! بر پیدہ ہر دو لعنت ہمہ کس سے گفت۔  
کہ قاتل حاجی باباست و در بدر بلا و بر بلا و از پلے او سے گشتند۔ پارہ ہم  
میکفتند۔ ملا نادان ہم در اس کار بے مداخلہ نیت۔  
بارے بہ طرف آدم بگرفتند ہر دو فرستادند۔ کاش یکے از ایشان بدست  
من افتاد۔ اس قدر مزد گانی سے گرفتہ۔ کہ انانیں مردہ کشتی خلاص سے شوم  
من خود چیزے نئے گویم۔ و لے ہر کہ تصور نہ تہ قیاس عالمہ تواند کرد۔  
منکہ ہرگز روبرو شدن با خطر۔ آ حاضر نمودم و ہمیشہ از خطر۔ و سے امید دایندم  
با پانے خود بیامہ و جان خود را بخطر اندازم نہ پانے واپس رفتن۔ نہ یارانے  
پایاری متحیر کہ چہ کنیم؟ فکر کردم کہ باز پیش رفتن بہتر است۔ بلکہ خودی را بحد  
توانم رسانید۔ و از بلا توامہ رست۔ با خود قرار دادم۔ خود را بچہ چیدہ۔ مانند  
کسیک چہ سوبیش۔ قضا و بلا اعماطہ کرد۔ بالسخہ۔ ہر روز نگران  
باز مانیم۔

و بہر بخت نخل







یقین کر دیند کہ قاتل ملا باشی و مترکب آل ہمدان و فوج من بودہ ام - ہمہ ہمہ و آتش بلے  
از کار داناں برخاست - و بنقد چند دقیقه حرفت کردان از میان رفت ہر کس  
بمن چشمہ دوخت - عاقبت بگرفتند - و دستم از قفالتند - و در کار بردن بہ نزد  
زن ملا باشی بودند -

ناگاہ ستارہ سمیوں و طالع بہا یونعم باز بہدو کاری برخاست از دور نعرہ بلند  
شد - جسے سوار از کردہ روسے ہرزہ سرا زیر شدند - خدا پد رکڑہ ہارا پیام زدہ - ہلہ  
کتاب کردان در رسیدند کار و انیاں از ہم پاشیدند - کد دست - کجا دل - تا  
مقاومت کند؟ سواران گتہ نختند - قاطر چیاں برائے نجات خود و حیواتانش  
بند بار ہا بریدہ بمیان صحرا نختند - شتر باناں نقش ہارا از شتران بدیں سوئے و آن  
سوئے انداختند - ہر چشمہ نویی دیدم کہ کتک ملا باشی بنہرے بزرگ در افتاد گیا  
ہر تزانہ حمام فتادون دختہ شش کم بود - کہ بنا کرد - لبشنا کردن - خلاصہ بگریز بگر -  
ہمگانے شد -

من بخیال خود باز اندم - بجد و جہد دست خود را گشودم چشم کردان ہمہ بر تخت  
رواں بود - بمن اقبال دیدم کل نیکہ مرا بدیاں روز انداختند ہر وز من افتادند - ہمراہان  
زن ملا باشی خیلے فیاو کردند - تا در چناں - وز دور چناں جا -  
آنچہ البتہ بجائے نرسد فریاد است

کردم یونے ستو - یہ بہانہ سلامت بہا - ہمہ را سلامت لخت کر دند -  
تمہا - فاکتہ سگی لباس سرا از بر نہ شدن رہانید - و من بوسیدہ لباس قاطر  
- - ندہم نہ مرا بچیزے دند قاطرم را بشیزے شمردند - محرومے اندیشہ نہ در فکر  
مال بردہ - نہ در خیال نقش مردہ - شد چو غ آزاد و ماتد قوش بے پروا بلقاطر  
مردہ کش جو در سوار تھا باز مزمزہ -

باز شد رفیع بلا از سر حسابی بابا  
بارگانشد نہ بے اختر حسابی بابا

روسے ہرا ہوا -

# گفتارِ شصت و چہارم

رسیدن حاجی بابا بہ بغداد و ملاقات سے باعثمان اغا

زن و بچہ و غلام و کنیز ملا با باشی بدست گردان گرفتار و من بصوب مقصود شاہ  
برائے نفی و جودا ظہار حیات پہنچ کس نے کر دم و دور از راہ - راہ سے پیو دم -  
گر وہ سے از فراریاں ہدی سوئے و آں سوئے ہمے دویدند - و چوں پیش قدم  
ہر یک را دروے از قس و رو آسٹ نایاں مال بود - پُر دوز نرفتنہ با مید چارہ ہر  
گشتند - من بے درو - آزادہ تریں ہمہ - بعد از طے دو فرسنگ راہ خود را تنہا و  
رستہ دیدم - چوں ماجرائے خود را پیش چشم آوردم - بجز یارے بخت پہنچ عمل  
توانستہ کرد -

با خود گفتہ - کہ بایں طالع سازگار - وقت آن است کہ شاہ را حسب جاہ  
پیش گیرم - اس بلکہ مصیبت برائے قافلہ مخصوص سعادت من بود! (ذا اراد  
اللہ شئتاً اھتیبی اھسباہ) بانو و پنج تومان در میان و بایں وسعت راہ جہاں  
چہ نمے توان؟ نادان را بدم خیارہ نہادند - من چہ؟ زن و بچہ ملا با باشی بدست  
گردان افتادند - من چہ؟ چرا کلاہ خود را کچ نگذارم؟ و راست نہ نشینم -  
خلاصہ - بائیں و اسعادت والہ قبائل بغداد رسیدم و غریب الغریب - مند  
داخل بغداد شدم - و بغداد کارواں سہ بسیر رست و لے خود را با اختیار فاطمہ  
سپردم - بحکمہ بلدی - آں زبان بستہ مرا بردر کارواں لرے بزرگ برد - کہ گویا  
محتظر حال رجال قافلہ ایران بود و دروے در - از فراق یاران و عزیزاں بنانے  
عرا عرگداشت - اگر سے توان خوش بختی گفت - خوش بخت شدم - کہ در سخن  
کارواں ہر مشتے ہم از شہریاں را دیدم - کہ گمان کر دم - کہ مرا سخا مند شناخت  
د بادیز برغل نیازم -۱۲

اما چہ چارہ کار بسکند

مجلس دیدار من مستظان زور و قائل بر سر من بکنند - ومن بله جان و اب سوالات  
ایشان بر دانت عاقبت خاطر لادریما بخانرا حتم که آید ایضا پیش میرسد و خود کجاست  
دیگر شهر رقم تا و دراز شرفه با تم و خواب گفتند زمینم  
و در اول قدم اینتاب از روئے غیاط - تغیر سر و وضعی دادیم - تو بره سدر  
بنام من بر سر - جولے فرخ بنام قباد در بستگی دراز بنام شال و دیگر عثمانی حسانی  
شدم - از پافراز سرخ هم توانستم گذشت که ترکی بے پاپوش سرخ خرمے  
لا ماند بے حل -

پس از ازل بفرخانہ دہل و عیال عثمان آفا افتادم ؛ تا بواوسط ایشاں خود را  
بکارے وادام -

بطرف راسته پوست فروشاں کہ بزنگاہ تجارت عثمان آغالود - رقم داز کشاں  
بانیکه و در ایام رفاقت از جائے و مکان خود دا و دیو - گمان مے کردم کہ بے سوال ہم  
تو رقم حجت -

خدا راست آورد - بے زحمت - وکان پوست فروشی - بزرگے در راه دیدیم -  
سر بدرین بر دم کہ عثمان آغا مے بود - لندادی کہ پوست بخارائی خریدن رقمه بود -  
خیر از او ندرید ؛ از کج دکان صدائے بگیمم آتار سید - کہ تو رایہ پیغمبر کینستی ؛  
بیابا بیتم عثمان آقا منم ؛

با حیرت تمام دیدیم کہ آن پیرہ مرد خود دوست ؛ ازین ملاقات تجہا کردیم  
من از حال خود آنچه گفتنی بود گفتم - و او نیز حکایت خویش بدیں نوع بیان کرد -  
کہ از طهران بقصد استانبول ؛ بیرون آردم - راه میان ارض روم و ایردان  
بسته بود - بہتر آن دیدم کہ بہ بغداد بگذردم - بندہ بعد از آن فیہ بیت و دراز بہ مسقط  
الراس خود باز گشتم - پس ہم بزرگ شدہ بود - و بنا بخبر مرگم تحریرہ ام گرفتہ - و میراثم  
را قسمت کردہ حق ماور و خواہر را دادہ بود - اما بحکم مسلمانی پاک از ویلادم ہر سال نشد  
و حق پسری و پوری را فرموش نکرد - زخم زرد است - و دخترم با بیخبت و  
من بہروز -

پس نگاہ فریب میں کر دوں کہ خوب حسی الیٰ منہ لہرائی کہ بود و بجز خیال  
گردن پیش بستنی بیابان و گنگے کہ اہم خوردہ ہمیں آن بیخ زرد ساکن درون  
رہزاد چند سال با ترکمانان در سارت مارن گذشت کسے با دوست ویرینہ  
این کار میکنند ؟

تعم خردوم کہ غرضم از آن تمتع تو و خوش گذرانیست بود۔ آن لغو نہ دادم  
خواہ خاص شاہ گندہ بود۔ این خیال ہر قدر اساسش کہتہ باشد۔ بازار آمار صنایع  
و دیگر بجز دراد نمودار نخواہ بود۔ و در نظر کسیک سالہا یا شتر بسیر برودہ باشد جلویہ توان کرد  
عثمان آغا گفت : چہ شتران ! بحق خدا آن شتران با آل لب و لہج در نزد  
اوس شترتہ و از مشک و عنبر سر رشتہ بودہ کا شکے شترتے بہ تمتع گرفتہ بودم  
اتقا را حقتمے گذاشت آل از دہانے مردم او بار دال انعی ہر شدہ نشان۔ ہر دم منت  
بر سرم میگذاشت۔ کہ سخت بختیاری کہ مراد کنار گرفتی۔ من ہمانم کہ ریش  
شاہ لا میکند۔ علاوہ برس ہر ساعت سیلے بصورتعمے زد۔ و مشتے از ریش  
میکند۔ پس رخسارہ بالیدن گرفت کہ۔ اکنون نیز صدائے سیلی گوئیم حکیدہ پر  
و راخر باقمہ و آہ خاطر نشانش کردم کہ غرضتم خوش بختی تو بود۔ پس با کمال مراد  
لغت۔ تا در بغدادے مہمان منی۔ بیاد دور خانہ بمن منزل کن

منہم معلوم است۔ چنین اشارتے کہ بشارت بود۔ لا خدا میخواستم  
از صاحبکہا کہ در میان و کان بود۔ و ہنوز بجز دو قاز قہوہ صرف نشدہ بود۔ پس از آل  
بر کان پسرش رفیقیم۔ دوکان او نیز در آل نزدیکے بود۔ امش سلیمان۔ کوتاہ قد  
قریب اندام۔ قوز پشت شکم گندہ۔ تخم پدرش بعض مصرفے پدر کہ ایں حاجی باہاست  
مرحمتہ قلیان را از دہان خود باز گرفت بدہان من داد۔

پس ازین حالات۔ خیال کردم کہ با آن مردمان خوب سادہ در لہذا و باراحت  
و استراحت تو اعم زلیت۔ اما برائے خود نمائی کہ بار شاطرم۔ نہ بار خاطر۔ گفتم :  
ہر اصد تومان نقد است۔ با آن چہ میتہ اعم کردہ ؟ از نیکت زندگی باواری بستوہ  
آدم غرضم اینکہ بعد از ایں آدم و او تخمہ ناسنے بچت آرم۔ و براحت عمر گذارم  
با مردم کہ مایہ کمتر از آل من بہال و دولت رسیدہ اند ؟

برو و تصدیق نمودند و عثمان آغا کہ بہ برکت سفر بایران و معاشرت با ایرانیان  
 تک توک نظرے تم او اخل نترے کردہ گفت بلے۔  
 رقطہ قطره جمع کرو و آنکھے دریا شود  
 با عثمان آغا بخانہ اور فیم۔

آقا بیدار سخت حال

## گفتار شصت و نهم

در چوق خریدن حاجی بابا

و مہر ناپائنداری بدل دختر خواجہ خود افکندن

خانہ عثمان آغا در کوچہ تنگی روضہ بجادہ بزرگ بود۔ در خانہ اش از خاکرو بہ پر۔ روئے  
 تل خاکرو بہ یک سو چند بچہ آکر بہ در ماؤ؛ ماؤ؛ سوئے دیگر چند کولہ سگ در عاؤ  
 عاؤ در خانہ میان اس دو دستہ سازندہ۔ صحن خانہ کوچک۔ و اطاق ہا از  
 پاکی و پیرایہ خالی چوں برگ و ساز من منحصر بیک اجامے بود۔ و بس۔ کوچ نمودن  
 از کاروان سربخانہ چندال دشوار نمود۔ اجامے را در گوشہ از اطاق بزرگے انداختم  
 کہ زخت خواب عثمان آغا ہم در گوشہ دیگرش بود۔

ببارک باد۔ قدم شیلانی کشید۔ برہ بریان با پلاؤ فراوان و خرم او  
 پیازانہ حرم سربدر آمد۔ دست سخت زن و دختر۔ کنیز منحصر بفرود۔ کہ مہنوز  
 بتنا سبت تازہ سی۔ ردیشال ندیدہ۔ و برانے حرمت و ادب احوال سخال  
 پرسیدہ بود۔

یکے زرقائے راہ بخارالیش نیز موعود بود۔ ناصت شب سخن در تجارت

رفتہ سے اس کے سر پر شکی ومان گھوم دیکھیں یہاں سے نکلے اور  
گنگو کے محل تک وقت کے گزرنے سے

ان نکات و درمیان میں سے فرنگیوں کو یہ علم ہوا کہ گنگو کے ایشیا  
ہائے شنید گمان ہر ایشیا میں سے ہوا۔ چنانچہ اس کا مولیٰ شکر گوی  
ایشیا رسیدہ ہوا۔ حاجت مصلحت چنانچہ دیکھ کر من سرایہ ہوا۔ چنانچہ  
پوست گنگو بلکہ چوق بخرم۔ کہ ہرگز قیمت اور انتر لے نیت۔ چوق  
کسی را بندلی نہ۔

بعد ازاں قیل و قال ہوا رفتن تہاں بانہ نشیدہ شنیدہ ہا ہمزہ ہنم چوق رفت  
شب ہر شب در این فکر کہ چند چوق بیک تو مان تو اں خرید واز ہر  
چوق چند تو مان تو اں اندوخت از نشاہ اس خیالات مست بانہ شبہائے  
باطل افتادہ۔ و حکایت سعدی با تاجو جریدہ کیش۔ و پیش حکایت من افسانہ  
در فلک آں بود کہ انجیر از میری بفرگستان برم۔ و من فرنگی بمصر آورم از مصر اول  
بافر قیابرم۔ و از آنجا سیزمین آرم۔ و پہلے گراں بفر و شمع ازین بیکہ روم۔ از  
مکہ بہین برگردم۔ قہوہ ہمینی بایران برم در ایران بہ سووا گری پروازم۔ از سووا  
سووا گری رتبہ و منصب بگیرم سواز پائے نشیم۔ تا صدر اعظم و شخص اول  
ایران شوم۔

باستواری این خیالات بخیرین متاع پرداختم۔ ہا یکہ کہ بگوہستان  
بختیاری و لرستان می رفت کہ چوب مہلب آرد۔ قرار دادم کہ فلان قدر  
چوب چوق در بغداد سلیم من کند و من آنہا را سوراخ نمودہ بارانستان مول  
نہایم۔

بعد از این مقدمات۔ در انتظار چوب چوق۔ بہ بلائے زخم یاد دل بغدادی  
کہ در آنجا حام البیولے است و چار شدم۔  
انقضای این زخم در میان رخسارم برآمد۔ بنوئے کہ یک گوشہ ریش مبارک  
لا نیز خرابکاری کرد۔

شب و روز بے شکیب و مالال با بخت ستیزاں کنان کہ اسے زخم بے پیرا

مگر جانے دیگر قسط بود۔ کہ باہر در رخسار من جلانے کئی و مرا روئے دیدن این وصال  
نگذاری؟ پس آہے از جگر بر کشیدم۔ کہ چہ باہر کرد؟ حکما راست گفتہ اند کہ  
اگر ہر چہ خواستی شدے ہم سنگھانے بیابان الماس شدے ہم چنیں  
اگر ہر کس دل را از جانے دلخواہ خود در آردی۔ در بغداد صورت زشت  
پیدا نکر دیدے؟

یا ایں حال باز ہائے شکرش خالی بود۔ چہ عثمان آغا با اینکه آں دل و بصیرت  
دیگر در آوردہ بود۔ باز صورتش آئینہ زشتہ درست مے نمود۔ و او بجائے  
و سوزی بر من ریشخند میکرد کہ باآں بلا کہ بر سر تو آمدہ است زخم بغدادی  
دارد و مرہم است۔ اگر یک طرف صورتت نادرست مے شود۔ طرف دیگرش درست  
خواہد بود۔ نیکے بینی کہ فیروزہ باآں گرا بہانے۔ یک طرفش احسن الوان۔ و طرف  
دیگرش ماخر ہرہ یکسان است۔ و باز ہم گرا بہا است؟ تو در میان مردم  
بیشہ طرف درست روانما۔ و از نادرستی پر پرہیز  
دید کہ باآں کثافت بشرہ خود۔ خوش روئے کسے راستے خواہد ماند۔  
تا پرہیز گارال کہ روئے پرہیز گارال راستے تواند دید۔ و مانند سگال بازادی کہ  
چوں سگ شکاری بیند۔ فریاد و فغان بر آرد۔

باہمیں صورت و لکش۔ منلیورع طبع دلا رام۔ دختر عثمان آغاشدم و دلا رام  
با منزہ و زرتہ اظہار عشق بازی نمود۔ و با مادر کہ در محالجا ایں زخم بخت بود و مبدل  
پر دست۔

حاجی تعجب اینکه تاریخ سرزدن ایں زخم ریش۔ با تاریخ گل کردن عشق  
در رام مطابق افتاد۔ یعنی در یک روز واقع شد۔ شش ماہ روزگار ہر دو۔ روز  
افزون۔ ہر چہ زخم بزرگتر شدی۔ عشق دلا رام قلبیہ تر کہ دیدی۔ راستی ایں علت  
سایہ عشق از جانب من بر تزد۔ چرا کہ دختر عثمان آغا با پدرش گلے بود۔ بدو ہم  
ستہ۔ عجب تر اینکه در ہماں بنظر اول۔ ایں دختر بصورت شتر پیری بمن جلوہ  
آرد۔ و بہ وقت اول سے دیدم۔ شکل شتر بنظرم جلوہ گرے شد۔ و ایں اشعار  
فوق الین یزدی بخاطر مئی آمدند۔

اے عزیزِ زال زلب و لنج شریفیض برید  
 خاصہ وقتیکہ شود مست ادا یا اشر  
 گد ز ندیل زہنئے شکم طمنہ بخرس  
 میگذد ناز سجز از آقدو بالا اشر  
 بودیش جانے ز منزل گد خور بالاتر  
 جائے خورد شتے از حضرت عیسیٰ اشر  
 اے خوش آندم کہ شود مست نواغانی کن

گویم از ذوق کہ جان وقت بہت یا اشر  
 چوں دم ریش بر جد کمال آنجا مید- عشق دلارام ہم کمال یافت- یعنی بہرگی  
 منجر شد- از این رونے چوں وقت سفر نزدیک رسید- بحکم العشق داع  
 دوائہا السفر خوش وقت شدم- بار ہائے چپوق راستہ- و تدارک  
 راہ را تمام دیدہ در ساعتہ کہ سکتہ بیلد و ز در عقب- و رجال الخیب در جلوہ  
 رو برہ نہادم-

بینوا دلارام از فراق من بیہ آرام ماند- و چوں فرو کشی یاد- ریش م اے دیدہ  
 آہ سردے کشید- گویا آل زخم بنظر او سر رشتہ تنہائی کوو- کہ با من وصلہ  
 وصل او میتوانست بشود-

را فوس کہ آل رشتہ بزودی بگست

نہ زخم من نیک فرجام ماند  
 نہ عشق دلارام تا کام ماند

آقا بیدار بختش



# گفتار شصت و ششم

## بسودگری نطنج حاجی بابا بستانبول

در روزے از روز با بنی نطنج نوبهار از دروازه بغداد بارادہ استانبول بیرون  
رفتہ۔

اگر اے را بر روستہ مار قاطر گتہ وہ۔ و آگاہی زفار چار زانو بر روستے آن شست  
یا سازداری کارواں۔ خود را سود گری معتبر۔ جہ ششم۔

ہم اہم۔ بجز عثمان آغا۔ چند تن پوست و دوش و پارہ ایرانی حکایت ملا باشی  
طلہ اندکے کہنہ شدہ نہ و پنجم بغدادی۔ چنانچہ بد بغدادی قلم میر فتم۔ و از ایرانی  
گری چندان علاقہ نہ داشتہ۔

اگر سچو اہم تفصیل راہ را۔ چنانچہ واقعہ شہ۔ بور ز قبیل ترس و زوال و نزاع  
کار و ایناں۔ و یا بھوسے ساڈاں۔ بیان کتہ۔ دوم آذر۔ بندہ بفضیل اولین  
تا شیر استانبول بر قلب شہ و آگاہی میر۔  
من ایرانی و اصفہانی و بین اعتقاد

جہاں را اگر اصفہانی بنود

جہاں آفریں را جہاں بنود

اگر کسے گفت۔ کہ اے تخت دوم۔ ازیا نے تخت ایران ہتر است نطنج  
راے شکستہ۔ جہاں کہ سودا عظم و بد۔ مضمون سہاں را دیدیم۔ نہ تھا متحیر۔  
بلکہ دلگیر و متاثر گردیم۔ چہ دیدیم۔

سوادا میر۔ میر۔ میر۔ میر۔ میر۔ میر۔

پہرہ۔ . . . .

میر۔ میر۔ میر۔

بخا سیت ہم۔ . . . .

به منقبت همه خاکش عمیر عالیہ بر  
صبا سرشته بخاکش طراوت طوبی

مجا نہفتہ در آلبش حلاوت کو شد  
مسجد شاہ اصفہان را بہترین مساجد دنیا دانستہ بودم۔ در آنجا صد مسجد شاہ دیدم  
ہر یک از وی بگہ بہتر و عالی تر۔ در اصفہان یک آئینہ خانہ و در استانبول با آن دریا ہم  
آئینہ خانہ۔ اگر اصفہان را یک بنا شے رشاک بہشت است۔ استانبول ہمہ جا بہشت  
است۔ اصفہان را بزرگترین شہ را شے دانستہم۔ دیدم ہر محلہ ستانبول اصفہانی  
و درہ اصفہانی کو ہے۔ و در سر کو ہے بنا شے۔ کہ در شہر استانبول ہمہ ازو۔

عمار تہاش ہر یک و لہ مانی	خدا چ لکھو۔۔۔ سے طرح سرنی
گرفتہ جہا شے در آئینہ شہ	سہر سہر سہر سہر سہر سہر
بدریاو شے وار دشت بیکوہ	زہر بولہ بیشتر ویدل کوہ اندرہ
گل اندازہ چینیں نیو و ہمالہ	کہ باتہ بیشتر رویش تہتر از ہم
بنا شے کہ با شہر ہر	قوی کریرہ را نہا پشت دنیا

بانو گفتم۔ کہ اگر اصفہان بہشت ہمالہ است استانبول ہمہ جہان است  
وانگہے بجائے ایکہ مثل استنبان از کوہ ہا شے خشک و خالی بیٹیف۔ پرسن محیط باشد  
استانبول برب چندیں دریا واقع است۔ ہر دریا شے اور شہ خیا بانے با  
عکس آن ہمہ زیبا نی و جمال و قتیکہ در آب دریا دیدہ ہے شود۔ دو چندال ہے نماید  
و این خود بالطبع در با ست۔ علی الحدیث کہ پیایہ بڑا بستند کشتہ ہا از سر نوع و  
بہر اندازہ از بالا پائیں۔ از پائیں بالا۔ راست چپ۔ از چپ راست پویان  
و شاکان سورنگہ اندازہ شہ بیشتر از درختن جھل ہا ز ندرل و کاہا شے کشتہ ہا شے  
بزرگ ہمہ رہ با سماں۔

ز زور تہا کہ ہر جانب رو۔۔۔ سنہ  
بدریا بیشتر از شہر است  
دریں اعلیت حمیرا است  
چنا بر۔۔۔

گفتم اپروردگار! بہشت موعود تو۔ البتہ ہمیں جا است۔ اگر حضرت آدم  
 ہمیں بہشت مے بود۔ ہرگز بیروں نے رفت۔ اما ہمیں کہ بخاطر آدم کہہ اس  
 مملکت بدیں زیبائی و در دست است کہ ریش شان جا روب مزبلہ ہائے جنیں  
 شہر را نشاید۔

گفتم۔۔۔ زہے افتخار! اس قوم کہ بازماند منی در میان خود خواہند داشت۔ من نسبت  
 بایناں مروے۔ و ما ایرانیان در پہلوئے ایناں مرومانے ہستیم۔ یوئے ساز و در  
 نزد یوئے میر۔ یوئے عنبر و عنبر است۔ (نعم المسکن و لبس الساکن) عاقبت  
 تسلیت خود بدیں داوم۔ کہہ اس قوم بایں دنیا و رآں دنیا چگونہ مشہور خواہند۔  
 و با اس ملک و حضور پادشاہ۔ من الملک چہ جواب خواہند داد۔  
 خلاصہ اگر بخواہم تفصیل آنچه بہ نظر و بہ قلم آمد گویم۔ و شرح آنچه در اطراف و  
 حوالے خود دیدم بدہم۔ خدا میداند۔

بکجا مے رود این شتر بگ۔ یہ مہار  
 بعد از گذراندن برزخ گرگ۔ از اسکدار باز دزقے با شنبول گذشتم و در کارواں  
 سرتے "والدہ" کہ گویا مال پدیر ایرانیاں است۔ بمنزل کریم۔ چوں امتعہ و اقمشہ و کابہا  
 و ممتاز ہا و دبر بہ و پاشتا یاں و افندیان استانبول را با آل ندیم و حشم و اسب  
 و عراب و زیب و زینت دیدم۔ اندک غرور ایرانی بیرون فرود کش کردہ آمستہ  
 با خود گفتم۔ ما کجا و ایناں کجا؟ لشکوہ حشمت استانبول کجا فقر و فاقہ ایران  
 کجا؟ اگر اینجا جائے است۔ پس ایران کجا است؟ اس جا دار النعیم است۔ آنجا  
 دار الحجیم۔ اینجا دار الصفا۔ آنجا دار العز۔ اس جا عزت است و گنج۔ آنجا ذلت  
 است و رنج۔ اینجا سلطنت است و نظافت آنجا درویشی است و کثافت اینجا  
 تماشاخانہ۔ آنجا کئی خانہ۔ اینجا بازی آنجا شہید۔ اینجا عیش۔ اسجا تعزیر۔ اینجا  
 آوازہ۔ آنجا روضہ۔ خوشگذرانی و عیش و نوش ترکان۔ با آل عزاداری شہانہ  
 روز ایران۔ و ایرانیان را سنجاط آری و در رنجت بد بگرہستم۔ و راستی را بگرہستم۔  
 بارے با عثمان آخا در کارواں۔ مرا طاعتے گرفتہ۔ و مال التجارہ خود بد آنجا  
 نہادیم۔ من در روز چوتہا ہر روز سنے تختہ چیدہ میگردم۔ بہمت گونہ گوند

خوش نونہ بودیش۔ ہم فروش زیادہ میکروم۔ وہم سو بسیار میروم۔ ہر چند از وہم  
 بیستے شد۔ ترخصم میتر در میکروم جلیندی لا عوض کروم۔ و تملکے عجیب نہادوم  
 ہوا بے پیا کروم۔ جہالم پاکے رفتم۔ چوق را دہنہاہر با نہادوم کیسہ تنگوارا از شال  
 کشمیری دو زانوم۔ از موزہ زرد ہم گنڈاشتم۔ ہرچہ رامیدیم ولم خریدن سے خواست۔  
 لذت خرید و فروش را عیاںتم۔ و فکر کے کروم کہ بے حد و بے حساب بود۔ ہاکن  
 برائے خود نمانی مصطفیٰ قہوہ خانہ لاگزیم۔ چوق دردان۔ فغان قہوہ در دست  
 یا تحریر وغیرہ چوق کے کشیدم۔ و قہوہ سے خوردم و آئینہ و رونہ را تماشا  
 میکروم۔

بحکم آئینہ :- زریمان متنفر بود گتیرہ مارے  
 بقدر امکان از ایرانیان کنارہ جوئی و با ترکان آمیزش سے نمود۔ تا بتقتضا  
 فطرت و جبلت خود۔ ایرانیان پر شو مشکار و کچ کاؤچہ بودم و کہ بودم را بزودی  
 فہمیدند۔ بنا بریں با ایشان مارا میکروم نہ مرا با ایشان کارے بود۔ و نہ ایشان  
 را باسن۔ و ر پارہ جایہا بہرکت سر و صورت ظاہری۔ خود را سوداگر لہذا دی  
 مغر خرج داوہ بودم و برائے فریب ترکان بہتر از صورت ظاہر چیزے نہ تقلید  
 کم گوئی و سنگینی و کوتاہ سخن ترکان نمودہ باسانی و بزودی در اندک زمان تر کے  
 رنج، شرم۔ سلام را۔ باصبا علم و احتشام لہ۔ و وقت شریف لہ۔ خیر اولسول و  
 لیم اقدرا بیورک نہ فرود آوردن و کورنش را بتنظیم دستی نہ تراشیدن را  
 برایش تراشیدن و لیسر تراشیدن بدل کروم۔ و صنورا بنا کروم۔ بواژ نہ گرتن نماز  
 ایامی بظہار تے دست بستہ نمودن مبدل کروم۔

خلاصہ حرکات و سکنات ترکان را خوب تقلید نمودم۔ و گاہ و گاہ لفظ ما شا اللہ  
 واٹ ماٹا و سدا واٹا۔ نیز با خرج۔ در کلام خود و انہل میکروم۔ بیج از دستم نے  
 افتاد۔ ایں بود کہ در اندک مدت در قہوہ خانہ قبول عامہ پیدا کروم۔  
 قہوہ چہ قہوہ ام را بر سن نمودے سخت و بالفظ۔ سلف نمود و آندہ لقب رحم  
 سے ریخت۔

پچھنیں در سایہ صورت نہاہر۔ دمی شدہ بودم۔ کہ ہر گاہ در قہوہ خانہ سخن از اسب

وکلان و سنگ و نمک و میرفت که اکثر سخن ہم ازین دلیل الودع من حکم قرار سے و در  
دین با یک خطایے یا غیر قطع و فصل و سوارا سے نمودم

آقای ابجخت

# گفتار شصت و هفتم

## در گفتن حاجی بابا زان شیخے را

### و رسیدش در اول و آرام شدنش در آخر

دستے بریں منوال گذرانم۔ تا اینکه سه شب پے در پے در وقت بیرون آمدن  
از قهوه خانه در سراہ پیرہ زنے یادیدم بر من نگران و آشنائی خواہان۔ و از پنجرہ  
کہ در پیش ایستادہ بود۔ اشارت کنان۔

شب اول بہ بے اعتنائی۔ شب دوم تعجب و حیرت۔ شب سوم تحقیق و  
و تفتیش گذشت۔ شب چہارم بطور مصمم کہ وہم کہ اگر بہ بطن سبب سراہ گفتنش  
بلکہ ہم

بخیال اینکه فراخی در کارم پیدا خواهد شد۔ و عالم در سازگاری است با سر و وضع  
از سائو اوقات پاکیزہ۔ ہمیں کہ از قهوه خانہ بیرون آمدم۔ آہستہ آہستہ روئے  
بر پیرہ زن رفتم۔ و رخم گوش کوچہ۔ ہمینکہ از نظر قہوہ گیاں پنہاں شدم۔ قفسہ  
بالارفت۔ زنے زیبا گشاہہ روئے گلے در دست در دل چپانید و بوسید  
و بسین اتراخت و با شتاب تمام قفسہ را فرو و آورد۔ و ہانم باز۔ چہ نام بقفسہ  
دوختہ۔ متحیر۔ تا اینکه پیرہ زن آستینم را کشیدہ گل را برواشستہ بوسم داد۔  
گفتم:۔ تو را بخدا این چہیت؛ این کوچہ۔ کوچہ پریاں و سر زمین جنیاں

است و آن گل رو که بود در میان گل خود میست

پیره زن بر آن سستی و سستی چه چیز است این ریش چشم و سر و وضع  
چنان دیده کی بانی سنا از کار جهان لایق سر و وضع لامیاری و لیل که خندان  
که اگر زلف هر دو سے گل با دام اندازد یعنی چه  
من و میداتم بخواد بگوید که

کسان مغز بادا سے کہ از تو ام جدا کر  
درا غوشم نمایاں است خالی کوهن جانت

آما در سایه ریش چشم این را هم دانست ام - کرا این عبادت و روز گاه خیلے گلو  
سوزے آفتد - چنانچه مغز بادام خوردہ سے شود - پوستش ہم کنہ میشود -  
پیره زن - مترس مترس خوردہ - مترس ماند گلو سوزم - در پوست کن - اگر دست  
رو سینہ مالگذاری پائے بہ بخت خود زود - خوشیستی - کہ از سایہ پرسی - و گال آن  
ترس تو سایہ است و پس -

من و خوب حالاکہ چنین است - آل زن کہ دیدم کیست و کلیم

چیت !

پیره زن - پر شتاب مدار - حالادش را بگذار کہ نہ وقت مقتضی است  
وند جائے مناسب - و فالہر و قیرتان ایوب در پہلوئے اولین سنگ قبر  
مرا با شال سرخ در گردن بجونی بالفعل خود را بگذار -

این بخت و برفت - و من کجہ خود را دم - و بانڈیشہ عریض و عمیق این کار افتاد  
میدانتم کہ در فتوے ہر روزم گشودہ است - اما سے تریدم کہ آل گشائش - نتیجہ سخت  
گیری اور شک شوہر او باشد - خطر ہائے زنیب - قصہ مرعم و یوسف - عشق دلدارم  
در لیش صورت من - بخاطر م آمد - سخت آتش عشقم فرو نشانت اما گرمی خون و  
غرد جوانی روز افزوں تاب میناوردہ - ہر چه بادا باد گویاں قصد آن کردم -

دل بدریا زخم و رخت بصحرا فگنم

روز دیگر بحسب وعدہ میعاد گاہ معهود رفتم و پیر معلوکہ را با شال سرخ و پہلو  
سنگ قبر سبز دیدم سو دور از راہ در زیر درختان سرود - در نظر خوش باستان بول

عقد اجمن طشق بریا و آغاز مذاکرہ مہر و وفا۔

پیرہ زن اولیٰ استقامت صدق و عدم رالیت و پس ازاں پہلے ترمسی واپس  
لاہی کہ در پیش است سوگند لایا و نمود۔ بعد ازاں باقتضائے پیری چنانہ گفتگوارا گشود  
واو ز شیخ نے از درہ و پتہ برد۔ کہ غرض ضم خدمت توست و تو را از لپس خود عزیز  
تر میدارم، و دیدم کہ در آں ہم بجز تخلیہ کیسہ و نقصان سرمایہ و سوزش چہو قہائے  
من چہرے نیست۔

گفتیم: بسیار خوب۔ بیائیم بر سر مسئلہ۔ دو کلمہ ہم از خانم بگوائے تفصیل و  
تکرار عبارات و بیج و تاب تعبیرات را کہ طے کردیم۔ خلاصہ کلام او اینکہ:۔  
خانم کہ دیدی از من گیس سفید آتم، دختر تاجرے دولت مند حلبی است این تاجر  
دولتمند حلبی۔ غیر ازین دختر دو لپس ہم وارد۔ خود در این اوقات۔ یعنی دوسہ  
ماہ کہ ما پیش ازین وفات کرد۔ ہر چہ خاک و ست عمر شما باد۔ ورثہ اول یعنی  
بازماندگان کش کہ پسرانش باشند۔ بجائے او بنشینند۔ و در این شہر تاجرے  
بزرگند۔ بانوے مرا کہ امش شکر لب است۔ در جوانی لبن شانزودہ یا سہدہ  
سالگی بہ شیخ پیر متمول دادند۔ این شیخ پیر متمول مادش این بود کہ پیش از یک زن نے  
گرفت و میدانت کہ دوزن در یک خانہ باعث خرابی و اوقات تلخی صاحب خانہ  
است۔ از آشوب و غوغا خیلے مجتنب راحت و آسودگی را طالب بود و این بود  
کہ زن جوان گرفت۔ تا در غم خود۔ در زبردست خود بترتیب خود۔ بار آورد  
حقیقتہ خیلے خوش وقت و خوش بخت بود۔ کہ بانوے من ہمہری کرد۔ برائے اینکہ  
ہمراہ بانوے من، نازک طبع خندہ رو۔ پاکیزہ خورست ز نے بہ نازکے طبع و  
خندہ روے و پاکیزہ خوئے اور۔ دروینامی شود۔ و لے در یک چہر ستارہ این زن  
و مرد با ہم اُخت نیفتاد۔ و مرافقت شان سازگار نشد۔ و سبب مرگ شیخ ہم ہمال  
شد۔ شکر لب بزرگ را با سر شیر میخواست۔ و شیخ با پیر پنج سال تمام در وقت غذا  
در سر ہر سفرہ۔ این دعوا بود۔ تا اینکہ شش ماہ پیش روزے شیخ بر غم شکر لب از  
بس بزرگ پیری بخورد۔ بمر و خدا رحمت کند۔ چہار یک مال و منال شیخ۔ یعنی آں  
خانہ کہ دیدی۔ با کنیزال و اثاث البیت و سائر لوازمات خانہ۔ خلاصہ ہر چہ مرقا

شکر لب پالیتے برسر سید۔

عالا باجوانے و جمال و با تو انگری۔ و مال میدانی البتہ بے خواتار نے ماند۔  
 اما جمل خانم نسبت بہن و سال خود از ہمہ زنان عاقل تر و ہوشیار تر است۔ در  
 انتخاب شوہر تازہ مشکل پسندی نمودہ۔ میخواست کہ شوہر نمودنش نقطہ برائے جلب  
 نفع و تحصیل اختیار نباشد۔ ازین رو ہمیشہ در تجویثے شوہر سے درست و آراستہ  
 چہل خانہ مارو بروئے بہترین قبوہ خانہ پائے این شہر است بنا کر دیم آئندہ  
 و روزگان آنجا را از نظر خریداری گزاران بے مہر چیز و بے ریشخند و تعلق تدویہ  
 آل ہمہ از تو باز نہ تر و با مختص تر ندیم برادر من صاحب آل قبوہ خانہ است۔  
 میانہ او با ما خوب است۔ در سر تو بعضے سوال و جواب با کر دیم جواب ہائش  
 حکم را خوش آمد۔ بیونہ تو میل کر دیم۔ اینک مختصر قضیہ۔ حال تو خوبہ بین و بسنج  
 خدمت خوبے کردہ ام یا نہ؟

از برداشت صحبت پیرو زن ایسچ گماں نمیکردم کہ این حکایت بچنین جا بجا  
 شود۔ بقدر کسیکہ از پائے وار خلاص شود۔ خورسند شدیم دیدم کہ بے  
 رازداری و ہفتہ کارے و بے جدیل اساس و تغیر یاس بجائے مشتندہ کوئے  
 و ہر زن۔ و خیزش سوراخ و روزن پے خوردن زخم و کشیدن فر۔ نہاد صلبے  
 ہ ہمہ۔ بجز مان و منال و آسودگی حال چیرے در میان نیست۔ بطراح خود آفرین  
 گویاں دانستہ کہ نامہ در روشن افتاد۔

۱ دولت قرین من شد و اقبال۔ بیبرم

از شاہی ہزار حوت بے معنی بہ پیرو زن گفتم۔ و عہد کر دیم۔ کہ با بانو نالاب گور  
 ہمزانو باشد۔ بیبرہ زن حسان بزرگ گنم۔  
 پیرو زان لغت و۔ حلاجیز دیگر ہست را خانہ بہن سنا۔ ش بلوغ نمودہ کہ  
 پیش از وقت نہ و عمل بہہ چیز را درست خبر دار شوم۔ نسب و حسب پایہ و مایہ  
 و بصاعت و سرمایہ تو را بگفتم۔ میدنی کہ خویشاوندان او مردمانند۔ اگر بگنند کہ  
 خواہر شان بغیر مایہ تاز خود شوہر کردہ۔ دیگر برویش نگاہ نئے کنند۔ و شاید بچہ بقصد  
 او و شوہر بخیزند۔



گر واک میں عثمان راہیں از وقت ہما مکر وہ بودم است و اما کم مکر  
 ایمن فرودے سخت و ہند خط و دست مردان اسب فصاحت راست  
 عثمان کریم مگر از حسب و نسیم در وینا کس نیست کہ مای ابارت شایر  
 از اقصائے سین تا حد و عراق کہ از نہایت دریائے عمان تا عین حرات  
 قحجاق اجم معروف و مشہور است۔

پیرہ آن . . . خوب . . . پدرت کیست ؟  
 من . . . پدرم سے پوچھو تو اگر . . . بیشتر از یک قبیلہ و ایرانی ہر  
 تینش گذشت چہ را شہا کہ نتر اسکید . . . وچہ و نڈا ہما کہ کند  
 کیں دم در کشید . . . و شجرہ کنسی برائے خود ساختم کہ اگر از نژاد پاک  
 تبار تا بانگم میخوای . . . مرا بگردید . . . خواہ بالو . . . خواہ بلا و اثلش و خواہ ہر کہ باشد . . . حد  
 علو حسب و نسب بنوزک پامیم نے رسند . . . خون پاک عربی در عروق و اعضا  
 روان نیگا گنم از اعراب منصوریدہ و یا نجد عربستان . . . شاہ اسمعیل صفوی مارا  
 از آنجا کو چانیدہ در بہترین ناحیہ ایران نشاند . . . تا کنوں ہمیں سوال استیم  
 نیگانان دیرشم استرین خرین ما دیان از قبیلہ قریش وینی قحطان بلا واسطہ  
 بسلسلہ نبی ہاشم بند و بخط مستقیم بذریعہ نبوت ہم پیوند . . . خلاصہ بامبارک  
 ترین خون اسلام ہمدم و با قدم ترین سلسلہ ہم قدم۔

پیرہ زن . . . ما شاء اللہ ! ما شاء اللہ ! ہم سیادت در حسب و ہم شہر  
 یارے در نسب . . . درین باب این قدر کافی است . . . اگر تو چینی خانم نیز چینی  
 سے خواہد . . . اگر نایات ہم بقدر پایات باشد ہے سعادت۔

من . . . اما مایہ ام . . . اگر نقد بسیار در دستم نیست . . . عیب نباشد کہ نام تاجر  
 نقد بسیار در دست نگاہ میدارد ؛ بلال کہ در ہر جامضار بہ کاراں دارم کہ  
 مال مرا بلا دستمے اندازند . . . و در وقتش سرمایہ را با سوومے پردازند . . . حویرہ  
 و دینا ج و مخلم از طرف خراسان سے رود . . . و پوست بخارا میآورد گمشدگان  
 بانقو و من و سحاب و سورہ مشہد تجارہ شال کشمیری و جوان ہر ہند گماشتہ اند قدک  
 و کہ یا سم در ہر حال با مہرہ معاوضہ و مال مہدی کہ از بصرہ خریدہ بجلب

فرستاده ام - با پوست بره و شالکے مساوی و مال مندی کر اولی و خوردہ علاج  
 اگر سخت مقدار کم یا بخوابی کتھے فرض کن پخت و کتھے پر نذر و زردی  
 پر خوش - و خوش بران واد - اگر شماراں میدان میمان آخبر سے توانی - و اگر  
 خود دانی - درستی و تحقیق بسیار که کتھش کتھے افتاده که اگر مال و مناسکش  
 با فراغ آرو - خود و برادران و خانواده و مال و دارالش را و اگر طالب حیرت عوط  
 در گذارد

حیره زن - حالت نبرد است و فحیده شد - کار سے کہ با قدر جو نر عالم هر  
 و محبت است - و در اول شب در سر کوچه باش لایه اش لایه سے جو هم - که با شکر  
 لب پر پیونزی - اگر دل خودش بخوابد کتھے مانع نھے تواند شد - اما اگر چه کتھانی  
 است - نصیحتے ماورانه تو میکنم - تو هم فرزندان قبول کن - بزرگ با سر سیر بخور  
 نه با پییر - و دیگر از بیچ راه دلتنگ مباحث - که خانم بسیار نرم خوست - خدو ندر  
 موافقت ستاره و سازگارے طالع که امرت کند چون این بگفت من و مطلق  
 بمشش نهادم - او آهسته آهسته بر رفت - و من با فکر بایه عریض و  
 عمیق در زیر سر و با اندم -

آقاییدار بخت خاں

# گفتار شصت و نهم

ملاقات حاجی بابا با شکرلب و ترتیب ازدواج ایشان

و لذیرد خاں چندان نمازم رہمانا فرض ترازان کار بودم ، برائے اظهار  
 تشخص لباس و بولائے ابراز حیات نقدے - از آن گذشته برائے پسند  
 خاطر خانم - حمام و وضوایله لازم بود - و عطر از آن لازم تر و در راه خود ستا ہوا

مجھے کہہ دوں کہ سماجی بلائیں ریش پرست - فرق دیوانہ و عاقل بلا باز نمودی؟ اے جناب  
سید مضموری! اے ہاتھی نسب! اے قرشی حسب!

سعادت بخت و نیروئے اقبال را فکر کنناں بکارواں سرا برگشتم چه دیم  
عثمان آقا در یک گوشه حجرو مشغول مژدن سوو ہائے سوو اگر می درگو شد  
دیگر دو بستہ چو قہانے بندہ بدعائے دوستاں موجود - این حالت نلت  
با آن حالت رفعت - کہ در سر داشتیم چناں بر من تاثیر کرد - کہ بے اختیار باو کردہ  
اظہار خود فروشی کہ ہرگز نکرده بودم - انمودم - و بنیدانم - کہ عثمان آقا دریافت  
یاند - آناہیں کہ گفتیم - اموالم را ہمہ گردگیر - و پنجاہ تومان قرض بدہ - منجیب  
ماند -

عثمان آقا - فرزند! این حرفہا یعنی چه؟ این قدر پول این قدر  
تجیل - دیوانہ شدہ یا تمار یا ختہ؟

من - نہ دیوانہ شدہ ام - نہ تمار یا ختہ ام - بخط و ماغ ہم ہم ترسانہ ام - ہمہ  
کس بعقل و ہوشم آفرین سے خواند - تو حالا پنجاہ تومان را بدہ - بعد از آن تفصیل  
را بشنو -

چوں قیمت اموالم را میدانست و دریں معاملہ ضرر سے بنیدید بے مضائقہ  
حاجتم را روا ساخت - و بے "عذا نگہدار" سجدائش سپردم فی الفور سر و تنے  
آلاستم - بجمہ رفتہ - مثل آدمی بزرگ از حمام بیرون آمدم -

بعد ازین مقدمات وقت مہر و رسید - بالکثرت اضطراب و قلت  
شباب - بمیعاد مہر و دستاخم - پیرہ زن در آنجا حاضر - باحتیاط تمام ہیں  
سوئے و آل سوئے نگران در پٹہا نے - از درے کو چک ہا ندر و ل  
طبا بندم -

از وضع خانہ خوشم آمد - ہر اے شے اینکہ مال خود سے پیداشتم یکسر باندوں  
رتقیم - چو آکہ بعد از مرگ شیخ در بیرونے باز نمیشد - چناں باحتیاط تکلیف  
و تکلف بکار سے رفت - کہ گویا شیخ زندہ است از در کو چک بچا طے کو چک  
وا از پلہ حیاط کو چک بالاٹہ بردہ بردہ منقش بالا کرد - و مراد رکش کن برد -

روشنائیش عبارت از یک قندیل ایسا پیش عبارت از چند زوج کفش زیاد  
تا آنوقت از چار و دو تہ رفتہ بودم۔ پیرہ زن مراد آنجا نشانہ و خود برائے خیر  
و ادن بیانورفت۔ الواح واقسام صدائیں شہیدم والبتہ صدائے صاحبان کفشہا  
بود۔ کفشہا و چشمہا نے صاحبان کفشہا نے از پشت پنجرہ بمن دوختہ بود۔ و آخر  
از کج کفش کن درمی باز شد۔ و پیرہ زن مراد بدخل اشارت کرد۔

بہرچہ بیشتر رفتم۔ طپش قلبم بیشتر شد۔ دست و پائے را جمع کردم۔ سو آمین  
و دامنے فراموش آوردم۔ با احترام تمام داخل اطاق شدم۔ یک صبح  
بیش روشن نبود۔

اطاق را دیدم۔ آراستہ و پیراستہ۔ فرشہائے نفیس گسترده روپوشہائے  
فاخر۔ پردہائے حریر۔ و محبوبہ سر تا پا مجھو بہ بچن چشمان یاسہ۔ کہ چشمان آہواں  
خطائے مے ماند۔ چیز دیگرش پیدا نہ در گوشہ پہلوئے پنجرہ نشستہ بادست اشارت  
کرد۔ کہ بنشین۔ گفتم چہ بہ ازین کہ من بندہ وار در خدمت ہ  
مگر بہ بندم و تو شاہ دار بنشین

بعد از تکلف بسیار کفش ہا را بر آورده و در برابر وے بہ دو زانوئے ادب نشستم۔  
آں قدر چم و خم و قرو و فرو لا بہ و نیاز بکار بردم کہ حال دقتی بیادم آید۔ خندہ ام  
مے گیرد۔

مدتے دراز رو بروئے یک دیگر نشستیم۔ و بجز الفاظ آداب و رسوم ہرے  
بمیان نیامد۔ ناز نیمہ بجا شدہ کہ کنیز کش بود اشارت بہ بیرون رفتن فرمودہ  
و بہ بہانہ برواشتن با وزن پردہ از رخسار کجیٹو۔

کہ شد از طلعتش روشن در دام	تو گفتی گشت طالع آفتاب
بتابد آفتاب ندر دل شام	بخود گفتم شکفتہ را ندیدم
ہمہ چین و شکنج و حلقہ و دام	دو زلفش از سر پاتا سر و دوش
ندیدم سرور از سیم ندام	ندیدم ماہ را از سر و گرد و دل
مژہ برگشتہ ترا از خنجر تمام	نگہ دلروز ترا تیرہ ستم
نباشد چوں و پائش غنچہ بسام	و پائش غنچہ را ماند و لیکن

برقش بر سر کوهی است چو بر سر کوه دستان اسقام  
 در آن یک شهر زنده دل زلال صدف یک ملک توتی کار برام  
 این اشارت است یعنی برداشتن پرده اشارت حرکت تکلف بود اشارت بر سر  
 که پیش من کجوه افتد بیخداوم در ایام الهی اشتیاق در توتی و سلیقه نیست که هیچ  
 سلسله شکر و شک نماند از غلامی و صبر تمام کردم خلاصه برده مشغول که با آن بود  
 غیب و لال متعدد و خود بله اقبال نماند و صاحب داشت و بسے بزرگداشت که در  
 الفاظ در رفتار و مساز و محرم باز خویش ساخت

گفت عالم خواب است و دلم بی تاب امان از چشم بر که مراب توه آورد و است  
 و او عالم را پریشان نموده از تو چه نیال به او ائے ارشاد مرموم شوهر و بر ائے همیز  
 خودم که در حقیقت کلی است - جمعه انبوه بر پیش و لیم افتاده اند - نه وے که کم مانده  
 است - دیوانم کند خویشا و نراخم هر یک را گو یا بر من حلقه است - مرا هم جو وے  
 از مال و منال خودے شمانند - بجز فائده خود چیزے بنظر نئے آرداگر شوهرے  
 بر ایم بچیند - مثل این سے جو بیند که جو الے لشم را با نسیله جو معاوضه کند - یکے از  
 پس از آن برادر شوهرم قاضی است سے گوید که بموجب شرع اگر از اقرباے میرت جه  
 خود را بروئے زن وے اندازد - اثبات حتی مانند حق شفعه بدوے سازد -  
 دیگرے از خویشاں شوهرم مدعی است - براینکه - بایں همه ارشاد تو را حق نیست  
 و مرا میخواد برافه کشد -

خلاصه از این ناملات و لنگ و دلخون و برائے آسودگی و راحت بے تاب و  
 آرام برائے خلاصی بجز یک راه پیش ندیدم یعنی شوهر کردن خداوند تر ابراهیم خدا  
 اکنون گوید و بجز اشکالے نمانده باشد -

پس الزل گفت که همه اسباب از دواج حاضر و آماده است - اگر راضی بشوی -  
 اینک قاضی درال اطاق حاضر - و از جانب من وکیل - کافذ عقدر تمام کند -  
 منکه حاضر این شتاب نمودم - مانند سیکه در میان زمین و آسمان معلق  
 باشد - دلم به تمیدن آفازید - اما برندی بگم کردن دست و پا بمناسبت مقام  
 اظهار مهر بانی باو عشق بازی هائے خوش آید نمودم -

پس ان کے قریب لوگوں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ وہ قاضی صاحب کو وہاں سے  
اچھڑا کر اسے اور دو دو تار وغیرہ لڑکھنوں میں لے کر تھام کر زمین پر آگے  
جاری ہوا موالی صاحب نے ان کی خدمت و تعظیم میں پرسید کہ صاحب اس جہاز پر چند  
مہر لیں وہ چند مہر لیں سے دی۔

من خود را دین کشیدم و بر اسے بہتر از آنکرا لشد یہ میر و زین دادہ لودم  
فریدم کہ سرایہ تاجران محمد تقدیست سخراہ است۔ سوال ہم عدل ملک و مشہور  
آیا از خود یا بناخدا۔ برندی گفتم۔ منم اموالم را سخاٹ سے بخشم۔ اگر او نیز یہی کہد۔

قاضی :- اس سخاوت ان کے باقر اطاعت و لافراطولہ تقریباً ہوا چیز سے نقد  
ازین ماہم باید۔ مثلاً تو دراستا قبول چه قدر مال داری۔ ازین ہر ماہ عدد البتہ باقی  
کم زیادہ مستند نیامدہ؟ آنچه اینجا از نقد و جنس داری۔ اگر بقبالہ سخاٹ ان قدری  
کافی است۔

گفتم۔ اس طور باشد۔ یہ بیٹم :-  
پس مانند کسیکہ در پیش خود حساب میکند۔ قدر سے بہ فکر فرو رفتہ گفتم جو لیسہ  
صد و وہ تومان نقد۔ پنجاہ تومان ہم جنس۔

ازین سخن در میان قاضی و زن شروع صلہ شد۔ قاضی خبر برد و بعد از مکالمہ  
مختصر خبر ترتیب و تنظیم کار آورد۔ و بارضائے طرفین قبائل مہر تمام شد۔ و کیلین  
ایجاب و قبول۔ صیغہ عقد را باآئین شرع شریف محمدی اجرا نمود۔ و انا الطاہر و  
جو انب صلا ہائے مبارک یا بلند شد۔

اہرت عقد بندی و النام و احسان خدمتگاران۔ سچ یک را دیدیخ نمودم۔ و  
بجائے اینکه بروم۔ و در پیش چو قہائے خود خرخرہ عثمان آغازالاشتریم۔ باوقار جری  
مؤقر و باہیبت بیخیہیب در لحاف پُر پرتو۔

آقا سیدار بخت علی

# گفتار شصت و نهم

بزرگ شدن حاجی بابا از چوپان گری

و برین روز حمت افتادن او از شهرت فروشی

دیدم - سخت گیر افتاده ام - یکے از حکمائے چمن از روئے بصیرت گفته است  
که اگر کار خوردن مخصوصاً جفا نیدن پانہ ولذت کام بودی - هیچ به از خوردن بودی  
و ہمہ کس در ہمہ وقت بخوردن برداشتندے اما معدودہ وسائر آلات مفہم - بلکہ تمام  
اعضایا در آن دخل است و بر نیک و بد آن حاکم - زن گرفتار نیز ہمیں حکم ناخوارد - اگر  
زنان شوقی عبادت از جمال بوس و کنار بودے - چه خوش بودے اما سازگارے  
خویشاں و ترتیب منزل و مکان و سائر کارہا نیز ہست کہ سعادت و نیکت کار زنان  
شوقی بیان ہا واجب ہے است - و نیک و بد آن از اسبابا لستہ میشود -

بجواب نواز لہذا از نکاح حلیہ حلیہ از حسد و کینہ خویشاوندان از بہر سو و خویش علی الخصوص  
از حرکات پر فتنہ و تشویش ایشان چنداں افسانہائے در ہم و بر ہم شنیدیم - کہ گمان  
کردم لیو را رخ کر دم افتادہ ام - مصلحت آن دیدم کہ کیفیت عقد را در پیش برادران  
بہ احتیاط بچنانہم - چه شکر لب میگفت - ہر قدر این عقد بموافقیت شرع است  
اما مطابقیت ایشان ہم شرط است - مخشال دور دارد و تو انگر ندو لقبدر  
قوہ امکان بدوستی و استمالت ایشان باید کہ شدید -

اما از راه پیش بینی بہ ہر سوئے آوازہ پراگند - کہ با سوداگرے تو انگر تعدادی  
سرتاشوئے دارد - و بریلے از برادران بوقوع واقعه اعتراف نمودہ سر را زلا بچشود  
و برائے آفتابے نمودن این کار ساختہ خواست و لیمہ دہر و بہ بیگانہ و خویش نہاید  
کہ چو ندوی کامل است نہ سر سر لیت -

من نیز ازین تعصیہ خورسند کہ بایں واسطہ تو انگر شمر وہ سے شوم بتانے  
 تخیص را از گرفتن خدم و حشم با عہد اور مہائے مملکت نمودم چو قہائے خانہ لالہ  
 کردم۔ فنجانہائے قہوہ بالعلبکی ہائے منقظ و مطلقا و مینا کاری خریدم۔ و  
 برائے نفس خود دوسہ تائے آل را مرصع و مجوہر ساختم۔ بعد از تصرف عیال از  
 مال شیخ۔ کفش را در پاؤ پوتینش را در بر کردم۔ رخت ہائے مرحوم دیدنی  
 بود۔ یک صندوق پیراز قبا و پوتین داشت۔ بقول بیوہ اش مہد ابرائی است  
 پیش مہمانی خانہ را آراستم۔ و پیراستم۔ بادلاک زادگی ذاتے آل سر و وضع  
 و صفائے کہ بر خود گرفتیم۔ ہما تا مرا آدمی بزرگ سے نمود۔

ایں را ہم بگویم۔ کہ پیش از مہلنے بدین برادر ذاتاں رفتیم اگرچہ در باطن  
 مضطرب آنا ہمیں کہ با سب ریاضی مرین شیخ سوار شدہ و خدمت گاراں  
 اطرافم را بگرفتند۔ دیدیم کہ ہمہ تہواضعم می ایستند بے نہایت خوشنود شدم  
 از شبہہ اسب بر خود سے بالیدم۔ کہ بر اکب خود سے نازو۔ از سواری خود و  
 پیادگی و بگراں غرور کناں چشم جائے رانے ماند۔

گر بدولت برسی ہست نگردی مردی

الذلائق ملاقات ہم سفرال و ہم شہریاں راہ بگردم بود۔ چوں آناں را باں  
 لباس ہائے کثیف کہ باسین و کلاہ ہائے لند نمین و کپو ہائے بے جوراب  
 و خود را باں لبامہائے لطیف حریر عثمانیاں سے دیدم۔ گمان میکردم۔ کہ آناں  
 بڑے بزرگ کردن سن آمدہ اند میدانم۔ آناں ہی شناختند۔ یا نہ۔ اما من از  
 دیدارشان۔ رے بے مانتم۔ والتجا بسایہ ممامہ و عبا و خرقدہ و رے خود  
 می بردم۔

نتیجہ زیارت برادران زن بہتر از ما مولد شد۔ میدانم چرا برادران زمان از پویندم  
 یا ایشان با اسندن دانہہ رنجہ سندی این معنی را نایہ مہا ہات را فخر خود دانستند  
 چوں بازرگماں بودند۔ چہ نصیحت ایثاں در سردا و دستد و سوووزیان شد۔ من  
 ہم بگروہ ایثاں رفتہ کلی بودن سرمایہ را خاطر نشان ساختم۔ تا تک تلفت بودم۔  
 کہ در خشکے تبارت حرف نامہواری بیار نیادوم۔ آناں از تجارت لچادو۔ و مال



بصرہ و متاع عربستان و حاصل منہرستان سخن می گفتند۔ و من با جواب ہائے  
متعارف و متعاد بجز جزئیات و تحقیقات نے پر ختم تا مبادا از بے اطلاع  
رہا اگر دم۔

بعد ازیں دیدن ہا کار سے دیگر ماہ۔ یعنی اطلاع عثمان آغاز سعادت حال  
خود و دعوت سے بھائی کہ آیا بکھم یا نکم۔ در ترود و بودم۔ چہ از افتادن بخیرہ ام پر سے  
کار سے ترسیم۔ و با آنکہ عثمان آفا سکوت محض بود۔ عاقبت رایم بدیں قرار  
گرفت۔ کہ با وزیر اہم تداو بکھم۔ بالفعل یا ادم ترک مرادہ را نمودہ تا در جائے خود پائے  
خود برجا نام۔ و رفع ہر نوع بیم و ہراسے را از خود کردہ باشم۔

آقای سید سبخت خاں

# گفتار ہفتام

خود نمائی کردن و بسلا افتادن حاجی بابا  
و شکر آبیش باشکریب

بھائی یاد بدیہ و فلسفہ انجامیدہ۔ شخص و تو لم را دلیلی کافی و وافی شد۔ پس با  
اطمینان از حال و کالہ بدوق و صفا شروع کروم چنانچہ کشتوگی در خانہ و سفرہ داریم  
نقل مجالس گردید۔ و لے در باطن ازیں خود فروشی در سایہ زن ہمیشہ مخرون و دلخون۔  
دیدم موضوع اختلاف منجم بان مسدہ لورک شیرے و پیرے کہ مالیشہ گفتہ بودہ  
غیر از آل ہم موضوع بسیار وارو۔ بارہا گفتم۔ کہ شیخ چہ قعد آدمی حلیم و سلیم و  
مردم بودہ است۔ کہ در عمر خود بازش تنہا در یک مسدہ اختلاف داشتہ۔ اما من  
دیدم ہر مسدہ کہ دو شق تصور سے تو ال کرو۔ بازن تازہ ام۔ ہر یک طرف دیکر

کے کہ قسم  
خلاصہ ملے خواست کہ ان کی ساریت ہم کہ از دولت دست ہی آریہ نگہم  
یہی ہم شہر ان کو فروشی بردگی کردہ ہاشم۔ وہم تعجب نشان آغا با

یہ قسم  
گمان کہ ہر چیز کے خود قرار خاطر بود۔ با تو اسے نفس بے تاب شد و گلاں  
مابہ ترین رخصت ہائے خود را پد شہدہ بہ بہترین اسب سر طوطی شیخ بیوار ششم۔ و  
بالو کران خود در وقت از دعام بہ رخاں دالہ کہ روز اول بہ شغل چوپچی گری آرد  
یوم ششم۔ در وقت دخول از اول۔ کسے مران شناخت۔ و ہوا کے ایک کوزہ آرد  
ہم۔ کوزہ ہم کو دہ۔ سراج ممشان آغا را اگر قسم۔ پہلا ہاشم در سخن کارواں ہر جا ہائے  
ایرانی انداختند۔ ششم۔ بہترین چوق ہائے آغا را چاق کردہ ہر قسم داد و عثمان  
آغا بیاد۔ مران شناخت۔ و در گوشہ سجادہ با کمال ہشت۔ چوں در صحبت کتو  
شد۔ قدرے تعجب نگریستہ بہ اختیار گفت۔ بحاسن پاک پیغمبر کہ تو حاجی بابائی  
غیر اوستی۔ و شروع کرد و بخندیدن۔

پس از اندکے گفتگو حکایت حال خود و قائدہ پنجاہ تو مان را بیان کردم۔ اما  
عثمان آغا بحکمہ تخر بہ و کار آزمودگی ایں حال را بغال خیر۔ گرفت۔ چوں ہم شہر ہم  
دیدند کہ در زیر آں مہامہ بزرگ و در میان آں پوستین فاخر بجز حاجی بابا کے دیگر  
نیت و چو چہا و ضد متنگاراں از دست۔ رگ غیرت و حد ایصال بجرکت آرد  
از بدگونی و بدخواہی خود داری نتوانستند۔

و انتم کہ خطا کردہ ام۔ اما کار از کار گذشتہ بود۔ خواستم بیک شیوہ از میدان  
ایں خطہ بچم نشد۔

کیے گفت حاجی بابا پر دلک کہ میگویند۔ ایں است! گور پدرش شاشیدم۔  
مادرش را گائیدم۔

دیگرے گفت کہنہ اصفہانی خوب کردی تو ریش تو کان ریدی۔ ما بریش تو ریدم  
مہامہ گندہ اش را بہ میں۔ شلو اور فرانش را باش۔ چوق و دازش را ہما شاکن۔ بابا اش  
ہم ایں ہارا در خواب ندیدہ بود۔

ہم شہریان بایں سخاں سزائش و آشوب کناں - من پر خاستم و پروئے بزرگوار  
خود نیاوردہ سوار شدم - واز میان آن شور و آشوب بیرون رفتم -

اول قدرے فحش بر آناں دوام - بعد ازاں بخیولش باز آمدہ گفتم - خوب فلان فلان  
شدہ - و بیک کار داشتے - بکجش کہ سزائے تو است - چہمت کو ر شود - بمرگ  
حسن دلاک کہ خوب کردند - بلکہ کم کردند -

سگ فریزہ زینچہ گرگاں باسلامت یقین بدال نرید  
شہری خام از کف کرداں پیش از دزدی و کتک بچید  
کہ روز کہ تو آدم بشوی - ہیئات ہیئات !! ازیں غلطہا خیلے باید مکنی - و خیلے  
ازیں نان باید بخوری تا عقلت بسر آید - ایں ریش را چہ وقعتے کہ از کدوے ہتی  
آویزاں است ؟ جلدی است بے خرما - مگر سخن آن خردمند را شنیدہ بودی  
کہ گفتہ است :-

رفت کس نہ پسند کساں جز پر دار

بایں ذکر و فکر خود را بخانہ رساندم و بجرم خریدم - بلکہ با استراحت تلخی و توشی  
ایں آشوب دشوار قدرے فراموش گفتم - اما اشتباہ کردہ بودم - بلکہ کامم  
و چونداں شد - شکریب متبرکے کہ جن پر پوستینش نتادہ باشد - برخواست - کہ آغا مہرعل  
مرا بردہ - میخواست لباس درست بچوچال بے مزنی برد - کہ خواستم داغ دل ہم شہریاں را  
ازو بردم - زہر دل سموم را باوریزم - چہ بسند و دہان کشادہ آنچہ بزبانم آمد - گفتم  
چنانچہ سراپایش با خلعت دشتنام و ناسزا راستہ شد - بگور پررنگ آنال  
و بلکہ پیغمبر تو برود بشاند - بیایہ ہیں کہ سببی زہم خوباں آتش دل ازہر پیشہ  
مازندلان شمناک تر و در نہ تر شدہ است -

شکریب اول متعجب از ترس بگوشہ تنہا پر و پس از آنکہ تیرہاے ترکش من فرود کشید  
با عیال شہ بمرق وار - و کزبان مردم شکریب - رہے من آورد - و وہاں بکشد - نمیدانم  
آن سخاں درشت باں دہان کو چاہے چگونه بکشد - طلاق لسان او بزبان مالیتہ  
اطلاق نمود و اطلاق زبان نمایند - بان کزبان اطلاق کرد - حاصدہ علی الاطلاق ہر از  
لئے ہمیشہ پاداری را حمال دیدم - فتنہ چنان بزرگ شد کہ در اطاق جائے نماز - لازم

آمد کہ من جائے خالی گنم کہ

یا تو یا شمی دریں سرا یا من  
برادر یا بد ندیدہ معلوم شد کہ آل کنیز گان تختیچہ دین شیریں سخن انڈال جواری ولولہ لڑ  
مکنو نہا کہ قرآن عظیم الشان بجا وعدہ دادہ نمودند۔

پراگندہ خاطر پراگتہ دل  
سرا گندہ و خستہ و مضعل

بالتفصیل تمام آں روز خود را با طاقے کشیدم و آں ہمہ سر و سامان بیک کردار  
بیجا باد فحال رفت۔ شومی در دو غم گریہاں گریو و سخت عملم پائے بیچ شد۔  
دیدم کہ اگر بہ پیش انڈال دروغ گوئی ناچار شوم۔ کار بجائے بدی کشد با لمرہ  
خواب مے شوم۔

با خود گفتم کہ اگر دروغ نہ غتہ بودم۔ ز غم ہر چہ خواست داد و بلے داد و کیند  
چہ مے توانست کردہ کاش انڈال دروغ نہ گفتم بودم۔ اکنون چہ خاک بر سر بریزم۔ کہ  
با دروغ گوئی بستہ شدم آں ہم با سند و قبالہ در پیش مردم نامم بد و رخ زنی و فتنہ  
سازی علم آمد۔ آں ہم با مضاد با لجل۔

## گفتار ہفتاد و یکم

بروز تریور حاجی بابا و طلاق دادن شکر لب را

شعبے تبدیل اندر نیم و آہانگ سبج، پڑہ برہ، ندوختہ۔ با ملا وال ہنوز بقدر  
یک ساعت بخوبیہ۔ ز صدائے خدمت کمال لیدر شوم۔ کہ در زوہ گفتند۔  
برخیز۔ بردن زنت با جمع بر این تو بہ ند۔

اولا بلے اختیار لرزہ ام رزنت۔ چنانچہ تاب تو نہ مانند۔ نتیجہ دروغ گوئی مجسم شدہ

در پیش رویم سخن می گفت. بخیالاست چند هر یک از دیگر بولنگ تریه نیم راه یافت. پانجم که هنوز درس مشهد را فراموش نکرده بود. بخار خارا افتاد. در آخر با خود اندیشیدیم که شکر لیب زخم باشد. هر چه می شود. بشود. گیریم که لقمه را آنچه گفته ام تو انگر نبوده ام. مغتبا این است کار سے کہ ہزار کس پیش از من گروہ ہنہم کردہ ام۔ پس گفتیم۔ چھوٹو وقہوہ حاضر کنسید۔

رخت خواہم را بر چیدند۔ دا ز ایناں یگان یگان آمدہ بر روئے من نشستند  
دستہ ایشان عبارت بود از دو برادر زن و عم و عموزادہ و یک نفر خیرہ نگاہ کہ ہرگز ندیدہ  
بودم۔ خدمت گارال نیز در مقابل صف کشیدند و در میان ایشان دو نفر بزن بہادر  
سبیل چھماقی نیز و گنگ بدست استادہ قیقاچ بود من نگہ بستند۔  
غیلے کو کشیدیم کہ از اظہار امتثانی، از تشریف آوری ایشان و بیگناہی و صفات  
دساگی خود بنمایم۔ آبا بچخان معلوم جواب ہائے مختصر دادند۔  
پس از سفارش قہوہ برائے دستہ من قصود روئے بہ برادر زن بزرگ نمودم  
کہ انشاء اللہ مکروہ و ملائے نذارید؛ سخت صبح زود سے مارا مشرف فرمودہ آید۔  
اگر خدمتے ہست بفرمائید۔

برادر بزرگ را بعد از اندکے تاہل آفتت :- حاجی بمن نگاہ کن۔ تو مارا سادہ  
دسند کہ گیر آورده ام حق بے شماری، فرمیدانی؟ یا این کہ خیال میکنی۔ رہیسمال را بدست  
تو دادہ اند۔ تا بد بخواہ خود باز کنی؟

من :- اینہا چه ذمائش است۔ آغا جان۔ من کیستم و چه کار دام۔ من خاک پائے  
شماستم۔

بلند کویک :- چه کاره؟ چه طور این ہمہ کار البیرو دم می آورد؟ عجب چه کاره  
کہ از بعد از برخیزد۔ بیاید اینجا مارا مثل میمون بیازاند۔  
من :- ادھر۔ ادھر۔ این چه حرفہاست؟ مگر من چه کردہ ام؟ انگر بایند۔ شمارا  
بجدا راستش را بفرمائید؛

عمور ریشش رگرفتہ :- یکیش خودت یک شیاد و در بدر سے قصہ بیتیوانی  
کرد کہ بہ مردم چنین ہرزہ بخوراند و بگوید۔ عافیت باشد نہ نہ۔ ما این بے ادبیاں مارا

ہضم غمے کہنیم۔

من : محو جوان ! چکر وہ ام ، بھجان : من بگڑ  
 بلاد بزرگ : ہے بنیادی تو دلاک : زادہ اصفہان آمدہ نے از خاندان بزرگ  
 گفتی و ماہ افخار شان شدی ؟ نہ ۔

یا : بگڑ : گراں سے کئی کہ مانند لالت و لوتی با ما شان ہمہ ہا دارد ؟ نہ  
 عمور با تہزاد : بچیر - حاجی تاجو سے است بزرگ - ابریشم و حوریرش از بخارا  
 بیاپوست میآورد - شالی ایش از کشمیر و لاہور خواہد رسید کشتی مالیش  
 روئے دریا بانے چین و ہند را سیاہ کردہ است -

عمو زادہ (بارش ہند) : دلاک زادہ یعنی جیہ ، است خضر اللہ تراشہ کتندہ ویش  
 و اگر خدا بخواد - ہم از صلب پاک نبی ہاشم و یا عربہ نصوری کہ ایار سے لالت  
 حب و لب اوست ؟

من : اینہا چو حرف است : و این فرمایشات چہ را و چہ معنی دارد ؟ من اینہا  
 رائے فہم - تا ایوں دیدم کہ زبان نزدیک است لطف نبدین - گفتہ : اگر عرض شما  
 کشتن مراد است ، بکشت : و این طور پارچہ پارچہ پوست تم را کفید -

خیرہ نگاہ دکہ آ آنگاہ خاموش بود : - باواز مولناک بصدکہ آ کہ مردکے بے شرم  
 بے ادب - من راست و پاک باتو میگویم و تو از آن خبیثان نیستی - کہ ثالثہ زندگی  
 باشی - اگر ہمیں حالہ داعیہ میں نکاح را از سر بد بختی وزن را اطلاق ندہی و از میں خانہ  
 و اسباب چشم پوشی - یک دقیقه مخہ کشد اشارت بسبیل چہ اقبال ، کہ این جوانان  
 را کہ سے منی - شمرہ از گروہ ات ہر دن سے کہ شہد - ورت را مثل ہم کنجشک از ہر دن  
 سے کنند - من آنچه باید - گویم گفتہ - اقی ، تو خود دان -

پس وہاں ہمہ حاضران گشت و ادا سے نہ حساب و لے ۱۱ و ۱۲ از جناب ہزار  
 راست ناکواری نہ لبتہ نہ ۔

چوں فرصت طردنہ زند شتم - آسودگی فکر کردم کہ شات و شونے  
 خرق و ہم -

بچیرہ نگاہ لغتہ : خوب آغا تو کہی تو کہ : ہ : نما : مرا بجانے رگ میگذاری

ایک دفعہ ان دنوں میں اندر دھکا اور دند۔ خانہ خودشان است۔  
اما تو را کجائی بداند؟ برادر سے کہ محمود و حضرت را گرفتہ ام۔ در خواہرات  
را۔ تو چہ کاره۔

خیرہ نگاه در خود بہتان بہادرانش مثل شیر تریاں بر من نگران، گفت :-  
مے خواہی بدانی کیستہ؟ از ایشان کہ آورده اند بہ پرس من تو کہ پادشاهم ؟  
دانشم کہ محنت است۔ و خیلے تیز۔ حساب کار خود کردم و بانہ می و خوشی  
گفتم در صورتی کہ فرض شما بہ مفارقت است۔ چوں موصلت شرعی شدہ  
است۔ بارے بہلت بر مید۔ تا بحضور حاکم شرع برویم و مفارقت ہم بر وفق  
شرع شود۔ ما مسلمانیم و پیرو شرع و قرآن بنظر م کہ شما ہم از حکم قرآن سنجیدہ بنا  
و انکے از کجا کہ زعم دیاں باب با شما ہم داستال شدہ۔ و میل جدائی داشتہ باشد  
من اول بہ پے او میفتادم۔ او بہ پے من فرستاد۔ من خانہ او نئے دانشم۔ اول  
بخواند آورد۔ از مال و منال و خانہ اش خبرے دانشم۔ این کار تقدیر و قسمت  
است۔ اگر تقدیر و قسمت معتقد نیستید۔ زبے مسلمانان !  
برادر بزرگ :- در باب میل شکر لب۔ خاطر جمع باش کہ اواز ہم  
تیسرے میل تر است۔

بازہ برخواست کہ بلے بلے۔ شما را بخدا۔ دست بسرش کنید۔ برود  
گم نشود۔ پنجاہ۔ بلکہ بیشتر از این قبیل سخنان از طرف اندرون بگوئیم خورد۔ رو بہ  
اندرون نمودیم۔ دیدم فوج کنیزان ہمہ چادر ہا یک شاخ۔ عالیہ علمدار شکر  
لب بہ دار کل۔ گو کہ این سخنان تلخ از آل لب شیریں بودہ است۔ کہ برائے  
مرا بدہ کار تجدیداً بنا خواستہ بودند۔ دانشم کہ شدنیہا شدہ است۔  
کشور من تاب این سیاه نداد

من غریب و در دیار غربت و آنال مردمان غریب زیار نہ ہوادار۔ بجز پسر  
انداختن و تلخ را شیریں خوردن چارہ ندیدم۔ از جائے برخاستم کہ حالاکہ چنین است  
چنین باشد۔ در صورتی کہ او مرا نے خواہد۔ منہم نہ خوش نہ مالش۔ نہ خوشی  
نہ پیش ہیچ یک را نے خواہم۔

محی طالق طالق طالق طالق طالق طالق طالق طالق طالق طالق  
 اما این دایم بگویم که آنچه شما می کنید در طالق طالق طالق طالق  
 بودم در فرنگ خان باین به ازین حرکت که در این طالع است  
 که بنکر خدا در مولا می رسد. کس که در طالع طالع طالع طالع  
 الذین ظلموا ای متقلبین یقلبون  
 این آنچه آیات و احادیث مناسب از بروا شتم بعد از نماز دوم و ششم کن  
 برین کردم که فالذین کفروا قطعت لهم شیبات کن نماز بیست و شش  
 فوق هر دو سهد اکھیم بصور بدمانی بطور ششم و الجلود و لیسهم مشاهد  
 من حدید کلمه امرادوان میخروجوا منها من شمس عبدل طایفه او در طالع  
 عذاب المحولین -

در آخر برخاستم و با غیظ و غضب تمام بیان اطلاق کرده و کس از مال فکر  
 لب در بوم بود. انداختم - و باین زنده خوانده بودم که ختم و با نصب  
 نظار گیاں دم در آده گفتم - تف بکله پدر هر چه منافی است - سنگ گورد  
 پدرشال بشا شد و بیرون آدم -

# گفتار مفتاد و دوم

واقعه که در کوچه روسه داد

واندک اندوه حاجی بابا را کاست و بسوزی

و دلدار می عثمان آغا و اندرز دادن و سله و را

تا ویری در کوچه تندتر شتم بے آنکه بدانم بجای دوم این قدر غم و آزار



در لغز مبلوہ گریشد کہ کم مانده بود و دیوانہ شوم - تا انیکہ بلب دیدار سیدہ خیال کردیم - اگر خود  
داد دریا غرق کنیم بهتر باشد -

نآگاه حادثہ روئے داد - کہ بدال واسطہ از آن صرافت افتادم این واقعه  
اگر چه حیرت نبود - ولی بمن تاثیر کثیری کرد - و از بلا کم رہانید در قماشائے بکے  
از آن سگال جنگے استانبول کہ بیچنگاہ در کوچه اکم انیسیت واقع شدیم سگے  
رذتہ از محلہ سگال دیگر استخوانے کہ حق آنال شناختہ شدہ ربلوہ بود - فی الفور زجر  
عظیم بر پا شد - ہر مکان آن محلہ حملہ آور شدند - سگ استخوان ربارا تا دم محلہ  
او دو ایندند - در سہ خطہ آن سگ نیز یاران خویش را آوازہ دادہ - آورد تا ہاں  
سگال رو بہ شدند - تا در یاز - بر گ و شریفہ شتر گ برضا است -

ازیر ہمتا تمہ منبہ شدہ کہ تمہ بار خدا یا - حکمت ہائے تو چہ قدر عمیق است  
عقل خفیف بشہ بانگ - یہ دانش دریافت - حکمت ہائے بانگہ تو را - نمے  
تواند نمود - و اعتراض بدانہا نہ چہ یارا -

صلی معہائے حکمت تواند  
آنکہ کند حس - ہر ہزار معھا

مرا بہ حکمت ناسانے جنگ سگال از خواب غفلت بیدار کردی - دراہ  
چاہہ کام بودی - اگر چہ مدت منفرتہ است - ابارد کشش بزرگ تر از  
کہ رہا میر سنہ - بہتہ بہتہ - تا چہ تو بہایہ فتم

ہر رستہ تو فی جہاں پیشت رسد  
گفت ہمچو سب زہ من جود جد

من انکہ بہ حیوان لای نفس ہم مانند انسان عاقل - در کار خود دانا و بینا -  
زس ازین حکمت با فیما - روئے بمنزل اشع فداد - و زہر غار خود عثمان  
آمانتہ بود - کہ با ہمہ سبئی گری ہاز مثل آدم ہا من رفتار می کرد - و مرا بچشم  
ہمیشہ بتی تو بیائے دید - بعبادت خود عظیم پذیرفت و بعد از امتناع بلا یائے  
من - پیشہ ہر نذر کہ بچہ بوق خود زودہ - با یک پارچہ دود آہ کشاں گفت - خداوند کرم  
است - رفیق من ہماں وقت کہ آمدن تو را ہاں چاہہ و جلال یہ پیش ایرانیال



ولیار۔ یکشایش مرا فہم و دعوا افتی۔ مگر نے فانی در دست حق در دست ہوا اگر  
ہمہ مؤثر و آیات قرآن و احادیث و کلمات نبوی برداد۔ خواہی بر خیر نہ۔ و تو را از  
در دست نباشد۔ در صورتی کہ مدعی تو را از راست۔ کار او سکہ است و کار تو  
روہ ۲

گفتم :- یا امیر المؤمنین تو بغیر یاد م برس۔ یا امام رضائے غریب  
تو داد غریباں را بگیر۔

اے عثمان آغا اگر مردم این قدر کہ تو سے گوئی خبیثت۔ پس باید۔ من دست  
از ہر چیز شستہ۔ باز بسر چو چھگی ری خود دم چنم؛ جد و جد کجیم یا نکیم۔  
نہ بایں آسانی دست بر نمیدارم میر دم بالائے پشت بامشان و از  
انجا فریاد خواہی بر میآورم۔

پس از شدت آندہ بنا کردم بہا بہانے کہ یہ کہ دن دریش خود را کندن  
و بر باد دادن۔

عثمان آغا بدلااری من برخاست کہ شکر خدا کن۔ گذشتہ بایت را بخاطر یاد  
در دست ترکماناں اسیر دوی۔ این حالت نسبت با نیالت باز بہشت است  
تقدیر چنیں پودہ است۔ اگر بحکم تقدیر گردن نہ نیم۔ چکنیم؛ بعد از این ہم  
خدا کریم است۔

گفتم :- اے عثمان آغا۔ تو ہم دست بردار۔ خدا کریم است۔ خدا کریم است  
یعنی چہ۔ من ایرانیم۔ خدا کریم است۔ سرم نخے شو۔ عدالت یکے از اصول  
دین من است۔ چہ از بردست بے عدالتے تر کال شوم؛ وانگہ ما مثل  
تر کال یتیم۔ دینی۔ وطنی۔ زبانی۔ ملتے دوستے داشتہ ایم۔ پنگیہ د تیمور  
و نادری از ما بیرون آدہ است کہ پدر ہمہ را سوزاندرہ است۔ پیش ایچی خود  
مان می روم۔ اگر آدم است البتہ داومرا میخوابد۔ نہ ہم را پس مے گیرد۔ یہستم مید  
پر بنیم کیست کہ از دستم باز گیرد۔

باین ہوا بخواہانے عثمان آغا اعتماد نہ کردہ۔ با فکر تو و دست آویز  
نہ برخاستم۔ و نزد سفیر کبیر علی حضرت اقدس شہر یار ایران کہ در آن وقت

بمأموریت خاصہ استانبول آمدہ بود رقم ۴

# گفتار مفقاد و سوم

## دوست حسین حاجی بابا برائے انتقام

### از دشمنان و اندکے از شرح حال میرزا فیروز

سراغ منزل الہی - گرفتہ - در اسکدار - خانہ باو دادہ بودند - در میان قایق  
 بہ اسکدار - با فرستے تمام - بالڈیٹ - کار و ترتیب افکار و چگونگی بیان حال بابا الہی  
 افتادہ - تاجان گداڑتہ و میوہ تر افتد -

در دلیہ خانہ الہی شتے یا وہ گدے بر ایما و اشارہ دیدہ - کہ فرق الہی ایں جا  
 لا یا ایران نیک بخاطر م آورد -

باہمہ زنی ترکی - اندر نامہ ایرانی بود نم را دانستند - و بجنور بہ و نم را متہد شدہ  
 خواستہ از وضایہ و حال الہی کہ - شتہ بہہ رسانہ - تا دستور العمل حضور شود  
 با یکے از نوکراں در گفتہ است وہ - کہ ہمہ برخواہ من مطلقہم ما بہ عمل آورد و یا نیک  
 خلاصہ افادہ او واستفادہ من -

الہی سمش میرزا فیروز است - شہ زنی - از خانوہ بسیار با حرمت - اما  
 نہ چند آرا با منہ لہیتہ و ہیش - ہمیشہ ہمیں صدر آئیم کہ سبب سلطنت  
 یافتہ ایں یاد شدہ - نہ بہ زنی - و شہتہ و گرفتہ پس سببہ بدرختہ  
 شاہ آمد - نامہ ہمہ ما - چہ - نہ بہہ ہمیکہ خار بہ نامبار - و پراں سہ پستہ  
 ایں جانزدہ دیر - مردہ - است بادلتش - اما تیز خور و دشمن و زو آشتی - تہ از  
 چارے ۱۹۰۰ و زمرہ - است شہ - و رفتار چیت و چاکبک - دور کردار

معقول و نازک - شرم روم و معروف دار - خوش اطوار - خندہ رو - بڈ لگو - اگر چہ درملہ  
 کج خلقی از چوب و فلک مضائقہ ندارد - اما شیریں زبان و دل جوست - در گفتگو  
 از دست پا یکی زود بدام مے افتد - اما برندی زود رفح و رجوع آن را میکند -  
 یا ہر حال گاہے شیریں و نرم مانند راحتہ الحلقوم و گاہے تلخ و کشندہ مانند  
 زہر و زقوم - گاہے چنان کہ مثال او کے نیست - گاہے چنین کہ مثل او کیے نماند  
 و لے و دہم رفتہ (معاشرش دہر آدمی است در زمانہ اس باز - سہل القول - پاکیزہ  
 اخلاق - مجلس آرا - سخندان - زندہ دل - عیش و دست - خوش صحبت - خوش گزاران  
 بارے مرابحہ و چہیں سفیرے بردند - رسم ایرانیار اور گوشہ اطلاق خندہ  
 بود - ازیں چہتہ بلندی و کوتاہی و تمدن معاصم نشدہ و لے پاکیزہ اندام ہیں - سینہ  
 و با آن لباس تنگ موزونی انامش مملویدہ - سبب شکم - پاکیزہ و سمورت - شامہ  
 بینی - چہمانش بزرگ و درخشاں - لب و دہانہ (نوش) یک - از یک بہتر مگذر از رشش  
 از ہمہ بالاتر - خلاصہ مے تو اں گفت - کہ زبیرہ ایران و ایرانیار است -

بعد از سلام و کورنش

سفیرہ - تو ایرانی ؟

من - بلے !

سفیرہ - پس این حال و پرہیز و عیش و شہوت ؛ حمد خدا یا ما بنو زعمرون ایم و ایم

شرم و تنگ دنیا ہم نیستیم - پادشاہی داریم - قوم و ملت

ہستیم -

من - راست میفرمایید - مردہ شو این لباس را ببرد - کہ با این لباس از

سگ کمتر شدم - از رویے کہ با قوم مداسر شدہ ام - روزم سیاہ و جگر م  
 خون شد - امروز جز خدا و خداوند پناہے ندارم -

سفیرہ - نفہیدم - جہ مے خدایا بگری ؛ از زبانت باصفہانی مے مانہ اند

نالہ و زاری گویا بہ ترکیانہ ای یا کہ از ہی عشرتیاں گیر کردہ امشی ؛ خلیہ عجیب است

ماین ہمدراہ مے آئیہ تا بہ پیش ترکان بخندہ ہدم - نہانکہ ہر لیز ما بخندند

پس سرگذشت خود را نزل تا اثر بیان کردم - از اوان مرگذشت خوشش آمد

از تفصیل زن گیر محظ کرو۔ اما از ہر سے کہ قبیلہ شکر لیب انرا ختمہ بودم۔ و از گفتگو  
 ہائے کہ با او در میان آمدہ بود۔ پناں لذت برد کہ کم مانہ بود۔ از خندہ غم کش کند  
 از نقل بازیہا کہ بر سر ترکان در خرقبول من و گا و بقول او، آورده بودم۔ حفظ  
 کتاں سے گفت۔ آفرین۔ کہند اسمعانی آفرین۔ دستت درد کند۔ سجا قیامت  
 کردہ۔ اگر منہم سے بودم۔ باں نگاہاں پوزین تھے تو اسے تم کردہ۔ پورہ خطیہ و  
 رسوائی ہم شہراں و عہد نیز فورج خیراں در نور و آشوب ہلکہ لب۔ بادستہ  
 بہادران و طعن و سریش عیناں۔ ہمدما بینہ دہاں اسمعانی بازی نو در با آل  
 آیات و احادیث و اخبار ہمہ را بلنظہ بیان کردم۔ بجائے انہا در سوزی چنان خندہ  
 سرداد و چنان ایشوق و شغفہ۔ بہ شہرہ کہ ستم محالہ را کہ پیشانیست سے نزدیک۔ از  
 خندہ بر روئے فر شہا غلطیان کہ وقت۔

گفتہ۔ سرکار ایچی بند را ننذیر۔ قدر سے ہم بر ماں من گریہ کنید۔ کہ دیشب  
 در دواج سمور ختمہ بودم۔ و امشب بید۔ در لب تنور بخیم۔ دیروز نہ  
 با سبے با برگ دسان زہریں سوار بودم۔ و امروز خداوند یک خرقہ کتہ ہم نیتیم۔  
 آن ہمہ ماہ بہشت و جلاں و کتیزین ہمہ۔ جب جہاں۔ اسپاں و غلاماں آل حمام۔  
 آل خانہ۔ آل تہوہ نور یہائے شایانہ آن چہ تہا۔ شہ کتہ اتی را۔ با این لات  
 و بوٹی۔ آسمان جس بھی جاننی۔ قیاس کنید۔ یہ بینید۔ کہ آئندہ در جان شما را خندہ  
 ایک گفت۔ در سبب آتہ خندہ بہا نہ سبب بہ بینید۔ یہ من ہی سوز و  
 و جادارو؟ و چہ طور آتش میگیرم و جس در۔ ہا ہا ہا

دیروز نیل عام جاں افروزی افروزہ چیں عالم ادہ سوزی  
 افسوس کہ در دفتر عمرم ایام افروزہ لویہا میں را روزی  
 میرزا فیروز را ز در خندہ او۔ تعجب است۔ کہ سچوینہ این گاؤ میشاں با آن  
 ایش و فش و ہاں کتہ بے مغز حوت الدنگی ایرانی را ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا  
 و بخندہ کار را ہم نزوہ بود۔ حالہم باور میگردند۔ خوب برسے سے خواہی  
 پانے مرادرس کار میان کشی؟ من پردیا ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا  
 برائے خاطر تو بخش بخش میفتم و نہ قاضی نہ مفتی کہ حق تو را از ایشان

بطلیم۔

مکن۔ خیر سرکار ملیجی شمالی و مرضی پادشاہ ایرانید۔ هیچ نباشد احقاق  
حق سے تو ایند کرد۔ من بیچارہ را بدیں روزانداختن رواست؛ مرا با تپا از  
خاند بیرون کردن بسر شمانے گنجید۔

میرزا فیروز۔ چه سے خواہی؟ غرضت اینکہ باز نکہ را بگیری دجانت را  
بگیرند؛ از خواب گاہ سموری کہ فردا العش آدمی در او بر خیزد۔ چه سود۔ ز خیر گوش  
بمن بدار بندم بشنود این جل و پلاس عثمانی را از برت دور میندازد۔ باز ایرانی  
شود۔ من نور فراموش کسے کنم کارے از برایت سے بیغم۔ از حکایت تم خوشم  
آمد۔ با ہوش و گوشی۔ این را ہم بلال کہ در دنیا بجز قہوہ خوری۔ چوق کشی خواب  
در رخت خواب سموری۔ سواری اسب فر بہ کار ہائے کودنی خیلے است  
بالفعل درینجا بہمان بانیران من باش۔ اما بایر یک بار دیگر برگزشت خودت  
را نقل کنی بخدمت۔

با ظہار امتنان دانش را پسیدہ از کار معوق و عال معلق خود و خیرت  
درود و تراطاف بیرون مردم۔

آفابیدار بخت نمان

## گفتار ہفتاد و چہالم

طہیمان دادن سفیر بہ حاجی بابا و خدمت او بسفیر!

چہ باشد احتیاج۔ سے مرو تمیز سواری سخت و تند و تیز و ہمیز

کوزان کائے کہ گرد و لٹک تیرنگ کندش کہ را با انترے لٹک

دل گیری و دوں سرگردان و پاد گل از امید خوشی تو سید برائے رفیع پریشانی

باز از تو میر خورد و مراجعت نمودن را لازم دیدم۔  
 با خود از شدم کہ اگر دستگاہے از کفر رفت و دستگیری بکنم آمد نپاش  
 بالعمت و وجوش را غنیمت شمارم۔ بہاں خداوند تو تا کہ از غلست نستی  
 بطلم بچاپیچ مستی رہنم نم نمود۔ ہر آئینہ با چرخ ہر آبتے از گمراہی نا پذیر بر سر میر  
 خدا ہر کرد۔

قرار بر این دادم کہ بدو لجنی و خاطر پسندی او مجبور شدم۔ از التفات ہائے روز  
 افزوں خود سببم ساخت۔ در پارہ کار ہائے ذاتی و امور دولتی و بدینچہ  
 بمأموریت او وابستہ بود۔ بے ہمہ چیز با من شور و صلاح میکرد۔  
 چوں ہمہ عمر خود را با کتساب سعادت حاصل خود صرف کردہ بودم و بدینہاں  
 پیرداختہ۔ از کار و بار جہاں و جہانیان بے خبر بودم۔ از ظل و اقوام بجز ترکان کہ  
 لانے شناختہ و از چین و ہند و افغان و تاتار و کرد و عرب۔ احمے شنیدہ و پس  
 از فریقہ ہم بواسطہ فلانان و کنیزان کہ در خانہ ہائے مایافتے می شود۔ بیابینے  
 بنظر داشتم۔ حالت روس و ایران معلوم است و مشہور۔ اما از انگلیس و فران  
 جزی چینے گوش روم شدہ بود۔ چوں در راستجا بنول آن ملتہائے گوناں  
 گوں و رنگاں رنگدے دیدم تعجب میکردم۔ اما فرصت مخالطہ با ایشان  
 نداشتم۔

در ادارہ سفارت عالم عالم دیگر شد بنا کردم حرفہائے شنیدہ شنیدن  
 و نفییدہ ہمیدن و پڑوشش و کنج کا دی کردن۔ سفیر کار گزارو ہوسشیارم  
 دید خوشنود شد۔ رفتہ رفتہ راز دارم ساخت۔

روزے سحر گاہاں چا پاری رسید۔ بعد از ملاحظہ اسلالت خلوت کردہ  
 مرا خواست و بنشانند کہ حاجی دلم میخوابد قدرے بالو گفتگو کند۔ خدمت گذار  
 من بسیار۔ اما بینو دہین الٹھی خیلے ضررہا یا ایکہ ایرانمند۔ در بعضے کارہا  
 از سار مردم چشم باز نہ۔ اما در کار و بار دولتی چشم دوختہ و بے خبر نہ چنانچہ  
 بہ بیچ نئے ارزند۔ اگر کارے با ایشان محول شود۔ بجائے سرو صورت دادن  
 چنان سرو صورتش را طوٹ مے کنند۔ کہ باو ہمیں حقیقتہ تو ازال قسبل مستی کار



آزموده و عقیدہ کار بنظر من نے آئی امید ہے تو نے تو ان داشت کہ بارش میں  
 و ان تو ان بازی کنی۔ و بے آنگہ استخوان را خنجر شود۔ مخزش را بر آری  
 وجود چوں تو مرا و بلکه دولت را ضروری است۔ اگر بگوئی باب میل داشت  
 باشی۔ انشاء اللہ۔ کارے سے کم کہ مایہ روسفیدی ملت ایران توانی شد و خود  
 مل ہم کلاه افتخاری با تو پرافرازم۔

من و سرکار پٹی بندہ ہم فرمان بردار و تابع رائے سرکار گوشم و دست  
 تو است۔ بگیر۔ بفرست۔ با ناز برودہ فروشاں ہر چہ بجنی مختاری۔ در خدمت  
 تو ہر چہ از دستم پرتاب۔ کہ تا ہی نخواہم کرد۔

میرزا فیروز باہجی۔ شاید در میان مردم شنیدہ کہ محض از برائے چند  
 کنیز خوانندہ و سازندہ و بازیگر خریدن۔ و پارہ متاع و قماش حیر و سائر اسباب  
 پیرایہ و زینت برائے اندرون پادشاہی بردن بدینجا آمدہ ام۔ اما اینہا چشم بندگی  
 و کوچہ نقلی نمودن است کہ مثل من را برائے چنین کارے سے فرستد  
 اعلیٰ حضرت شہریارے (چشم بدور) یاں ہمہ عقل و شعور۔ البتہ سے داند۔ کہ  
 را یکجا فرستد۔ پیر کہ مرا اینجا فرستادہ دلیل بزرگی است۔ حال آنچہ من  
 سے گویم۔ تو بشنو۔ چند ماہ پیش از اس از جانب رولونا پارٹ) نامے کہ  
 پادشاہ فرانسہ است۔ سفیرے با پیشتر و ہدایہ و زینت عبودیت من  
 بردار السلطنت طهران رسید۔ سفیر کاغذیے بنام اعتماد نامہ از جانب  
 پادشاہ خود کہ گفتارم گفتار پادشاہ است و بہر کار مختار و مرخصم) نموداں مرد  
 خود را بسیار بزرگ و سائر فرنگاں را بسیار خوارے شمر و نام دیگران  
 را چنان با استخفاف و احتقار سے برد و محبتاں نے گذاشت۔ کہ گویا۔  
 پادشاہے کامراں بوداں گدایاں عار داشت۔

از زبان پادشاہ خود مسکنت۔ کہ کہ جہان را پر وسیع و نفیس باد کہ در بندہ  
 سائہ شیر و انات کہ در قدیم الایام و دست اہرانیان بودہ است۔ باریاں رد  
 میکنم و منہدستان را ہم از دست انگلیس گرفتہ بشما میدهم  
 در واقع ما شنیدہ بودیم کہ فرانسہ ہم است۔ قماش خوب پارچہ

خوب - زدیغت خوب دارو۔ آتا بدیں طور ہا کہ سفرش میگفت لشنیدہ بودیم۔  
بلے وقتے قہوہ و حنا گراں شد۔ گفتند بہ سبب جنگ فرانسہ است بامصر یکے  
از لواب سلسلہ گراں صفویہ ہم میگفت۔ کہ شنیدہ ام۔ وقتے از جانب  
لوی نامی بادشاہ فرانسہ یکے بدر بار مرحوم شاہ سلطان حسین شہید آمدہ بودہ  
است۔ ولے دیونا پارٹ کہ بودہ وچہ بودہ۔ وچہ طور شامش کردہ اند۔  
در ایران کے سرش نمے شد۔ یکے از سنجار ارامنہ کہ خیلے جا ہا را گشتہ بودے  
گفت۔ واقعا ہم چنیں آدمی ہست۔ آتا خیلے باعرو تیزو با ہمہ کس باعربہ  
وستیز است۔ این بود کہ پادشاہ سفیر را قبول کردہ۔ آتا در رقمہ جانش آسجہ  
وعدہ دادہ راستیش معلوم نیو۔ وزیرا د بزرگ و کوچک الایں کار ہا بے شرتہ  
انداز راست و دروش چہ بے عقلمش نہ رس۔ باز خدا عمر بہ پادشاہ بدہ  
آخہم با نیکہ ذرہ بر لٹے جہاں آرائش پوشیدہ نیست۔ دریں باب چہیزے  
نمے دانست۔ بلے خواجہ عابدی کہ جہاں روز در شہر مار سیلیا جنتش  
کردہ بودند۔ کہ ناخوشی بفرانسہ مے برمی و کشیشی از منی کہ چند سال در تکیہ ایساں  
چکہ نشینی کردہ بود تصدیق سفیر فرانسہ را میگردند۔ آتا کہے کہ مارا مطلع و خبر دار  
تواند ساخت۔ کہ دیونا پارٹ مے خواہد کلاہ ذرا بردارو۔ یا نیکہ نالے بہ پرشال  
ماگذار دیوہو۔

خلاصہ چنداں در شبہ نما ندیم۔ چہ کہ سجانا انگلیس کہ در میان ایران و ہندوستان  
پیلہ وری مے کنند۔ و در بند بو شہر ہم خیلے دکان دارند بھض شنیدن و مول  
ایں سفیر۔ کار گذاری بچا پارسی فرستادہ و بلاٹے قبول نکردن ایں سفیر قال و  
قیل و ہائے ہو ہا کہ دند۔ معلوم شد۔ کہ در میان ایں سکاں البتہ استخوانے متناسخ  
فیہ ہست و ایں ہمہ عروتیز بے چیز نیست۔

پادشاہ مے گفت بھقیقہ شاہ تہہ کہ ہں با ہمہ از ہندی طالع من است  
من در اینجا در تحت پادشاہی مستقر۔ از ہمہ جا بے خبر ایں پدرو خنگاں از  
شرق و غرب و جنوب و شمال با پیشکش و ہدایا پائے بوسم مے دوند۔ و  
دستورے جنگ و جہاں با یک دیگر از من مے خواہند۔

وقتیکہ من و در پھر ان بودم منتظر سفیر انگلیس بودم۔ وایں کاخذ ہائے امر و زور  
 دل بابت چگونگی پذیرائی او۔ و در خصوص مہد نامہ الیت کہ مے خوانند با ما بہ بندند  
 اما پادشاہ پیش از آنکہ از من خبرے بگیرد۔ نے خواست ہایں کار و دست بہ بند  
 چوں در استانبول از ہر دولت و از ہر ملت نمونہ و سفیرے است۔ اعلیٰ  
 حضرت شہر یاسے ہارائے رزیں و فکر متین ہر اہل تادن اینجا مناسب دیدند  
 تا بحسب وقوف و اطلاعایت من کار کنند و منہم بقدر امکان شہرہ کہ از قرآن  
 و انگلیس و ایرانیان عارض شدہ نفع کردہ صحت و تقم افعال و اقوال الیثال را  
 وارسی کنند۔

اکنون امن یک آدم وایں ناموریت کار پناہ آدم است فرنگان در اینجا  
 بسیارند۔ ہنوز صدائے خبر یدہ کہ صدائے ویکرے آید۔ از پشت سمرآن  
 کیے ویکرے۔ کیے ویکرے۔ آدمے پندارد۔ کہ وہ آغواں گرازاں است۔ چنانچہ از اول  
 تو گفتم از لیکر اتم بمن فائدہ نیست این است۔ کہ چشم ہوا نداشتم۔ و امیدم بہت  
 تو است باید با این بے کتاباں سخن العین ہر اوہ و گناہ گونا گونی۔ ترکی بہت  
 مے شود آنچه مطلوب ماست مے توانی حاصل کرد من یک ہینہ از دستخط مبارک میدہ  
 تا دستور العمل تو شود۔ وازاں روئے رفتار کنی۔ اما پیش از شروع بکار برد۔ در  
 گوشہ بنشین۔ و درست فکر و خیالت را بسنج۔ بیس درایں باب از چہ راہ باید  
 برائی و از کجا شروع نمائی۔

پس برانہائی امید آئندہ و با امید بختی پیش آمد کار و ستوریم داد۔

آقا بیدار بخت خاں

# گفتار ہفتاد و پنجم

## ابتدائی سرشناسی حاجی بابا و فائدہ رساندنش بسفیر

از سفیر ایک نسخہ کتابچہ دستورالنس گرفتہ بقبرستان فی رفتہ بے زحمت زندگان مطالعہ کروم۔ آں کتابچہ را ہمیشہ در میان کلاه خود نگاہ مے داشتیم۔ چوں سز میان سران آورو نم از آنجا شروع کردیم مطالب عمدہ آں را در شرح فرزند موشش نکرده ام۔ نوشتہ بود۔

سفارت آبا۔ اولاً بر ذمت ہمت تو لازم کہ برستی تحقیق کنی کہ وسعت ملک فرنگستان چہ قدر است کسے بنام بادشاہ فرنگ ہست یا نہ۔ و در صورت بودن پائے تختش کجاست؟

ثانیاً فرنگستان عبارت از چند ایالت است شہر شیند یا پادرتین؟ و خوارن و سرگردگان ایساں کیاست؟

ثالثاً در باب فرانہ غورہ می خوبے بکن و بیس فرانہ حدیثہ الایلات فرنگت یا گورہ دیگرہ و ملکہ زبکرہ دار و دار بوٹا پارت، نام کافرے کہ خود را پادشاہ فرانہ میدانہ کیست و چہ کارہ است؟

رابعاً در باب انگلیسیاں تحقیق میداگانہ و علاحدہ بکن و بیس کہ و رسائیہ ماہوت و پہلوئے قلمتراش۔ کہ ایسا بہ شہرست پیدا کردہ اند۔ از چہ تماش مردم مروجہ و از چہ قبیل قومند؟ انیکہ میسوریند و در بیزید ساکن اند۔ بیانی و فستق نمانند۔ قوت غالب شان ماتی است۔ ست است یا نہ؟ اگر راست باشد چہ طورے شود۔ کہ یکے در جزیرہ ہست یند و سہرستان را فتح کند۔ پس از ان در صل این سئند کہ این ہمد در ایران بدینہا افتادہ۔ سرت ماسی و اقدام نما و نیک بفرم کہ در میان انگلستان است یا انگلستان جزو سے از لندن

خامساً بعلم اليقين تحقيق بكن - کہ (کو مپانی ہند) کہ اس ہمہ مور دو مباحث و گفتگوست - با انگلیسیاں چہ رابطہ دارو؟ بنا یہ اشہر اقوال عبارات است از یک پیرہ زن یا علی قول بعضہم مرکب است از چند پیرہ زن - و آیا راست است کہ مانند مرغز تبت، یعنی خداوند تاتا راں زندہ جاوید است و ادراہگ نیست یا آنکہ فنا پذیر است ہمچس در باب این دولت لانیفہم انگلیسیان - با دقت تمام واریسی نمودہ بدان کہ چگونه حکمرانیست و صورت حکمرانی او چگونه است - سادساً از قطع و یقین غوررسی حالت نیکی دینار انمودہ در این باب سر مویے فرو بگذار -

سابعاً بلکہ آخراً - ناریست فرنگستان را بنویس و در مقام تفحص و تخبس اس برنی کہ سلم سقوق و طررق برائے ہر ایت فرنگاں گمراہ بشاہراہ اسلام و باز داشتن ایشان از اکل میتہ و لحم خنزیرہ کہ ام است -

بعد از مطالعہ کتابچہ تفکر و تدبیر بیا کہ دم - بخاطر م آمد - کہ در آیام عزت یکے از منشاں رئیس الکتاب - یعنی وزیر خارجہ عثمانی با من آشنائی داشت باین اندیشہ افتادم کہ یا در اجبہ نمودہ از دے سررشتہ ہست آدم -

میدانستم بیکدم فہوہ خانہ مے رود - و در چہ ساعت با اینکہ او از پر گوئی خوش نداشت - دانست مے کہ بعد از فنجانی قہوہ و تکلیف چپوقی را نکاں - لوک کہ وہ بسر سخن آوردن و پارہ چیز با از دے فہمدن مے توان -

این تدبیر را بسفیر کشیدم - چنان حظ کر دم - کہ از دے اللغات بر من رہم محسناست اس تدبیر را بر خود حمل کردہ، گفت - من تو نگفتم چنین بکن؟ نگفتم تو آدم کار آدمی؟ ہمیں کہ من خریدم - آدم مے شناختم برائے دانستن اینکہ غمہ مں کجا تخم مے کند - یعنی منہ از کجی پسدا مے شد و خود خیلے منہ لازم است اگر ہر مے خاطر من نبودین کسی کہ از تمہ جا با خراست - و از تمہ جا با خراست و از ہمہ چیز مطلع از کجی مے ہستی و مہ قبیلہ نامہ از کجا بسجا میآد؟

پس ازال گفت - کہ آرد زم ہا شد قدرے پول ہم اذن داری باؤ ہدی تا اگر در سنہ و زمانہ سر شپہ اس - یعنی از رئیس الکتاب تحقیق نماید کہ پول

حلال مشکلات است۔

در ساعت معلوم تقوہ نماز مہربانہ در حق رفیق باکجا در دم با کمال تواضع  
والتفات روزی سے ایک ستر۔ قبوہ سفارش دادم۔ برائے والتین وقت  
ساعت خود ازین در آوردن اور دست آورے ساختہ مہربانہ درین کو نہ  
کشودم۔

من :- این ساعت کار فرنگان است۔

منشی :- بلے دروینا ساعت بہتر ازین نمے شود۔

من :- این فرنگان مردمان غریبے ہستند۔

منشی :- آتا چه فائدہ کہ پلید و مردارانہ۔

من :- (بعد از تعارف کردن چوق خود باو)۔ تو را بخدا در باب

ایشان قدرے اطلاع بہن بدہ این فرنگستان مملکت بزرگے است یا نہ  
پادشاہش در کجائے نشیند؟

منشی :- چہے گوئی رفیق۔ مملکت بزرگ یعنی چہ؟ مالک است تہا

یک پادشاہ نہ بلکہ یک پادشاہان بسیار دارد۔

من :- شنیدہ ام اگر چہ چندیں حکومت است۔ اما در واقع نفس الامر

یک ملت است۔

منشی :- مے خواہی یک ملت گو۔ مے خواہی چندیں ملت بلکہ در واقع

ہمہ یک ملت است۔ چرا کہ ہمہ چاندرا مے تراشند۔ و ہمہ مہرا مے تراشند

ہمہ شہقہ بر سر می اتند۔ ہمہ لباس تنگ مے پوشند ہمہ شراب مے نوشند

ہمہ گوشت خوک مے خوردند۔ ہمہ با پیغمبر ما اعتقاد نداردند۔ اما معلوم است

تبعہ پادشاہی علوہ اند۔ نمے بینی چہ قدر سفیر است تا علیہ سرخ سانی آمدہ

اند۔ این از سگ کمتر ال دریں دیار از سگ بیشتر اند۔ از جثاٹ و نحوست

ایشان یا بدینا ہید۔ و از کثافت ایشان نعوذ ہائند۔

من :- تو را بخدا اینہا کہ مے گوئی بنو لیم۔ بخدا کہ تو آدم خیلے عمیق و دقیق

بودہ۔ پس من تسلیم و دووات در آوردہ و او نیز برائے یاد آوری مطالب قدرے

بارش و سبیل خود بازی کرد۔ و از اینجا با طلاع بخشی شروع نمود۔

منشی ہ۔ لے مرد۔ این ہمہ زحمت چہ لازم۔ ہمہ فرنگ از یک نوع و از یک

جنس اند۔ یعنی سگ زرد شان برادر شغال سیاہ است اگر قرآن بر حق است

و ما باید بقول پیغمبر خود بگویم (ایناں ہمہ باید معذب بعذاب ابدی باشند۔

و در آتش جاوید بسوزند۔ اما با نگشت حساب کتاں را اولاً ہمایہ ما۔ کفار بمنزلت ایشان

فی اللوات الخمسہ است) این کافر طائفہ است بے صداوند او بہا ما ہوت و پولاد

و کوسہ دکوزہ میفروشند محکم پادشاهی از سلسلہ قدیم خویشند۔ و بخرچ خزینہ

ما کیلے اینجا دارند۔

بعد از آن زنا و قدروس منحوس است۔ کہ ملتی نجس العین و عین نجاستند۔ ملک

روس ک قدر وسیع است کہ در یک طرف آل از برودت زہر پر میبارد۔

در جنوب و دیگرش حرارت آتش چہنم سے سوزد۔ دشمن حقیقی ما نیست ہر وقت

یہ ازین قوم را بکشیم۔ بیک دیگر مبارک باو دست مریزاد میگوئیم۔ نزو ماہ

نبوت پادشاهی میکنند از آن جا کہ اکثر اوقات پادشاہ خود را حے کشند۔ با

ما مشابہتہ تام دارند۔

پس انال کفار پرومیا سے رو سیاہ است۔ کہ بہا سفیر سے فرستند۔

اما خدا میدانند۔ برائے چہ بھمت اینکہ ما را بہ نجاست ایشان ضرورتے نیست اما میدانند

در سعادت ما بعد از وطاح و پار، و نا پاک کشودہ است مانند رحمت الہی کہ بگلستان

و ما بہ ہر دو سے بارد۔

بند نمیدانند بعد ازین کہ را گیمہ۔ و الیست بہ بنیم۔ و خوش شمالی ست کہ در

کنج دنیا فتلہ اند۔ اینار، او اینمارک واسمہ ج می گویند۔ قومے کو چکنند۔ و از

شمارہ دمیایں محدودند اینہم۔ پادشاہ و اینمارک مستقراتیں پادشاہان ترکستان

ست۔ در مقال قدرت و قوت خود یکا۔ بیگچہ (۵) ہندار۔ اما اہل اسوجہہ یکے

پادشاہان خود۔ کہ دستے در و پا دیوانہ وار جنگ و کارزار کردہ است۔ می

اندر ہیں پادشاہ بگچہ بود۔ و برائے او ہمیں پس۔ کہ بگہ، باشد در بہر کجا کہ باشد۔

و بہر کہ باشد۔ و حالتمے نو مید و مایو۔ بجاک با اند۔ عاقبت مانند درندگان

دشمنی میں کہ وہم میں اسے کہ مالا از احوالات ایشان نامک اطلاق ہے  
 و کہ نہ نایست و با هم کہ در دنیا ہمیں ہتھیار ہم موجود است  
 کافر سے دیگر چیز ہتھیار است تو انکو و دنیا دار سائنس دار میان در میان ہوا  
 دنیا بجز سود خود و کسب مال حریف سے نہیں ہوا۔ و یہ چیز سے ہے اللہ کی مدد علوت  
 ایشان میں ہوا۔ کہ سفیر سے تر باکی ہمارے فرستادہ برائے انیکہ پیرو کر و گدیرہ  
 و ہا ہی حضور بہا لغو شدہ۔ اما از وقتیکہ رہا نایارث) نام پادشاہے طلوع کرد  
 ایشان غروب کردند۔ پوست سگ از دندان گرا زورید۔ (اما میں زونا یارث)  
 حقیقتہ از آں پادشاہاں است کہ اگر از قبیل نادر شاہ و سلطان سلیمان شہنشاہ  
 بہا در۔

سخن منشی را در اینجا بریدم۔ و بدست آوردینے میں نام گفتم۔ اسے راستی  
 بر لگاہ مرادم و جان کلام اینجاست۔ و رباب میں مردم را اندک اطلاق ہے بدہ  
 شنیدہ ام کہ میں کافر خیلے بہا در است۔

منشی :- چہ گویم رفیق۔ میں آدم اول بیچ ہووہ و سر بازی متعارف  
 ہووہ است۔ حالاً پادشاہے بزرگ شدہ ان اللہ یعز من یشاء و یدل من یشاء  
 و ہمہ فرنگان حکم د۔ بلکہ تمدی میکند۔ دست رو بر سینہ با ہم نگذاشتہ  
 برائے سخن مضر آشکر کشید۔ اما شمشیرش جائے درہ عمر و ذوالفقار حیدر را  
 گرفت چشم مملو کے چند را ترساند و پارہ فلاحان با دیہ را این سوئے  
 و آں سوئے دو اند۔ عاقبت با پائے بکفش برفت۔

من :- اما انگلیس نام اہلی دیگر ہست۔ کہ در دنیا عجیب ترین قومند  
 در جزیرہ مے نشینند۔ و قلمتر آس مے سازند۔

منشی :- بے در میان فرنگان ایناں از دیر گاہے باز سر بر آستان دولت  
 علیہ دارند۔ و پادشاہے حجاجہ ماہ ایشان را با عز و جاہ میدارد۔ از حیثیت قوت  
 در یاقی فائق بر ہمہ جہانیا نتند۔ و ساعتشاں بے نظیر است۔

من :- بسیار خوب۔ اما از حکومت شاں چہ شنیدہ؟ آیا سلطنت ایشان  
 بجز پادشاہی عبارت از چیزے دیگر ہم ہست۔



منشی :- بلے من سررشتہ کالمے درایں باب دارم - اما من و تو ازین چیز ہا  
 چہ سے فہیم - ایں قوم پادشاہی دارند کہ مغالب یار کو چک مے شمارند - و ظاہر آ  
 بسیار بزرگ میدارند - خوراک و پول و شک و پولن جیش را ملت میدہر مانند  
 تاجدار - اطرافش را مے گیرند - سخنان نازک باو مے گویند - لقبہا بے عالی میدارند  
 چنانچہ ملت مے کنیم - اما قدرت یکے از درہ بیگیاں مانگی ما ازو بیشتر است - یک  
 وزیرند - بلکه یک مجرم - ہر چہ مے مواخذہ باشد - جرأت یک چوب زون ندارد -  
 تاجدار سد بفلکہ و حال آنکہ یکے ازار بابان مادر صورت عجیب گوش نیمہ اہل شہر مے  
 را مے برند - و در مقابل عطیہ و احسان ہم مے برند -

گذشتہ ازین تیمارخانہ در چند خانہ دارند - پرازدلیوانہ - نیمہ سال در آنجا  
 جمع مے شوند و بررونے یک مسئلہ پر و پولوچ ایں قدر کش مکش مے نمایند - و  
 ہر یک در یک روز ایں قدر رہ وہ و رازی میند کہ یک واعظ مادر تمام سال  
 نتواند کرد - خلاصہ سبچ امر واقع مے شود کہ بلے ہیا بونے ایٹاں تمام شود مگر  
 مانند سر آغانے را بریدن یا مال کسے را مصادرہ کردن یا چیزے جزو مے  
 دیگیہ باشد -

برادر! چہ گویم - خداوند بیارہ عقل دادہ - و بیارہ جنون - خدا و رسول  
 را شکر - کہ ماتد ایں طالبان انگلیس بلے تمیز - برائے مردار خواری و کثافت کاری  
 تراہ ایم - باذوق و صفائی کامل - در مسائل علیہ قسطنطنیہ برسد با ولیدہ بالترتیب  
 تمام قہوہ مے خوریم و چہ چو قہوہ مے کشم -

من :- عجیب! چیزے لشنیدہ نقل مے کنی - من ہیچ ایں کار را  
 نشنیدہ ہم - اگر من شنیدم باور نمے کردم - کہ مثلاً ہندوستان ہراں بزرگ  
 در دست ایناں باشد - و پیرہ زناں در آنجا حکمرانی کنند تو ایں را  
 شنیدہ :-

منشی :- از قرآنے کہ شنیدہ ام - ایں انگلیساں آل قدر جرأت غورزند  
 کہ ہر چہ بگونی از ایناں مے آید - ہجائے تعجب نیست - آنا اینکہ پیرہ زناں  
 شمار ہور ہندوستان حکمرانی مے کنند - ہیچ بگو شرم بخورہ است شاید ہمچنین باشد

کہ میگویند؟ خدا بہتر میداند از خود و یواں گمان این جور دیوانگی دور نیست۔  
من (بعد از تامل) :- ہمہ فرنگان میں اندک کہ گفتی۔ یا اینکه باز ہم ہست؟  
تو را بخدا۔ بگو۔ چرا کہ درد دنیا بعقل کے لئے رسد۔ کہ یک ملت ازین  
ہمہ مخلوق مرکب باشد۔

منشی (بعد از تفکر سے اندک) :- بلے دوسرہ ملت ہستند۔ کہ اسم بردن انہا  
فراموش کر دم۔ چرا کہ بزحمتش نے اردو۔ مثلاً اسپانیول و پورٹوگیز و ایتالیانہ  
کہ خاک مے خوردند۔ و بت مے پرستند۔ اما در میان فرنگان جزو جائے نیستند۔  
اولین در سایہ ریال خود معروف ہست۔ دوہین یہودی چندی بہایا و گار فرستاد  
است۔ یہمین ہر سال یک مشقت درویش و قلندر میفرستند۔ کہ پول بسیار جمع  
بخزینہ بدیند۔ و کنیسہ بسازند و ناقوس بزند۔ اما چیزے ہمہ الہ جاہلیت کبیر باید شنید  
ہیں یا رودر رومیۃ الکبریٰ خلیفہ فرنگان است۔ مردم را بدین خود دعوت میکنند۔  
اما ماکلاہ اورا بر میداریم۔ زیرا کہ پیش از آنکہ از بدین خود مے آورد۔ ہا از آل  
بدین اسلام مے آوریم۔ ہا وجودیکہ پیش از قبول ہدایت۔ کفار باید آل عذاب الیم  
و سخت را متحمل شوند۔

من :- یک سوال دیگر ہم کہنے کافی است۔ در باب نیگی دنیا چیزے شنیدہ  
یاندہ؟ من اینقدر روایات مختلف در این باب شنیدہ ام کہ گویج شدہ ام۔ و در  
صورتیکہ میگویند۔ او در آل روئے دنیا است۔ اما از زیر زمین ہر شاخ میرود  
یا از جائے دیگر؟

منشی :- ہا آناں چنداں دا دوستدے نہ ریم۔ و از حال شر و قونی نیست  
اما این قدر میدانیم کہ ہر شاخ باکشتی مے روند۔ برائے اینکه اینجا کشتی وارند۔  
پس آہے کشید۔ کہ رفیق! نیگے دنیائے ایشاں ہمہ مثل ایکہ دنیائے  
ایشاں کافرستان است۔ مگر ملتہ واحدہ۔ انشاء اللہ خداوندہ با عذاب  
جاوردی ہمہ را معذب یارود۔

چون سخن بدینجا رسید منشی نہار عجز نمود و دستہ را بر شکست۔ قدرے  
ہم از درہ و پتہ لے زمست۔ اندہ واستفادہ صحبت دانشینہ۔ تو و دیگر



مورد حکایت ملا باقی طهران کہتے ہیں کہ وقت شہنشاہ کے ملا نادان راہم نے یہاں  
 پہنچ کر ملا باقی کی خدمت کر دان انشاؤں کے دو سے طهران میں رہ کر  
 ہم کذا لکے ہوئے کہ اب تو اس اعادہ صدر تو مان راغوا شتم نسیمی باشی لکند  
 اور گرفتاری ملا نادان اس پیش راگزفتہ ہو۔

پس باخاطر مجھے طهران رفتن و خود نمائی نمودن سے تو اس تم با اعتماد  
 خودم - احتمال آن کی رفت - کہ کسے دست تبرکیم نزد - چرا کہ لامحالہ از بزرگان  
 برائے حمایت کے پیدامی شد۔

خلاصہ یہ کہ عذر نرفتن درمیان نے دریم - وانگہے ہیں کہ میدان شد  
 نوکر پادشاہم - باہمہ تقصیر ما تلبے تصویراں - گاہ را کج نہادہ - بہر جا سے  
 تو اس تم رفت - لہذا یہ مقامات تدارک راہ پر داختم - آیا پیش از رفتن خواستم -  
 بر مخم حال اولین خود - ہمشہریاں خالوالدہ دیدنی کردہ و شخص و جلا سے فروختہ  
 باشم - میدان شتم کہ از البسنگان سفارت بودم را میدان تدارک بے اعتنائی انشا  
 چندان خونے بود خود و خود و بد انجا شتا فتم برائے بستگی بسفارت تم ہمہ با  
 چا پلوسی بالقب آقا و میرزا و سرکار و جناب - کخطابم نمودند - وبالفاظ رعایت  
 آمیز از قبیل - سایہ شما از سر ما کم نشود - عمر و دولت سرکار زیادہ باشد - از محبت  
 جناب از لطف عالی و سایر تعبیراتم پدید رفتند - بہر کہ اینہا را سے شہنشاہ سبج باور  
 نے کہ وہ کہ از زبان مروان دو ماہ پیش انشا یا شد بر عکس - بلکہ کسے کہ از مرحلہ  
 بے خیر ہو - گمان میکرد - کہ من جان بخش و جان ستان ایشا تم - اما در وقت واقع  
 پر مرشد یعنی عثمان آغا را دیدم - کہ باز بہاں نوع کہ بالسر حسن دلاک اصفہانی معاملہ  
 میکرد - میگند - اظہار دلسوزی دہر بانی کناں میگفت - فرزند را برو خواہ ایر ترکمان  
 و خواہ شوہر شکر لب خواہ لو کہ باب درخانہ پادشاہ باشی - ہر چہ باشی دہر جا باشی  
 دعائے خیر منت بہراہ است - خدا خوبت کند - و تو فقط دہر

پس سفیر - با اذن حکومت عثمانی و شیعہ دو سو فرسخے جمعے کثیر از ایرانی  
 دغیرہ از طرف اسکندراہ بیرون آمد - سفر ماں خوش گذشت و تا با ایروان قضیم  
 کہ قابل ذکر باشد واقع نشد - و خبرے نشدیدم - در ایروان اخبار چند یرا





میگفتند نفییدم - یا هزار کوشش و جهد - یا نوشتن هزار کردن اینقدر توانستم  
در یافت که من لفظ را بسیار تکرار میکردند -

ساکرے پارسے - آمپور

برنے ہر فرتہ از یک دیگر پدمان نیامد از جنس مان بہم نزدیک بنمود و دوبارہ  
سورت با ہم شاہرت نامہ داشتیم - اعتقاد مایں بود مایں جو در دم باہماں شنگی  
دخو مکنی کہ در سطاہرہ است شد بدو نش ہم بہماں طولہ میروند  
سند و بگرد یکدیگر بیدار شدیم - آناں خنداں و شاداں و یادہ سہراہاں کہ شاہ با ما  
چوہرہ بہت سوسو نامہ در گریہاں اندوہ خوراں و اندیشہ ناک کہ شاہ با ما چکوہ  
ترکت خواہد کرد -

آقا بیدار سخت حال

# گفتار ہفتاد و ہفتم

## در پندیرانی ایلمچی فرنگی در طہران

میرزا فیروز شاہ جمال التفات پذیرفت از جواب ہائیں بمسائل مجددہ و البتہ امتحان  
گردید - و در این باب سے ماہر تر از در دربارہ نبود - بہر سوال در حال جواب دادے  
تا از نادانی دست و پا بہ شد سے و نہ از دشواری بہ تلاش اقتصا سے - لفظ نفیید انہم  
کہ در حضورہ پادشاہ عیب بزرگ است بر زبان نش گذشت و بہر باب چناں با علم البقین  
و استہاری سخن میگفت کہ شنوندگان می پنداشتند ہماں ست و جزاں نیست در حق  
و بحال چناں داد تحقیق و تدقیق میداد کہ گماں میکردند زادہ و بزرگ شدہ و نرگستان  
از اسخا کہ من ہم بحیر زانی او مشہد و بجز پڑوسی و سررشتہ داری فرنگستان محروست  
و در تائیر سخ نویسی با او شترک بودہ ام - از این اقتضای لیے بہرہ نماندم - اگر چه بقدر اویماک





کہ محل دعوائے بزرگ است۔ ہرچہ پیغام دادند کہ شال و کلاہ ہرایت میفرستیم۔ تا آدم  
 دارپر بار داخل شوی۔ باریشخند دکر و۔ و عذرش این بود۔ کہ من چوں یا میں لباس کھنڈ  
 شاہ خرمیوم بخدمت شاہ شہما ہم نیز با میں لباس می آیم اما چوں کہ تا آنگاہ طریقہ سبب عام  
 فرنگان و چگونہ بدون لباس شال را نمیدانست با احتمال داشت کہ با رفاق و شب کلاہ بیاید  
 کار خیلے گیر کرد۔ تا گاہ بخاطر آمد۔ کہ در عمارت چمن ستون اصفهان نقش قبول الیچیاں در حضور  
 شاہ عباس نقش شدہ شاہ عباس تاج بر سر ما فخر تریں لباس بر تخت نشستہ است  
 من این سر را بمیرزا فیروز کشودم۔ و او بصدر اعظم و صدر اعظم بشاہ کشود۔  
 چا پاری باصفهان فرستادند۔ و بزودی کی صورت از آن نقش آورده یا لچی نمودند کہ لبیم  
 یا این بیعت بیا۔ و دیگر راہ اعتراض بستہ شدہ۔ انگلیس لعون چوں آن نقش را بدید۔  
 این قدر خندید کہ کم مانده بود بترک و گفت۔ نہیںم شہما میخواستہ ایم۔ میمون بر قضایند خلاصہ سخن  
 لباس این قدر و از کشید۔ کہ او شاہ بستہ آمد۔ و گفت باہر لباس کہ میخواہد بیاید بچشم۔  
 سداہ بادشاہ بہتر از آن شد۔ کہ از پلٹے غیر مرئی میتواند شد۔ تعجب کردیم کہ انگلیسیاں  
 با آن بے تری می چگونہ آئی ہمہ تر میت را خرچ دادند۔ ہیچ خلاف ادبی از ایشان سر نزو۔  
 بادشاہ با فخر تریں البتہ خود۔ کہ چشم انگلیسیاں را خیرہ میگرد۔ بر تخت زریں نشستہ  
 بہر کس میدید میسفت۔

گر ہمیشہ یاد را است این شاہ  
 چہنیں شاہ ہے کہ دیدہ بر سر تخت  
 شگوش باشد از نوشیرواں گفت  
 ز خطش ملک نوشیرواں خراب است  
 بدیں جاہ و بدیں جاہ  
 بدیں رخت و بدیں رخت و بدیں رخت  
 بدیں ریش و بدیں ریش و بدیں ریش  
 ز ریشش ریشہ ایران و آب است  
 شاہ ادگان و آلتبار با آب و رنگے بیشتر از آب رنگ جو اہر و مر و اید ابار بر بالئے  
 بادشاہ از چپٹے است صف زوہ اند کے دور تر و دورتر و زوہ فراطون تدیر کہ ہر یک مخزن  
 عقل و معدن حکمت بودند۔ با شال و کلاہ و کلیچہ ہالے حرکت مانند صورت پشت بردیوار  
 داہہ در پیلوئے آنال غلامان فرخ رخ۔ پردیوار۔ فرشتہ کردار کہ بجلہ عرش و خزنہ فردوس  
 میانہم آیتادہ فرنگان پر سوختہ با قبائے بدن دوختہ و تباہانے لباق چسپیدہ  
 و صورتہائے باروت نیز تراشیدہ۔ مانند شتر مرغ یا عنترہ در میانہ۔ مبانیہ اساس مخالفت

لباس خود را بنمودند۔ بشکوہ و حسرت پادشاہی وقتی نگذاشته از بیعت و بیعتات او ہم  
و ہر سے نہ داشتند اما اطوار شاہ یعنی مثل اطوار بابو۔

الطی خطیبہ خواند با عباراتے چنان عوامانہ و راست حسینی و با الفاظے چنان از فصاحت  
و بلاغت و صنائع پر لید عاری کہ گفتی استرانیے با اثر زبان حرف میزند۔ حلا پید ترجمان  
ما را پیام زد۔ و گرنہ پادشاہ را شاہنشاہ شرق و غرب و قبضہ عالم و عالمیان ہم نمی گفتند  
اگر بخوایم فرق اوضاع و اطوار باطنی و ظاہری ایشان را با خودمان بنویسیم قلم و دواتے  
جاویدی در کار است۔ گرنہ بی ادعقلانے ما بحکمت استدلال میگردیم کہ ہم تفاوت باید از  
تأثیر آب و ہوائے اقلیم شان باشد۔ کہ تیرہ دتار و پلاژ طوبیت و سجا است۔ چگونہ متویا  
در میان دو قوم قیاس مشابہت و مشاکلت کرد کہ یکے از آب محاط است۔ و رونے آفتاب  
نہ بیند۔ و دیگرے روز تا شام در آفتاب می سوزد۔

اما علماء بطورے سادہ و ترویج عقل نزدیکی تاویل کردند۔ کہ این فرق از دینداری ما و علیہ  
و نبی اینال است۔ اینال را نور ایمان و رومی نیست و دل شاہ از ظلمت الحاد و زہد قیام  
تیرہ است و با سجدہ شد رویان از نور ایمان منور و قلبان از لوث کفر مطہر است۔ اگر  
این طبی و مہرانش با ہمہ ملت انگلیس مسلمان شوند۔ ہر آئینہ و سمت پلیدی و سجا است  
از ایشان برداشته شود شاید کہ از درکات جہنم رستہ در درجات علیین بہشت  
بریں با ما ہم نشین شوند۔

## گفتار ہفتاد و ہشتم

### مؤد التفات صدراعظم شدن حاجی بابا

رمیر زافیوز میرزا ابوالحسن شیرازی است۔ اپن سچہ نغمہ برائے کامکاری ہمہ چیز بکام  
من میگشت۔ و برائے ناملدی ہمہ چیز بناہ من سے بود۔ چوں از اوضاع فرہستان

با عظیم میرا لتند - کار ہائے فرنگیاں در ایران بود - بمن حوالہ کردند و باین واسطہ با صدر  
اعظم و سایر ارکان دولت را بے ورا بطہ پیدا کردم -

میرزا فیروز مردے بود تو انگر یکسے احتیاجے نہاشت - بعد از ورود بطهران از کارکنان  
کشیدہ و چوں دید من را بگنہ رانی پیدا کردہ ام - حظ کرو - و در ہر جا توصیف و تعریف و  
خوش طبعی و کار آمدی من کروے و من میکوشیدم تا تکذیب او نکند - بطوریکہ بزودی  
بدونک مسلمہ و غیر مسلمہ با درستی خود و خیر خواہ دیدم و خود را غیب ساختم و طالعے کہ باین شیخ  
نشارد کرد - بگوئیم میگفت :-

شاد ماں باش کہ نامازی ایام گذشت

صدر اعظم مردے بود دریر - با سلیقہ - حرف - عرف - حاضر جواب - در نزد پادشا  
حرفش درود داشت - از ابتدائے جلوس پادشا بہ تخت او نیز در مسند صدارت -  
این قدر با خواص و عوام خوب راہ رفتہ و بکار مردم خوردہ بود و نہ وجودش را مانند  
آفتاب عالم تاب فروری میرا لتند - چوں بکار فرنگال اہتمام و اعتمادی ملیحہ  
ینمود - لامحالہ از ہر روز چیزے گفتنی با شنیدنی با ایصال داشتے - از بس روز مرا  
پیغام برو پیغام آور سفارت انگلیس ساخت - از زبان ایصال بیکدیگر پیغام ہی بود  
و میآوردم - و گاہے نیز بمقتضائے مقام و مناسبت حال چیزے از خود عملا د  
بینوادم - و تعریف این در نزد آل و تعریف آل در نزد ایں میکردم - و خود در میاں  
محبوب طرفین واقع شدہ بودم - چوں بزرگترین خوشی صدر اعظم رشوت بود - من  
ہم آل نقطہ را قبلہ مقصود خود ساخته گاہے از ایچی بفر خود حال صدر اعظم رو معین  
بحال خود ہر یہ مای گرفتہ - اما چوں ہر یہ وادن و گرفتن بکسی است این معنی از ہنر  
من شمر وہ نمے شد - ولے در دوسر کار عمدہ مرا واسطہ قرار داند - و جہاں خوب از عہدہ  
بر آدم کہ از آنگاہ بعد صدر اعظم با من از در التفات بر آرد - روز بان و روز بان ہا ہر ہا  
بایست بستہ شود - صدر اعظم از جانب شاہ و من از طرف او کیا مطمئن بودم -  
بایکامگی خود در چال امور - در میانہ راتہ سسے کہ در عروسی بیخیاں استخوان افتد -  
بگاد و اقدام تا یکے شبے مجلس خیلہ دراز کشد - صح صدر اعظم ہر استخوان ہا ہر  
خود کہ بجز مہربان ہمیش را در استخوان راہ نمود - بچہ است - ہنوز در رخت خراسا بود

و تنہا با سبب تکلف گفت حاجی بیشتر بیا۔ بنشین حرفے عمدہ دارم۔ باتو گویم۔  
 ازین التفات متعجب و اطاعت امرش را واجب دانستہ بدو زالو نوشتہستم  
 بے هیچ کنایہ و استعارہ گفت۔ سو قائم سخت تلخ است ایلمچی انگلیس تکلیف سائے متعجب  
 بما میکند۔ و چیز ہائے نامندی میخورد۔ میگوید کہ اگر اسنچہ میگویم تکنید۔ واسنچہ میخوہم  
 ندیدید۔ بیترقم را میخوہ نامم۔ و از ظہران میروم۔ از جانب دیگر پادشاہ مرا تہدیر میکند  
 کہ اگر ایلمچی دل آزرده برو۔ و سرت را می برم۔ و حالانکہ پادشاہ هیچ یک از تکالیف  
 ایلمچی تن در نمیدہد۔ حاجی چه باید کرد؟ چارہ این بچہ می شود۔  
 غمہ بہ ہار شوت نمی شود؟ و نگاہے باو کردم۔ مثل اینکه لفظ را معنی دیگر است  
 و زبر۔ چگونہ ہار شوت و رشوت کجا؟ و انکھے این فرنگان این قدر خرمند  
 کہ نمیدانند رشوت چیست۔ اگرش بدہ۔ حاجی آتا ہر چه میخوہ اسنچہ باشند۔ ما خلیتہم  
 ایلمچی خیلے سرار داد۔ کہ کارش بگذرد۔ و من ہم تا ممکن است بگفتی نمیکند نامم۔ سے  
 روی۔ ما معرفت سے زنی۔ تو با او دوستی میگوئی من با صدراعظم و دستم  
 و پارہ جو۔ تا کہ نہی تو نامم زد۔ میزنی نمیدی کہ سرفرو د آزرده گفتم بہ چشم ہر چه میفایند  
 چنان۔ میر دارم کہ رو سفید بودم۔  
 برہ تتم و با مید تمام سخنانہ ایلمچی انگلیس رفتہ۔  
 حاجے آن نیست کہ گویم چگونہ ایلمچی را در این کار سہ نیز آوردم با دو کلمہ مطلب  
 را چنان نیت حانی کردم کہ با کیسہ پراز طلا برگشتہم۔ این کیسہ مقدمہ الجیش بود۔ و تا  
 صورت قرار کار بموافق طلح ایلمچی عقبتہ کلی داشت و کینز بطریق قطع و یقین با من بیان  
 کرد کہ انگشتر ناما میں سخت گرانہا از انگشت دولت انگلیس با انگشت دولت ایران  
 مانند نشان دوستی در میان آل دو دولت ابد مدت میکند نامم۔  
 وزیر نگاہے بکیسہ کرد و نگاہے بہمن و گفت احسنت حاجی حالاً تو از مانی۔ آخر  
 ما در ایران چیزے بستیم۔ تو را پیش ازین نمیکند نامم بے گاہ ما بردی۔ عرضینہ بنویس۔  
 با مضامینش با من۔  
 با اظہار امتنان و شکر اہ گفتہم۔ بندہ تاجاں دارم۔ صا و قانہ بخد مت مکر حاضر  
 و محبت سرکار و حق من کافی است۔



کرتاپاستے من درمیان نباشد۔ کار عالمیہ نظام نرسد۔ اس تدبیر بزدلی مکر و خبیثت و طرفین  
اکمال خوشنودی مراد واسطہ کار قرار داند۔

غرض اصلی انگلیسیاں رہنا بقول خود شان، ایک بزدل بہانہ جہت حصول  
اس مطالبہ زحمت بسیار کشیدہ و خرچ بسیار نموده بودند۔ در وادار بہتہ الامید استند  
و در ماتش بیشتر میکوشیدند۔ تمیذ انہم در مالاتق دوستی خود چہ میدیدند۔ کہ ما خود بہت  
با ایکہ مالیشاں را بیدین و پدید میداشتیم۔

خلاصہ این مرحلہ من دخل و بکارم ضرر سے نہ داشت۔ مقصود من ایکہ آثار را بخود  
محتاج و خود را باایشاں لازم نمایم کہ لقمہ چوبے بودند۔ و زحمت بہدنی رفت۔

گویا خوانندگان را در خواطر باشد پیش ازین ذکر حکیمے رفت کہ از جملہ ادوات  
اختراعی خود میخواست۔ آبلکہ کوئی را ہم انتشار سے در حوالہ خیال اس کار از نظر ما  
مخوشد و باز طبیبان ما نسبت آبا و اجداد خود ہر سالہ اطفالے بسیار دینالم آخوت  
سیفر ستاند با این ایلمی حکیم و بچہ آمد تا بمانکی کند۔ سخت در رواج کار آبلکہ کو بی  
کوشش داشت و از ما و اراں کو دک در نفس و در مذاذ او از وجہ غریبی می شد۔  
و حکیم تدبیر سے کہ اندیشہ بودم پیش از ہم بفریاد و داد آغازیم کہ چرا بایر زن مسلمان بخواد  
نصرانی پائے گذارد۔ از برائے چہ ہر چہ باشد۔ غیب است و قیامت۔ او۔ در نزد  
مدر اعظم مو شکے دوانیدم۔ تا برائے منع اس کافر قرآنی برو۔ خانہ گذاشت ازین  
سبب با ناز و دل حکیم شکست و پس ازاں بخاند۔ و سے رفتہ چنین صحبت داشتیم  
من۔ حکیم با شئی چواچنین کدھی؟ ازین زحمت چیز سے تو نمئی رسد۔ دانگھے  
مردم ہم قدر زحمت تو را نمی شناسند۔

حکیم۔ بہیات اجامی نمیدانی چہ میگونی اس زحمت نہ رحمتے است کہ باید شامی  
حال ہمہ جہانیاں شود۔ اگر دولت ایراں روج ایر کار را دہیں جا منع آمد۔  
اس ہمہ نفس کہ ہلاک می شود و حالانکہ او میتواند گذارد، بر زمین اوست چہ قدر  
بیگناہ کہ بہ بیچ و پوچ می میرند۔

من۔ ہما چہ ہر چہ سے خواہند بگیری۔ از زندگی شان بیدہا چہ می رود  
تا چہ رسد از مردن شان۔

حکیم - یکمہ شہا میں میوہ کہ ہرچہ پول سے خواہی تو سے وہم برائے انیکہ علوات  
 مرا نگداری ضائع شود۔ پس بقرار دادش تہیم برائے بزرگ نمودن کار اشکالات  
 بسیار باز نمودم۔ از آن جملہ انیکہ در دفع این کار مخالفت رائے صدر اعظم است حاجت  
 رائے صدر اعظم ہم موافقت کرد۔ قراول برداشته شد حالاً بیاد میں کہ در قاضی حکیم  
 چہ محشری و چہ محشری از زناں بر پا گردید۔ دہرچہ می شد کہے حرف تہی نو۔

حکیم تاوشی غریب دیگے ہم داشت مردگان مسلماناں را شکم سے درید۔ و پر و پا  
 می برید۔ و چون تہش بدیش می افتاد جان میداؤ۔ در حیرت کہ چہ مردم اورا پارہ  
 پارہ تہی کردند کہ مرد کہ این کثافت کار سے چہیت۔

من - حکیم تو را سجدا! از دریدن شکم و بریدن اندام مسلماناں تو را چہ فائدہ؟  
 حکیم - اگر نخواہم بگویم کہ از ندریدن و نہ بریدن چہ قدر فائدہ از دست سے رود  
 محال است۔ اگر دست از این کار بردارم از دنیا و آخرت خود دست برداشته  
 ام۔ و زہمتہائے من بکلی بیتاؤ و بدلہ خواہد شد۔ بسر ہر مردہ کہ پذیر تیغ من افتد۔  
 فلان مبلغ تجوید ہم۔ بنوع و جنس کار سے ندارم۔ خواہ مسلمان خواہ ارمنی  
 خواہ ارمنی - خواہ یہودی ہمہ در نزد من یکے است۔

این سخن را دست بزم سپردم۔ و در حقیقت این قدر برضائے خاطر او کہ شدید  
 کہ کیرام بر سنگینی و اوضاع و دست گاہم بر نگینی روی نہاد۔ ایچی نیز برائے اصلاح احوال  
 در وقت مال و منال ما۔ میل غربی داشت و از بیان کیفیتے کہ در میان او و صدر اعظم  
 واقع شد ناگزیرم۔ و با کمال بے شرمی این بیت ہارا ہم بناسبت مقام ذکر میکنم۔

دلیر آدمی سعدیا در سخن      چو تیغت بدست است کالے بکن  
 بگو آنچه دانی کہ حق گفتہ بہ      نہ شہوت ستائی و نہ عشوہ وہ  
 طبع بند و دفتر حکمت بشوی      طبع جہل و ہرچہ خواہی بگو

ایچی سے گفت۔ میخواہم محصلے ارضی لبعامہ ایرانیاں تعارف کنیم و در قبول  
 توقع دستگیری از صدر اعظم دارم۔ و نمودن از آن خواستہ ہم تا بچہرستند۔ ہر گاہ  
 کہ در ہوا بوئے تعارف بودے۔ یعنی صدر اعظم پر ہوا شدے صبح تا شام بر سر  
 این تعارف عام با من گفتو میکرد۔ کہ چہ میتواند بود۔

عاقبت از بے صبری بجان آمد و خود داری نتوانست۔ از من شنیده بود۔ کہ الطیعی  
 ماہوت بسیار آورده چشم و دامنش را بجاہوت دوخته بود۔ چون رسیدن نمود  
 تعارف عام طول کشید صدر اعظم با خود اندیشید کہ بہتر این است کہ الطیعی بجائے  
 ہدیہ عام از آل ماہوتہا قدر سے ہدیہ خاص من دہد۔ بنا بر این روز سے ہر محض بیدار  
 شدن از خواب مرا خواست کہ تو را بخدا ماچہ ندریم۔ گندم۔ برنج ماہر جو با متالوہ  
 واقف میبود کہ این بے دیناں در خواب ہم ندیدہ اند یا ر سے ہر چه بعتل برسد  
 ہمہ را داریم چہا برائے چیزے کہ لازم ندریم منت الطیعی را کیشیم۔ من خیال خوبی  
 کردہ ام۔ کہ خیر الطیعی ہم دساں است و زحمتہا ز گردش خواہد افتاد۔ بجائے آل  
 تعارف عام۔ من ماہوت ہم قبول دارم۔ این کار لقمہ نادرہ۔ تو را خدا را شکر  
 بیدست و پانستی۔ برو دست و پائے کن۔ و این مرحلہ را با الطیعی حالے کن۔ سو  
 بزودی ہر چه تمام تر خیر ماہوت را برائے من بیاور۔ در دم ہے بقدم این خبر را با الطیعی  
 بردہ۔ الطیعی ہاں ہمہاں ریش و سیل ترا شنیدہ چناں تہتہ خندہ زدند کہ اگر بگویم  
 صد کجہ و ناوند چہید باور کن۔

یکے گفت :- ماہوت کجا۔ سبب زمین کجا؟  
 دیگرے :- ما میخوایم بشما لقمے سہل الحصول و ارزاں العام نمائیم۔  
 دیگرے :- معلوم شد کہ صدر اعظم می خواہد لقمہ شکم عامہ را وصلہ و دوش  
 خود کند۔

آیا الطیعی باز در میانہ عاقلہ الیشاں بود۔ بید رنگ و با نزاکت امر نمود۔ تا یک  
 توپ ماہوت بسج دادند و گفت :- عرض سلام بسیار بہ صدر اعظم برساں و بگو  
 کہ مرا هیچ چیز از خیر خواہی اہل ایران باز نخواہد داشت۔ امید وارم کہ با ز آل تعارف  
 عام را قبول فرمائند کہ در حق من نشاء التفات بزرگی است۔  
 با انتخار تمام ولذت بے نہایت بجانب صدر اعظم باز آدم۔ میں کار با کار ہا  
 گذشتہ و با پنچہ بعد از آل روئے داد۔ ہمہ دلیل بزرگی قدرتی من شدہ مرا مورد  
 عنایت صدر اعظم گردید۔ کہ ہمہ رقیباں را کنار نشاندہ ہر استی را زود و ندیم  
 و یا را او گردیدم۔  
 آقا بیدار بخت غفل



# گفتار ششم

## دور شدن بدبختی از حاجی بابا و مسافرت او بدیار خویش بامرتبہ بزرگی

نہ از انظار معاہرہ باگروہ شرکین در کار تمام شدن و قرار بر این شد کہ برائے استحکام  
ہیونہ کرگئی و یکجہتی میان دو دولت سفیرے ہم از ایران بلندن رود۔ بعد از امضا  
عہد نامہ صدر اعظم مرا بہ حجرۂ خاص خود خواستہ گفت: حاجی بیار فہائے عمدہ با تو  
دارم۔ من تو را از خود میدانم۔ درست تلفت شو چہ میگویم۔ فی الغرض تواضع و احترام  
لازمہ بر خاصہ تم۔ گفت: تواضع را کنار بگذار و گوش کن۔

بہر خاطر۔ کار باہا انگلیس مال گذشت۔ پادشاہ بہ مطلوب خود رسید  
سفیرے باید بلندن بفرستیم۔ تو ہم میدانی کہ ایرانیان بسیار کم دل شال  
می خواہد از ایران بیرون بروند نہ میدانم کہ را بچویم۔ کہ بے نائزین خدمت را  
در عہدہ خود گیرد۔ یکے در زیر سردارم۔ کہ بیشتر از دیگران بفرستادن او مایلیم۔  
و ہم رفتن و دور شدن او از قبیلہ عالم خیلہ لازم است۔ لہذا دلم میخواہد  
برضا آوردن کوشی۔

سپہ با کسان تو کہ خود ہم۔ اما سبب دور شدن از قبیلہ عالم را  
نبینیم۔ نہ فریاد گفتار این کار از جائے رفتہ۔ پیش رفتن و تلاش  
بہ سعیدیم کہ کمترین بندگان برائے اثبات زندگی حاضریم۔ ہر خدمتے کہ  
نحول بفرماید تا پائے جان ہم بجائے آوردن ایستادہ ام۔  
وزیرہ۔ آفرین بر تو خوب گفتی۔ حالاً بشنو۔ انیکہ من در زیر سردارم۔  
مہنر زانیر و ناست۔

باومن درون شسته - باشد و در گفتم بلے

وزیر - حقیقت نفس الامرا یکدیگر می بینم - این روزها بادشاه را باد خلیه میل است  
مردم سے است عیله حراف و عراف در چالپوسی در لیخندی است - این قدر  
درد می گوید و امرا را مشقبه می کند که بادشاه اول از همه بیشتر دوست  
می دارد - که میدانند این دوستی تا بجای می رود - علاوه برین میدانم - که  
دشمن جانی من است با اینکه در ظاهر خود را دوست می نماید - اگر چه تا امروز  
از شیطانی و فساد بیخس نه ترسیده ام - اما حال نمی توانم گفت که نمی ترسم -  
اگر اورا بنام سفیری از اینجا به فرنگستان دست ببرد که منم سر چشمه  
اضطراب و تشویش خود را بسته سخا بهم دید - یکبار از طهران بیرون  
برود - اگر برگردد و در انشاء الله بر نمی گردد - من کار سے می کنم که دیگر  
او پادشاه را و پادشاه اول را در خواب هم نه بینند -

من بدین خیال اقدام - که چه کنم - تا درین شرخیر من باشد -

وزیر - اینکه گفتم یک شق تدبیر من است - شق دیگره اینکه حاجی اتو باید  
بنام نشی اولی با و بروے دوست و معتمد منی غرضه بانه مرا میدانی - از ورود  
این پدر سوختگان تا امروز از تمام وقایع باخبری بنا بر این کار خلیه است -  
ببالائے تو دوخت - اگر آنچه می گوئیم بجائے آوری خدمت  
بزرگه بمن کرده -

از آن جا نیکه کار سفارت از منشی گوی بهتر بود - خوشم نیامد دیدم  
از طریق ترقی برگشتن و راه منشی گوی وزیر دستی پیش گرفتن - مثل ترک  
شاهراه و اختیار کرده راه است - و آنکه آن ناخوشی بی ایرانیاں در من هم  
بود - نمی خواستم - ترک راحت حضور اختیار زحمت سفر علی الخصوص سفر  
دریا و اختیار دیار غربت کنم و آنکه غربتے بدال سال مجهول الحال مملکتش بی صدا  
دنده تیره و تار یک و مردانش انجمن و کافر مانند کسی شدم که بد منه اهلک ریاباک  
رسد - و ازین تکلیف و ازده ماندم -

بواهم عبارت شد از کلمه چند مرد و خشک که ایرانیاں در وقت خورسند

بیرون کار سے سزا اور اس کی قسم بندہ سرگرم - خداوند سبحان سے ہے  
 اور اس کے بارے میں فرماں بردارم و نماز میں شغور  
 و غیر تقویٰ سے مراد شہادت مسلمہ ہے کہ اس کی کیفیت نوشتہ نیا  
 خود میدانی کہ سب سے پہلے اس کا قبول کیا گیا ہے کہ اس کی آواز  
 اور اس کی فائدہ خودی میں آرم - اس کی کہ می خواہم : اولاً تو اس کو  
 ہدی و سعادت و برائی کہ اور بعد از اس کہ تادم شود تلامذہ کی و قبول آست  
 اور اللہ الی تحصیل شود و راہ خوبی برائے خلیفہ بنامان کی ہے است -  
 محسن باروم - معاودت و باران با یہ دانستار - و تکلیف بود کہ تعالیٰ  
 توان - و جلالے و کیرانہ دارم - کہ یہ تک سرکار و سبیل مراد شاہ کہ بر حق  
 صاحب مہر و سہ دارم - سر با نظر تنید اگر چہ بزرگ اسفل برائے  
 بیرون کشیدن فرنگال باشد میروم -

وزیر - باشد در اول میروی و چم میرزا فیروز رسے گیری - کہ در  
 ایران مانند تو کے شاکتہ این کاریست - این قدر دانہ منافع و وسائل  
 و اتحاد و لوگری دین شاہ و احترام من باو سے پاشی - کہ بدام بیاید و میگویی  
 کہ بعد از معاودت خدا میداند کہ تا بہ کجا راہ داری ، اکتوں ہم رقیب داری  
 این کار را از دست گذار - و بگو خود میدانی - بانی را بساز - این طور کن  
 بہ میں چه طور دوستت را میخورد - برو خدا نگہدارت -

از پیش صدر اعظم بیرون رفتم - منی دانستم و در آسمان مستم یاد  
 زمین - با خود می گفتم - زہے سعادت آنچه از خدا سے خواستہ بودم  
 رسیدہ باقبائے سرافرازی و شمشیر توانائی بر شک شکوہ سوار و بہر ملک  
 خود رفتن - زہے سعادت ! اسے آنکہ روز سے سپرد لاک را استہرامیکردی  
 اکتوں - بیا و معتمد شاہ و امین وزیر را کن اسے سر ہائے کہ و وزیر تیغ من بودید -  
 نہ تہار من سر و آید - کہ بجائے ترا ششیدن تو ہر میدان دارم - اسے کہ ایک  
 مرا از میراث محروم ساختند گاہ آست کہ آل لغتہ را نا پختہ از گلو تیب  
 بیرون آرم -









